مسئلہ توسل بذوات فاضلہ واعمال صالحہ کے متعلق زبردست علمی تحقیق

حقیقت توسل

مؤلف

میاں ظاہر شاہ قادری مولوی فاضل، منشی فاضل، تنظیم المدارس

ایم اے اسلامیات رکن سنی رائٹرز گلڈ پاکستان

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ مدین سوات

ہدیہ: ۳۵ روپے

Marfat.com

مسئلہ توسل بذوات فاضلہ و اعمال صالحہ کے متعلق زبردست علمی تحقیق

حقیقت توسل

مؤلف

میاں طاہر شاہ قادری مولوی فاضل، منشی فاضل، تنظیم المدارس

ایم اے اسلامیات رکن سنی رائٹرز گلڈ پاکستان

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ مدین سوات

ہدیہ: ۳۵ روپے

Marfat.com

مسئلہ توسل بذوات فاضلہ واعمال صالحہ کے متعلق زبردست علمی تحقیق

حقیقت توسل

مؤلف

میاں ظاہر شاہ قادری مولوی فاضل، منشی فاضل، تنظیم المدارس

ایم اے اسلامیات رکن سنی رائٹرز گلڈ پاکستان

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی لاہور پاکستان

ذخیرہ

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ مدین سوات

ہدیہ: ۳۵ روپے

Marfat.com

81464

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب	....	حقیقت توسل
مؤلف	....	میاں ظاہر شاہ قادری
صفحات	....	۱۶۵
طباعت	....	ایڈوانسڈ کمپیوٹر سنٹر ۱۷ اسلامیہ کلب بلڈنگ خیبر بازار پشاور فون ۲۱۳۱۵۳
سنہ طباعت	....	۲۰۰۳ء
ناشر	....	مکتبہ غوثیہ مدین سوات
ہدیہ	....	۳۵ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ مدین سوات سرحد

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب ھذا

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ نمبر
۱۔	ابتدایہ کتاب	۴
۲۔	توسل کی تعریف و معنیٰ	۱۲
۳۔	توسل بآیات قرآنیہ	۲۳
۴۔	توسل باحادیث نبویہ	۴۹
۵۔	توسل کے متعلق اکابرین ملت کے اظہار خیال	۶۶
۶۔	شبہات اور جوابات	۱۰۸
۷۔	کیا توسل مسلمانوں کے لئے باعث خیر و برکت ہے	۱۵۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الوسیلۃ فی الھمم الدنیویۃ والا خرویۃ
والعرفان والصلواۃ والسلام علی محمد ھو وسیلۃ بین المخلوق
والرحمٰن و الہ واصحابہ واولیاء امتہ ھم نجوم الھدایۃ والایمان
اما بعد کئی روز سے فقیر کا خیال تھا کہ مسئلہ وسیلہ پر آسان الفاظ سے ایک گلدستہ دوستوں کے لئے پیش کروں۔ آج بمورخہ ۲۰۰۲/۱۲/۳۰ بعد از عشاء اس اہم مسئلہ پر قلم اٹھانے کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ پایہ تکمیل تک پہنچانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ہدایت کے لئے جن اشخاص کو نامزد فرمایا ہے وہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور پھر ان عظیم ہستیوں کے بعد ان کے خلفاء اولیاء کرام رحمھم اللہ کی ذوات گرامی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ بغیر انبیاء علیہم السلام کے کائنات کو ہدایت دے سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ کائنات کے لئے اپنے خواص بزرگ ان کے لئے منتخب فرمایا اور ان کے ذریعے سے کائنات کو ہدایت سے نوازا اور پھر اس ہدایت کے لئے ملائک کرام کو مخصوص نہیں فرمایا بلکہ انسانوں میں انبیاء علیہم السلام کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ اور اولیاء کرام رحمھم اللہ نے تو انبیاء علیہم سے ہدایت و ایمان قبول کر کے دوسروں تک ہدایت کے راستے بتائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا کہ ان ہدایت والوں کی

Marfat.com

اقتداء کرو یعنی جو راستہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ اقتداء کے لئے کافی ہے۔ تمام انبیاء علیھم السلام نے کائنات کو ہدایت دی اور آخر میں حضور انور معلم و مقصود کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کائنات کو اللہ تعالیٰ کا تعارف فرمایا کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا تھا اور آپ نے وہی پہچان کائنات سے کرادی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا **قل هو الله احد** اے میرے محبوب آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اب اگر دو نے پہچانا ہوتا تو فرماتے قولا اے دو مدعیان توحید تم کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اگر تمام مخلوق پہچانا ہوتا فرماتے **قولوا الله احد** لیکن یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ **قل هو الله احد** آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے یعنی آپ نے پہچانا تھا تو کائنات سے تعارف کرادو۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالق اور مخلوق کے درمیان ایک عظیم واسطہ ہے۔ آپ کے وسیلہ عظمیٰ سے تمام انبیاء بھی وسائل اور واسطے ہیں اور پھر انبیاء علیھم السلام کے بعد اولیاء کرام بھی واسطے وسائل ہیں۔ جب وسیلہ انبیاء کا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس واسطہ کو مخلوق کے لئے منتخب فرمایا اب اگر کوئی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ کو تسلیم کرنا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا **ومن يطيع الرسول فقد اطاع الله** جس نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے وسیلہ ظفر قرار دیا ہے کہ وہ ہمارے لئے ایک نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز نہیں پڑھتا، حج زکواۃ اور پنج بنا جو ہم پر فرض ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے مبرا اور منزہ ہے۔ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کی ہیں ہم ان کے اقتداء میں یہ پنج بنا قائم کرتے ہیں۔ اب اصل مسئلہ توسل کے متعلق فقیر اتنا عرض کرے گا کہ خالق کائنات نے

Marfat.com

اگر ہمیں اجازت دی ہو تو وہ ہمارے لئے جائز ہوگا اور اگر اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو تو وہ ہمارے لئے بھی منع ہے۔ وہ ہمارے لئے کبھی بھی حلال نہیں۔ وسیلہ واسطے کو کہا جاتا ہے اور یہ شفاعت کے معنی پر بھی بولا جاتا ہے اور استغاثہ اور وجاہت واسطہ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اب اتنا عرض ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اجازت سے ہمیں نوازا ہو تو پھر ہمارے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ میں فرمایا ہے یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون O (المائدہ)
اے ایمان والوں پرہیزگار بنو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس راستے میں کوشش کرو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس آیت کریمہ میں مطلق وسیلہ تلاش کرنے کا حکم ہے اور یہ کلمہ مطلق ہے اور مطلق اپنے اطلاق پر جاری اور ساری ہے۔ اور اس میں قید لگانا دین میں زیاتی ہے اور نہ کوئی اپنی طرف سے اس مطلق کو مقید کرسکتا ہے اور اصول فقہ نے تو صاف فرمادیا ہے کہ خبر واحد بھی مطلق کو مقید نہیں کرسکتا تو پھر کسی کا قول کیا مقید کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کیوں مطلق کلمہ وسیلہ فرمایا ورنہ وہ فرماتے کہ وابتغوا الیہ الوسیلہ بالاعمال الصالحۃ کہ اچھے اعمال کے ذریعے وسیلہ تلاش کرو اب اپنی طرف سے یہ قید لگانا بنی اسرائل کی طرح ہوگا کہ ان کو فرمایا گیا کہ حطۃ کہو انہوں نے حطہ کی جگہ حنطۃ بولنا شروع کیا اور اپنی طرف سے نون کا اضافہ کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس میں جتنے شقیں وسیلہ کے ہیں وہ تمام اس میں داخل ہیں۔ یعنی ذوات فاضلہ اور اعمال صالحہ دونوں اس میں داخل ہیں۔ اور ذوات فاضلہ تو اعمال کی وجہ سے فاضل بن گئے ہیں اور قرآن مقدس میں متقین کے لئے فرمایا ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک عزت مند پرہیزگار یعنی وہ متقی ہیں۔ اب اگر ہم ان کے

Marfat.com

اعمال لیں گے اور ان کی ذوات کو چھوڑیں گے تو یہ ہمارے ناپوھی کی علامت ہوگی۔ ناپوھی لاعلمی کو کہا جاتا ہے شاہ ولی اللہ نے القول الجمیل میں یہی مطلب واضح کیا ہے اور ہمارے تمام اکابرین اہل سنت و جماعت نے اس پر عمل کئے ہیں خواہ محدثین ہو یا مفسرین یا فقہاء اور صوفیاء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ وسیلہ اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ دونوں سے جائز ہے۔ اگر وسیلہ شرک یا حرام ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس حرمت کا ذکر قرآن میں فرماتے اور اس کام سے منع کرتے لیکن اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کیا بلکہ اس کو جائز قرار دیا اور فرمایا وابتغوا الیہ الوسیلة کہ اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ تمام صوفیاء کرام جو کہ اولیاء کرام ہیں انہوں نے اس وسیلہ پر عمل کر کے فلاح حاصل کیا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے آخر میں فرمایا لعلکم تفلحون یعنی اگر تم نے وسیلہ تلاش کیا اور اس پر چلے تو شاید تم کامیاب یعنی فلاح پاؤ گے ور انہوں نے فلاح پالئے ہیں اس لئے وہ دین و دنیا میں بے خوف و خطر ہیں ان کو نہ کوئی غم ہے اور نہ کوئی ڈر۔ یہ کیوں نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کے لئے فرمایا ہے لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ ان پر نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ صوفیاء کرام رحمھم اللہ تعالیٰ نے اس پر عمل کیا اور روحانی علوم سے وہ مالا مال ہوئے۔ ان کے بہت سے سلاسل ہیں کبرویہ' رفاعیہ' اویسیہ' قلندریہ' شاذلیہ' مولویہ وغیرہ ہیں ان کے علاوہ چار سلاسل طریقت جو زیادہ عوام و خواص میں مشہور ہیں وہ قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ اور نقشبندیہ ہیں۔ جس بزرگ نے جو روحانی منازل طے کیا اس نے وسیلہ کو تلاش نہیں کیا ہو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ اگر کوئی مسلمان کسی بزرگ سے بیعت نہ کیا ہو لیکن حضور انور ﷺ کی امتی ہو تو حضور ﷺ اس کے لئے وسیلہ ہوں گے۔ کیونکہ آپ کے بغیر روحانیت تو چھوڑ دو بلکہ ایمان اگر ملا ہے تو حضور انور ﷺ کے ذریعے سے ملا ہوگا۔ تو کامیابی

Marfat.com

کے لئے وسیلہ ذریعہ بہت اہم ہے۔ جب بعض لوگوں نے اس مسئلہ پر عوام کے ذہنوں میں شکوک ڈالنا شروع کیا تو بعض اکابرین ملت نے اسلامیہ کے سمجھانے کے لئے بہت سی کتب تالیف کی اور وہ دنیائے اسلام کے لئے پیش کئے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ جس کی امامت پر اجماع علماء تھا اور حافظ ابن حجر نے فتاویٰ حدیثیہ میں اس کو امام مجتہد قرار دیا ہے اس نے شفاء السقام بزیارت خیر الانام نامی کتاب تالیف کی اور وسیلہ کے مخالف علماء نے لوگوں کے دلوں میں جو شکوک ڈالے تھے اس نے اس کا ازالہ کیا۔ اسی طرح امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے شواہد الحق نامی کتاب تالیف کی۔ حضرت سید محمد بن علوی نے مفاہیم یجب ان تصحح نامی کتاب حرم شریف سے شائع کی ہے اور اس کتاب میں وسیلہ بذوات فاضلہ پر محققانہ تبصرہ فرمایا۔ کتاب وسنت واجماع امت سے اس کا جواز ثابت کیا ہے اب بعض کتب جو فقیر کے علم میں ہے ان تمام کتب کے نام درج کئے جاتے ہیں۔ شفاء السقام شواھد الحق. جذب القلوب. اتحاف الاذکیاء بجواز التوسل بالانبیاء و الا ولیاء للغمازی. الدرر السنیه فی الرد علی الوهابیة لشیخ احمد ذینی د حلان رفع المنارة لتخریج احادیث التوسل الزیارة لشیخ محمود سعید' التوسل لمحمد عبدالقیوم. سهام الموحدین فی مناجر المارقین لابی بکر عبدالرحمٰن مفاهیم لمحمد بن علوی عقیده توسل از ڈاکٹر محمد طاهر القادری. التامل فی حقیقة التوسل از عیسیٰ بن عبدالله براة الاشعرین از حامد بن مرزوق' البصائر لمنکر التوسل باهل المقابر' اوصول الاربعه النفحان العطره' انوار البهیه فی الاستعانة من خیر البریة. کہاں تک ذکر کرو۔ اگر کسی کو اس مسئلہ کے متعلق معلومات کا شوق ہو تو وہ ان کتب

Marfat.com

کا مطالعہ کرسکتا ہے۔ اجمالا ذکر فی تسہیل البخاری و تسہیل
الترمذی و تسہیل المشکوٰۃ لعلامۃ عبدالھادی شاہ منصوری کو
بھی مطالعہ کرسکتے ہیں۔ حضرت العلامہ مولانا انوار اللہ خان حیدر آبادی نے انوار
احمدی میں مسئلہ وسیلہ پر تفصیلاً بحث کی ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ اور مدارج النبوۃ میں بھی اس پر بحث کی ہے اور
وسیلہ کا جواز نقل کیا ہے۔ فقیر نے ضیا الصدور لمنکر التوسل باھل القبور اور الصواعق
الربانیہ فی الرد علی الوھابیہ مرتب کی ہے۔ مطالعہ کے قابل ہیں۔ یہ تمام کتب
مسلمانوں کو اس مسئلہ سے آگاہ کیے ہیں۔ اب جاننا چاہئے کہ اگر توسل نہ ہوتا تو
اللہ تعالیٰ کا صفتی نام مسبب الاسباب نہ ہوتا۔ جب خالق کائنات کا صفتی نام مسبب
الاسباب ہے تو پھر دنیا میں بغیر سبب کے حصول مراد مشکل ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اس
پر قادر ہے کہ بغیر سبب کے کسی پر اپنا انعام و اکرام فرمائے جیسے کہ حضرت آدم علیہ
السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا یعنی ظاہری اسباب کے بغیر جو توالد و تناسل
کے لئے ضروری ہے بغیر اسباب کے اس کو پیدا فرمایا۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔ یہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ سبب اور بغیر سبب
کے دونوں طریقوں سے اپنا قدرت دکھاتا ہے۔ انسانوں اور تمام حیوانات کے
جان نکالنے کے لئے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مقرر فرمایا وہ بغیر ملائکہ کے بھی
یہ کرسکتا ہے لیکن چونکہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے ان کے لئے سبب پر عمل فرمایا
ان کے لئے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مقرر فرمایا کہ تم تمام حیوانات کی جان لیا
کرو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ دنیا کے نظام چلانے کے لئے بارش کے لئے ملائکہ منتخب
فرمایا۔ قیامت کے دن تمام حیوانات کو زندہ کرنے کے لئے حضرت اسرافیل علیہ
السلام کو مقرر فرمایا کہ قیامت کے دن تم صور پھونکو گے۔ آپ کے صور پھونکنے سے

Marfat.com

تمام حیوانات زندہ ہوں گے۔ یہ ایک سبب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ بغیر سبب کے ان تمام حیوانات کو زندہ فرما سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تناسل اور توالد کے لئے اسباب بنائے دنیا میں رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ایک دوسرے کے محتاج بنائے دنیا کے نظام کو دیکھو بغیر وسیلہ کے یہ نظام نہیں چل سکتا۔ اگر معاشرہ میں کوئی رہنا چاہتا ہو تو وہ تمام کسب کرنے والوں کے محتاج ہوں گے۔ بڑھئی لوہار کے محتاج ہیں اور لوہار بڑھئی کا' پکانے کے لئے برتن کمہار بناتے ہیں لوگ ان کے بھی محتاج ہیں۔ آج کل تو مٹی کے برتنوں کی جگہ لوگ سٹیل اور سلور کے برتن استعمال کرتے ہیں تو کمہار کی جگہ لوہار کے محتاج ہوئے۔ اس طرح لوہار ترکھان کے محتاج ہیں۔ چھوٹا بڑے کا محتاج ہے اور عورت مرد کا اور مرد عورت کا محتاج ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون بنائے گئے ہیں۔ مقتدی امام کا محتاج بنایا گیا اور امتی نبی کا محتاج بنایا گیا۔ حصول علم کے لئے علماء کے محتاج بنائے گئے ورنہ اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے علم عطا کر سکتا ہے جس کو چاہے تو وہ عنایت کسبی نہیں ہوتا اس کو وھبی کہا جاتا ہے۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو اسباب بنائے گئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو ایک دوسرے کے محتاج بنایا نباتات کو پانی سے مدد ملتی ہے اور ہوا کو پانی سے کہ پانی ہوا بن جاتا ہے اور آگ کو ہوا سے مدد ملتی ہے کہ آگ کو ہوا سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ عبادت کے لئے طہارت ایک سبب بنایا گیا ہے مٹی سے برتن دوکان اور مکان رہنے کے لئے ایک وسیلہ ہے انسان حیوانات اور نباتات دونوں سے مدد لیتے ہیں سفر کے لئے موٹر اور سائیکل ایک وسیلہ ہے اور دور دراز سفر کے لئے جہازوں کے ذریعے بنایا گیا ہے اس طرح روحانیات میں اللہ تعالیٰ نے روحانی لوگوں کو ایک ذریعہ اور وسیلہ بنایا ہے۔ انسانوں کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ملائک مقرر کئے ہیں عام انسان جب بیمار ہو جائے تو ان کے لئے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے حکیم اور ڈاکٹروں کو علاج کا علم دیا ہے اور لوگ ان سے علاج معالجہ میں مدد طلب کرتے ہیں۔ اب اگر کچھ حاصل کرنا چاہتا ہو تو جس طرح دینوی کاموں میں وسیلہ اور ذریعہ کی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح ہدایت اور ایمان اور روحانی عروج کے لئے انبیاء علیہم السلام کو وسیلہ بنایا گیا ہے۔ عمل بغیر ذات کے ناممکن ہے۔ اگر ایمان نہ ہو تو عمل بے کار رہ جاتا ہے عمل کا دارومدار ایمان پر ہے اور ایمان انبیاء علیہم السلام پر لایا جاتا ہے۔ اگر حضور انور ﷺ پر ایمان نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا تو اس کا عمل برباد ہوگا۔ بعض لوگ ناسمجھی سے حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنے میں سوچتے ہیں کہ شاید وسیلے سے دعا مانگنا اللہ تعالیٰ سے براہ راست مانگنے کے منافی ہے۔ وہ قرآن مجید کی ان آیات کا جن میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانے کا حکم ہے تو صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی بناء پر خیال کرتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا (معاذ اللہ) کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانے کے مترادف ہے یہ تصور بہت بڑی جہالت اور لاعلمی کی پیداوار ہے ہمیں اس کی اصلاح کرنی چاہئے انبیاء ورسل میں سے کسی کو یا اللہ تعالیٰ کے کسی مقرب اور صالح بندے کو یا کسی بھی عمل صالح کو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے اس کی بارگاہ میں بطور وسیلہ پیش کرنا نہ تو کسی قسم کا شرک ہے اور نہ ہی براہ راست اللہ کے مانگنے کے منافی ہے۔ کسی کو وسیلہ بنانے کے باوجود براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے مانگا جاتا ہے صاحب وسیلہ سے نہیں۔ شرک کا ارتکاب تو تب ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی اور کو اللہ تعالیٰ کی طرح نفع ونقصان کا مالک قادر مطلق اور دعاؤں کو سننے والا سمجھا جائے۔ یہاں سرے سے ایسا معاملہ ہے ہی نہیں۔ دعا فقط اللہ تعالیٰ سے مانگی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں اور مرادیں مانگتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا یا کسی ایسے مقرب

Marfat.com

بندے یا نیک عمل کا واسطہ دیا جاتا ہے جس سے خود اللہ تعالیٰ کو محبت ہو اور جس کا وہ عام مخلوق سے کہیں بڑھ کر حیا اور لحاظ فرماتا ہو سو ایسا وسیلہ پیش کرنے سے جہاں خود کلمات دعا کی برکت اور تاثیر میں اضافہ ہو جاتے وہاں اس کی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت پانے کے امکانات پہلے سے کہیں زیادہ ہو جاتے ہیں کیونکہ اب بندے کی التجاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اپنی محبت بھی اس کے پیش نظر ہوتی ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دعاؤں کی اجابت و قبولیت میں وسیلہ شرط نہیں مگر مفید اور کارگر ضرور ہے۔ خود حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو اپنے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی تھی جیسا کہ حضرت عثمان بن حنیفؓ سے مروی صحیح حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے انہیں دعاء کے یہ کلمات تلقین فرمائے: اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی قد توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضیٰ اللھم فشفعه فی (ابن ماجہ)

اے اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف حضرت محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں اے محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہو جائے۔ اے اللہ میرے حق میں آپ کی شفاعت قبول فرما۔

توسل کی تعریف و معنیٰ

لغت کے لحاظ سے توسل تقرب کے معنی میں ہے کہا جاتا ہے التوسل لغة: التقرب یقال توسل الیه بوسیلة اذا تقرب الیه بعمل و توسل

Marfat.com

الیہ بکذا: تقرب الیہ بحرمۃ آصرۃ تعطفہ علیہ . (التامل ۱۰) توسل لغت کے لحاظ سے تقرب کے معنی میں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اس کا تقرب حاصل کیا یعنی اس کے لئے وسیلہ بنایا کسی کام سے یا اس کی طفیل وسیلہ بنایا جب اس ذریعہ سے اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔ جوہری نے فرمایا ہے کہ الوسیلۃ ما یتقرب بہ الی الغیر کہ وسیلہ غیر کی طرف تقرب حاصل کرنے کا نام ہے۔ ابن اثیر نے فرمایا ہے کہ یہ اصل میں کسی شے تک پہنچنے کا نام ہے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا بھی نام ہے۔ تو وسیلہ مقصود کے حاصل کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (المائدہ) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو یا فلاں نے اپنے رب کی طرف وسیلہ بنایا۔ یعنی کسی عمل سے تقرب حاصل کیا اور واسل کا معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہونا۔ (لسان العرب ۱۱ ص ۷۲۴ و تاج العروس ۸ ص ۱۵۴) راغب اصفہانی لکھتے ہیں الوسیلۃ : التوصل الی الشیئی برغبۃ وھی الخص من الوصیلۃ لتضمنھا لمعنی الرغبۃ قال تعالیٰ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ (مفردات الفاظ القرآن ص ۸۷) وسیلہ کا معنی یہ ہے کہ کسی چیز کے ساتھ رغبت سے حاصل کرنا اور یہ وصیلہ زیادہ خاص ہے کیونکہ اس میں معنی رغبت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ حکیم ترمذی نے فرمایا ہے کہ وسیلہ اور وصیلہ کا ایک معنی ہے کیونکہ صاد وصیلہ سے معنی بنتا ہے کہ کوئی چیز کسی چیز سے مل جائے جبکہ امر الٰہی کے ذکر سے اس کا مخرج قربت ہوا تو کہا جاتا ہے کہ وسیلہ سین سے یہ صاد کا بدل ہے۔ (الریاضۃ وادب النفس للحکیم الترمذی ص ۲۶)

توسط اصطلاح میں اس کو کہا جاتا ہے کہ کسی چیز کو پیش کرنا جس کا قدر و

Marfat.com

منزل اللہ تعالیٰ کے ہاں ہو اور وہ درجہ میں وسیلہ بن جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے دعا قبول ہو جائے جیسا کہ وسیلہ پکڑنا اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات سے یا وسیلہ پیش کرنا' ایمان اللہ پر اور اس کے پیارے رسول پر اور اعمال صالحہ سے اور انبیاء و اولیاء کی ذوات صالحہ سے اور ان کی دعاؤں سے اور وہ چیز جس کا قدر و منزلت اللہ کے ہاں ہو تو ان تمام چیزوں سے وسیلہ پیش کرنا جائز ہے اور مستحب ہے خواہ وہ ذوات سے ہو یا اعمال سے۔

وسیلہ کسی کو اپنے چاہنے والے سے ملانے کے راستے کو کہا جاتا ہے یا وہ خزانہ ہوتا ہے جو جائز موضوع کے معانی پر ہو یا اس کا ظاہری معانی ایسی ہو جس کا نفاست محسوس ہو یا راستے کو کہا جاتا ہے جو جائز مطالب کے لئے خاص ہو۔

ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعے سے بڑے تک پہنچنا مقصود ہو تو کہا جاتا ہے کہ میں وسیلہ سے پہنچا اور بڑے اونچے مرتبہ کے معنی پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے اور اس معنی سے وسیلہ اس حدیث سے کیا جاتا ہے جو عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے اور اس کو مسلم نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کے سوا اس کا ملنا کسی کے ملئے نہیں ہے۔ (مسلم ص ۳۸۴ وترمذی ص ۵۸۶ والنسائی ص ۶۷۸ واحمد ۲ ص ۱۶۸) اور ایسا ہی بزار نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اس کا یہ بھی امکان ہے کہ یہ پہلے معنی میں ہو کہ واصل اللہ کے قریب ہوتا ہے تو اس کے لئے قربت ہو جس کو وسیلہ کیا جائے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۹۵)

وسیلہ شریعت مطہرہ میں ایسا ہے کہ کوئی اپنے پاک و صاف اعمال کو درخواست میں پیش کر دے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یا ان کی ذوات اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو۔ تو معنی یہ ہوا کہ اعمال صالحہ کو اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں مقبول بنائے

Marfat.com

اور ان اعمال کو مقبول بنانے میں انبیاء اور مرسلین اور نیک بندوں کا وسیلہ پیش کردے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ پیش کردیا کیونکہ اس کا قربت حضور نبی کریم ﷺ سے ہے تو معلوم ہوا کہ واسطہ اور وسیلہ کا معنی ایک ہے تو واسطہ نیک لوگوں کا جائز اور مستحب ہے اور بدرکار گناہ گاروں کا ناجائز اور ممنوع ہے۔

ابن منظور لفظ وسیلہ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الوسیلة هی فی الأصل مایتوصل به الی الشیئی ویتقرب به. (السان العرب) درحقیقت وسیلہ وہ چیز ہے جس کے ذریعے کسی تک پہنچایا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔

امام زمخشری لکھتے ہیں: الوسیلة کل مایتوسل به ای یتقرب. به الی الله تعالیٰ (تفسیر الکشاف ج۱ص۴۸۸) ہر وہ چیز جس کے ذریعے اللہ تک پہنچا جائے یعنی قرب حاصل کیا جائے اسے ہی وسیلہ کہتے ہیں۔

تاج اللغۃ میں ہے کہ توسل کا معنی ہے نزدیکی جستن اور یہ متعدی ہوگا۔ الیٰ کے ساتھ جیسے توسلت الیہ اور باء سے بھی متعدی بن جاتا ہے جیسے توسلت بہ اور تفسیر مدارک میں وسیلہ کا معنی قرب بتایا ہے ای کل مایتوسل به الی الله من فعل او قرابة او ضیعة اه یعنی جس چیز کے ذریعے قرب حاصل کیا جاتا ہے خواہ وہ عمل ہو یا کوئی اور چیز۔ اور وسیلہ کا معنی ذریعہ بھی ہے اس کے بہت شواہد ہیں اور تلویح میں ہے۔ اذا لعمل هو الوسیلة الی نیل الدرجات فی الجنات و رفع الدرجات. (تلویح ص۱۴) اور عمل وسیلہ ہے درجات کو جنت میں پانے کا اور بلند درجات کا بھی ذریعہ ہے اور ایسا ہی تفسیر بیضاوی میں بھی ہے اور وسیلہ برکت کے معنی میں بھی زیادہ واضح ہے خواہ حسی ہو یا عقلی اور زیادہ نیکی

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے نیکی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اگر اس کے استعمال میں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو جائے تو اس سے پہلا معنی مراد ہے اور یہ لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بلند ہے ذات اور صفات اور افعال میں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ درجات کے زیادت میں مہربانی فرماتا ہے اور اپنی نعمتوں کو زیادہ فرماتا ہے اور صیغہ تفاعل مبالغہ کے لئے ہے جیسے تبارک ہوا اور دوسرا معنی اگر مراد لیا جائے تو اس سے مراد زیادتی فیض میں ہوگا اللہ کی طرف سے مخلوق کی طرف۔ میرے اس بیان سے صاف معلوم ہوا کہ وسیلہ کے معانی ذریعہ' برکت' شفاعت' وجاہت' سبب' رابطہ اور حرمت ہیں۔ اب مزید وضاحت یہ ہے کہ اگر وسیلہ اعمال سے ہو یا ذات صالحہ سے دونوں جائز ہیں اور اعمال بغیر ذات کے ممکنات سے نہیں ہے تو نیک اعمال کے عاملین بھی نیک ذات والی ہستیاں ہوتی ہیں اور ذات اور اعمال دونوں مخلوق ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے واللہ خلقکم وما تعملون (الصّفات) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تمہارے اعمال کو پیدا فرمایا ہے یعنی تم بھی مخلوق ہو اور تمہاری اعمال بھی مخلوق ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نیک اور بد مخلوق دونوں کو پیدا کیا ہے تو جس طرح لوگوں میں نیک اور بد ہیں اس طرح اعمال میں بھی نیک و بد ہیں اور نیک اعمال نیک مخلوق ہوئے اور بد اعمال بد مخلوق ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ نے نیک مخلوق کے ذریعے امداد واستعانت کا حکم فرمایا ہے۔ یاایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلواۃ (البقرۃ) اے ایمان والو صبر اور نماز کے ذریعے استعانت مانگو تو اس حکم سے صاف معلوم ہوا کہ نیک مخلوق کے ذریعے استعانت کو اللہ تعالیٰ نے جائز فرمایا ہے۔ اب اگر استعانت مخلوق کے ذریعے شرک ہو تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیوں حکم دیا ہے۔ اب جو اشیاء قرب کے حصول کا ذریعہ ہو وہ بھی وسیلہ ہیں خواہ اس کا

Marfat.com

تعلق افراد سے ہو یا اعمال سے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وسیلہ کے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم مطلق ہے اس مطلق حکم کو مقید نہیں بنا سکتا جو بغیر شرعی نص قطعی کے کوئی بھی اس کو مقید نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا صاف حکم ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة (المائدہ) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک وسیلہ تلاش کرو۔ تو یہ اپنے اطلاق پر رہے گا خواہ وہ ذوات ہو یا اعمال اس کو کسی ایک سے خاص یعنی مقید نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے ایک مراد ہے اور دوسرا مراد نہیں۔ یہ آیت کریمہ توسل کے جواز پر نص صریح ہے۔ توسل کے منکرین توسل کو اچھے اعمال سے جائز مانتے ہیں اور ذوات صالحہ کو شرک ٹھہراتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں خود اعمال صالحہ کا ذکر فرماتے کہ وابتغوا الیہ الوسیلة بالاعمال الصالحة لا بذوات لفاضلة کہ اعمال صالحہ سے وسیلہ تلاش کرو اور نیک ذوات سے وسیلہ تلاش نہ کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم نہیں دیا ہے تو پھر حاکم کون ہے کہ حرام اور جائز دونوں پر حکم دے یا ایک پر پس اللہ تعالیٰ حاکم ہے اس نے حکم دیا وسیلہ کا تو پھر کون ہے کہ اس کو منع کرے۔ اللہ تعالیٰ منکرین وسیلہ کو فراست سے نوازے کہ وہ ایسی چیزوں سے باز رکھے جو اللہ تعالیٰ نے حرام یا شرک نہیں ٹھہرایا ہو بلکہ اس کا حکم دیا ہو کہ کرو۔ یہ میری بات نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بات ہے حدیث شریف بھی نہیں کہ ضعیف ایمان والے کہہ دیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا غلط ہے یہ تو قرآن کا حکم ہے کہ وابتغوا الیہ الوسیلة اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو تو جس کو حکم خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہو وہ شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ اب اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ اس سے ذوات فاضلہ تھوڑے ہیں اس سے مراد تو اعمال صالحہ یعنی نماز، روزہ و حج و زکوٰۃ ہے تم نے اولیاء و انبیاء کی ذوات کو وسیلہ بنایا یہ کیا بات ہوئی تو یہ بات اور بھی

Marfat.com

خطرناک ہے اس لئے کہ بات تو یہ تھی کہ مخلوق خالق کے درمیان وسیلہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہے یا نہیں جب وہ نحن اقرب الیه من حبل الورید ہونے کی شان رکھتا ہے پھر مخلوق ہمارے اوراس کے درمیان وسیلہ بنے یہ بات بنتے نہیں تو پھر صاف ان کو یہ کہا جاتا ہے کہ جب کوئی مخلوق وسیلہ نہیں تو یہ بتاؤ کہ اعمال صالحہ مخلوق ہیں یا خالق اور اگر اعمال کومخلوق کہے تو پھر جب خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے واللہ خلقکم وما تعملون (الصفت آیت ۹۴ پ ۲۳) اللہ نے تم کو پیدا کیا اور جوتم کرتے ہوتمہارے اعمال کو بھی پیدا کیا۔تو جو اعمال صالحہ کا فاعل ہوتا وہ کیوں وسیلہ نہیں بن سکتا۔اب اعمال یہ تو کوئی چیز نہیں ہے وہ تو ایک عرض ہے ایک احد معنوی ہے وہ خود تو نہیں پایا جاتا۔اب نماز نمازی سے پائی جائے گی جب نمازی نماز پڑھے گا تو نماز کا وجود ہوگا اگر نمازی نہ ہوتو قیام کہاں سے ہوگا اور رکوع سجدہ بھی تو نمازی کے افعال ہیں اگر نمازی نہ ہوتو نماز کا وجود کہاں سے پیدا ہوگا تو ہم اس لئے بزرگان دین اور انبیاء عظام کو وسیلہ اس لئے کہتے ہیں کہ عمل صالحہ کا وجود عامل کے بغیر نہیں ہوسکتا اگر ایسا نہ ہوتو پھر نمازی اگر الگ ہوجائے تو نماز کو کہاں سے ڈھونڈوگے۔اگر روزہ دار نہ ہوتو روزہ کہاں سے ہوگا۔اور اگر سچ بولنے والا نہ ہوتو سچ کہاں سے ڈھونڈوگے اور اگر قاری نہ ہوتو تلاوت کہاں ملے گی۔سو کوئی نیک اعمال کرنے والا نہ ہو اگر حاجی نہ ہو حج کا وجود ممکن نہیں زکواۃ دینے والا نہ ہوتو زکواۃ کا وجود بھی تمہیں نظر نہیں آئے گا۔تو معلوم ہوا کہ ہم ان کے اعمال کی وجہ سے ہی تو انہیں وسیلہ مانتے ہیں اور ان ذوات فاضلہ کو ماننا دراصل اعمال ہی کا وسیلہ ماننا ہے اور اگر اعمال کا تصور نہ ہوتو پھر ذوات کا وسیلہ وسیلہ نہیں اور نیک اعمال کرنے والے انبیاء واولیاء ہیں تو ان کا وسیلہ ہونا یہ اعمال صالحہ کی جہت سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے وسیلہ کا حکم دیا ہے اور یہ بات کلام الٰہی سے ثابت

Marfat.com

ہے تو کوئی نیک عمل اس وقت تک وسیلہ نہیں جب تک اس کا تعلق کسی نیک ذات سے نہ ہو۔ اگر نیک ذات نہ ہو تو پھر بڑی الجھن پیدا ہوگی کیونکہ تم نے دیکھا ہے کہ منافق نماز بھی پڑھتا ہے' روزے بھی رکھتا ہے' کلمہ بھی پڑھتا ہے تو پھر کیا ان کی نماز' روزہ کلمہ وسیلہ بن سکتا ہے تو یہ ہر شخص جانتا ہے کہ ان کا روزہ و نماز و کلمہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس لئے کہ ان کی ذات صالح نہیں اب تم یہ بتا سکتے ہو کہ ایسا کیوں ہے اس لئے کہ ان منافقوں کی نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہیں ہیں اس لئے یہ مقبول نہیں تو معلوم ہوا کہ جب تک ان کا تعلق حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے نہ ہو تو ان کی نماز روزہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا اگر چہ وہ یہ اعمال ادا بھی کرتے ہیں ان کی مثال نقالی کی ہوگی اور نقالی کی کئی حقیقت نہیں تو یہ فرق صاف واضح ہے کہ اتباع اور نقال میں۔ اتباع کے متعلق خالق کائنات کا صاف ارشاد ہے کہ فاتبعونی میری تابعداری کرو اتباع کا معنی یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ محبت میں مستغرق ہو کر ان کی اداؤں کو اپناؤ اب ان اعمال کو منافق بھی ادا کرتے تھے مگر ان کی نجات نہیں ہوئی یہ اس لئے کہ ان کے اعمال حضور انور ﷺ کی محبت نہیں ہے اس لئے وہ اعمال صالحہ نہیں وہ اعمال اعمال میں شمار نہیں۔ اس وجہ سے ہم منافقین کے روزوں اور نماز و حج کو اتباع نہیں کہہ سکتے اب ہم اگر اتباع کہہ سکتے ہیں تو اتباع ابوبکر صدیق اور عمر فاروق و عثمان غنی و حضرت علی کی اتباع اتباع کے درجہ میں ہے اس لئے کہ ان ہستیوں کے دلوں میں محبت تھی اور حب رسول ﷺ کے جذبہ سے سرشار تھے اس طرح ازواج مطہرات اور اولیاء کاملین کی اتباع اتباع میں داخل ہیں تو ان ہستیوں کی عبادت' عبادت تھی اگر محبت نہ ہو تو ان کی نماز نماز نہیں روزہ روزہ میں شمار نہیں۔ نماز میں قیام بھی فائدہ نہ دے سکے اور نہ رکوع و سجدہ کام آیا۔ اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے قریب ہے اور ان کی

Marfat.com

شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے یا نہیں تو کیا اللہ تعالیٰ ابو جہل کے قریب تھا یا نہیں اس طرح ابولہب یا عقبہ یا شیبہ یا کعب بن اشرف یا عبداللہ بن ابیعی کے بھی اللہ تعالیٰ قریب تھا تو پھر تم کیا یہ بتا سکتے ہو کہ یہ سب خدا کے مقربین تھے۔ ہرگز نہیں تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کے نزدیک تھا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ تھے تو یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے قریب ہے لیکن تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں ہو سکتے۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ خدا کا قرب اپنے قرب پر قیاس کرنا یہ تو بالکل قیاس مع الفارق ہے وہ زمان ومکان سے پاک ہے۔ اب خدا کا قریب ہونا زمان و مکان و مسافت کے طریقے سے نہیں تو پھر خدا کے قرب کا مفہوم کیا ہوگا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس کو خدا کی معرفت کے درجات بہت زیادہ ہیں تو اس کا حصول ممکنات سے ہے اور وہ شخص اتنا زیادہ قریب ہوگا جس کی معرفت اور درجات قرب زیادہ ہو۔ اس سلسلہ میں مولانا روم نے ایک تمثیل مثنوی شریف میں بیان کی ہے۔ وہ یہاں برائے وضاحت مسئلہ پیش خدمت ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک جوہری کے پاس ایک بیش بہا لعل تھا جس کی قیمت سوائے بہت بڑے بادشاہ کے کوئی اور ادا نہیں کر سکتا اب اس نے سوچا کہ یہ لعل میں کس طرح بیچ دوں اس کی قیمت تو نہیں دے سکتا۔ اس نے سوچا کہ مجھے چاہئے کہ فلاں بادشاہ کے پاس جاؤں اور اس پر اپنا یہ لعل فروخت کردوں چنانچہ اس نے اپنا لعل لے کر اس ملک کی طرف روانہ ہوا۔ دور دراز کا سفر تھا اتفاق سے ایک آدمی کو پتہ چلا کہ اس کے پاس ایک قیمتی لعل ہے اور یہ فروخت کرنے کے لئے بادشاہ کے پاس جا رہا ہے تو وہ بھی سفر پر روانہ ہوا اس کا خیال تھا کہ جب وقت ملے تو میں یہ لعل اس سے وصول کروں۔ دونوں ایک ساتھ ہوئے جوہری نے بھی انکار نہ کیا دونوں چل پڑے جب رات کا وقت آیا تو جوہری نے سوچا کہ معلوم نہیں یہ شخص کون ہے کہیں

Marfat.com

میرا یہ لعل مجھ سے نہ چرائے اس نے عقل سے کام لیا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ بھائی اگر ہم دونوں سو جائیں تو پھر یہ خطرہ ہوگا کہ کوئی تیسرا اگر ہم دونوں کو ختم کردے اور ہمارا سامان لے جائے تو دونوں کو نقصان ہوگا۔ اور اگر ہم دونوں جاگتے رہیں گے اس کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ آدھی رات تک ہم میں سے ایک سو جائے اور دوسرا بیدار ہو تو اس پر دونوں نے فیصلہ کرلیا تو جب رات ہوئی اور سونے کا وقت آیا تو جوہری نے کہا کہ تم سو جاؤ اور میں بیدار رہوں گا جب آدھی رات ہوجائے میں تمہیں اٹھاؤں گا وہ سو گیا جب اس کے اٹھانے کا وقت آیا تو جوہری نے سوچا کہ جب میں سو جاؤں تو یہ لعل کہاں چھپاؤں اس نے سوچ و بچار کے بعد یہ فیصلہ کرلیا کہ اس کے کپڑوں میں اس لعل کو چھپایا اور اس کو احساس تک نہ ہوا اس نے اس کو بیدار کیا اور خود آرام سے سو گیا۔ جب وہ سویا تو ساتھی نے لعل کی تلاش شروع کی اس کے تمام کپڑوں کی تلاشی لی لیکن اس نے اس لعل کو نہیں پایا اس طرح دوسری رات بھی اس طریقے سے گزری اس طرح دو مہینے کا سفر ختم ہوا۔ اب سوداگر نے اس جوہری سے کہا کہ اچھا دوست یہ تو بتاؤ کہ تم نے وہ لعل کہاں چھپا رکھا ہے میں نے تو بہت تلاش کیا لیکن مجھے وہ لعل نہیں ملا تو جوہری نے جواب دیا کہ وہ لعل تو تم سے قریب تھا مگر تم لعل سے دور تھے۔ اس نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آیا جوہری نے کہا کہ میں لعل تیرے کپڑوں میں چھپا دیتا تھا تمہیں معرفت ہی نہیں ہوتی تھی تو اپنے سامان میں اپنے کپڑوں میں تلاش نہیں کرتا تھا حالانکہ لعل تیرے پاس تھا مگر تم لعل سے دور تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء و اولیاء کو خدا کی معرفت سب سے زیادہ ہے۔ وہ سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہیں اور جو منکرین ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہیں خدا تو ان سے قریب ہے مگر وہ خدا سے دور ہیں۔ اب منکرین تو وسیلہ کو مانتے نہیں لیکن جب تم ان کو شواہد اور دلائل سے لاجواب کرے تو

Marfat.com

پھر وہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ پھر اولیاء کرام کو ہم اللہ تعالیٰ کو وسیلہ کیوں پیش کرتے ہیں جب کہ حضور انور ﷺ ہمارے وسیلہ عظمیٰ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولیاء کرام حضور انور ﷺ اور ہمارے درمیان وسیلہ ہیں اور حضور انور ﷺ خالق کائنات جل وعلیٰ کے اور ہمارے درمیان وسیلہ ہیں۔ اولیاء کرام کے راستے پر ہم چل کر بارگاہ خداوندی میں پہنچ سکتے ہیں۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ قاعدہ یہ ہے کہ جب وسیلہ حصول مقصد کا ذریعہ ہے جب مقصد حاصل ہو گیا تو پھر وسیلہ کی ضرورت بھی ختم ہوئی تو اس کا صاف جواب یہ ہے کہ ہمارے مسلمانوں کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور خدا کی ذات لامتناہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات لامتناہی ہیں اور اس کی معرفت کے درجات بھی لامتناہی ہیں تو خدا کی معرفت کی انتہاء نہیں تو پھر ہم وسیلہ کو کس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی راہیں ختم نہیں ہوتیں اگر ہم معرفت کے کسی درجے پر پہنچے تو اس کے آگے اور بھی درجات ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں لامتناہی ہیں تو پھر اس کی معرفت بھی لامتناہی ہے۔ وسیلہ ہمارے لئے ضروری ہیں کہ ہم اپنے اعمال کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جو اعمال ہم نے ادا کی ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کے دربار یں قبول ہیں یا نہیں تو پھر ہم کسی طرح جزماً اس پر اعتماد کرے اور یہ تو مسلمانوں کو معلوم ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اعمال اس لئے قابل اعتماد ہیں کہ ان کے ادا کرنے والے معتمدین میں سے ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام کا کوئی عمل بھی غیر مقبول بلکہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں منظور و مقبول ہیں اس لئے ہم انبیاء و اولیاء پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کو وسیلہ بناتے ہیں۔ اب کتاب و سنت سے وہ دلائل پیش ہوں جو وسیلہ کے حق میں وارد ہیں۔ وہ قارئین کے لئے پیش خدمت ہے:

81464

Marfat.com

توسل کے متعلق قرآنی آیات کریمہ

پہلی آیت کریمہ: یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون O اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تو شاید تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے ایمان کے بعد جس طرح تقویٰ کا حکم دیا ہے اور جہاد کا بھی اس طرح وسیلہ کے طلب کرنے کا حکم اور امر فرمایا پہلی تحقیق گزر چکی ہے کہ اس وسیلہ سے ذوات اور اعمال دونوں مراد ہیں۔ اور ذوات کے بغیر اعمال کا دار و مدار نہیں ہو سکتا اس لئے ان کی طلب کا حکم صادر فرمایا ہے اور اس وسیلہ کی طلب سے وصول الی اللہ ہے جو دین کے اعلیٰ مقاصد کا ہے اور طلب ان کی عام ہے خواہ وہ زندہ ہو یا وہ رحلت فرما گئے ہو اس لئے کہ وصول فیض الٰہی میں ان کا واسطہ ہونا حیات زندگی پر موقوف نہیں ہے بلکہ حیات اخروی اور دینوی دونوں اس میں برابر ہیں۔ بلکہ کاملین کی توجہ عالم تجرد میں زیادہ اور قوی ہے جیسا کہ آئندہ اس کی تصریح آئے گی اور یہ حکم عام ہے سفر میں ہو یا بغیر سفر میں جس طرح ان تبتغوا فضلا من ربکم عام ہے سفر و حضر سے اگر کوئی اس سے ایمان خاص کرے تو یہ ممکن نہیں اس لئے کہ وسیلہ کی تلاش ایمان والوں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا ہے اور اگر کوئی اس سے اعمال صالحہ کے لئے خاص کر دے اس لئے کہ اعمال صالحہ تو تقویٰ میں داخل ہیں اور اس آیت کریمہ میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ اور تمام نیک اعمال تقویٰ میں داخل ہیں اور تقویٰ کا معنی تو یہی ہے کہ نیک اعمال بجا لائے اور برے اعمال سے اپنے آپ کو بچائے۔ اور معطوف و معطوف علیہ میں فرق

Marfat.com

ضروری ہے اور یہ بھی اصول کا قاعدہ ہے کہ تاسیس تاکید پر مقدم ہے اور محققین کا یہ مسلک ہے کہ وہ تاسیس کو تاکید پر ترجیح دیتے ہیں اور اگر کوئی اس سے جہاد مقید کرے تو یہ جہاد والے الفاظ تو آیت کریمہ میں داخل ہے پھر اس آیت کریمہ میں جہاد کا ذکر نہ ہوتا تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اس سے مراد ذوات فاضلہ ہیں اور ان کی طلب مامور بہ ہے اور ابتغاء عام ہے سفر وحضر و زندگی سے تفسیر روح البیان میں ہے۔ **واعلم ان الاية الكريمة صرحت بالامر بابتغاء الوسيلة ولا بدمنها البتة فان الوصول الى الله تعالىٰ لا يحصل الا بالوسيلة وهى علماء الحقيقة و مشائخ الطريقة.** (روح البیان)

جان لو کہ آیت کریمہ میں اس بات کی تصریح ہے کہ جو حکم وسیلہ کی تلاش میں ہے مراد یہ ہے کہ ضروری کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے علماء حقیقت اور مشائخ طریقت کے بغیر اس کا حصول ناممکن ہے اور یہ ان کے وسیلہ سے حاصل ہوسکتا ہے۔ آیت مبارکہ میں جو وسیلہ کا ذکر موجود ہے اس سے مراد انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کاملین ہیں۔ آیت کریمہ میں جو ترتیب بیان کی گئی ہے اس میں عجیب نکات اور لطائف کے معانی حقیقی کی بلاغت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے وسیلہ کی تلاش میں پہلے ایمان اور تقویٰ کا وصف ذکر فرمایا اور یہ بتایا گیا کہ ہمارے مقبول اولیاء کی زیارت طلب ایمان اور تقویٰ کی نشانی ہے ان کی طلب حقیقت میں ہماری طلب ہے کہ وہ ہمارے قرب اور تقرب کا وسیلہ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو اولیاء کرام کے طلب گار نہ ہوں ان کی زیارت و ملاقات ان کی طرف سفر منع کرنے اسے بدعت یا شرک جانے اس کے ایمان میں نقصان ہے کیونکہ پھر وہ متقی نہیں ہوسکتا بلکہ وہ فاسق و فاجر ہوگا کیونکہ وہ جب وسیلہ سے زاجر ہے ان سے دور بھاگو ان کی بات نہ مانو ہوشیار ہو جاؤ اور غفلت سے

Marfat.com

بیدار ہو جاؤ اور اولیاء کرام کی زیارت کرو ان کو ہمارے قرب کا وسیلہ جانو ان کی طرف دوڑو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے تیسری بات یہ ہے کہ آیت کریمہ میں وسیلۃ کے ساتھ الیہ کا کلمہ بھی ملایا جس کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس سے یہ بتایا کہ اولیاء ہماری طرف تم کو لانے والے ہیں تم کو ہم تک پہونچانے والے ہیں اس لئے ہم نے ان کو تمہارے لئے وسیلہ خاص بنایا کہ ان کے وسیلہ و ذریعہ و واسطہ و توجہ اور فیض سے تم ہماری قرب میں آ ؤ گے۔ وہ تمہیں ہماری طرف لے آئیں گے تو تمہیں چاہئے کہ ان کے وسیلے تلاش کرو اور خواہ اس میں دور دراز کا سفر طے کرنا کیوں نہ پڑے ان کی طرف جانا ہماری طرف آنا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ لفظ وسیلہ سے الیہ کو مقدم یعنی پہلے لایا گیا اس میں اولیاء کرام کی شان اور علو مکان کی طرف اشارہ ہے اور اولیاء کرام کی طرف شوق دلایا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جس طرح تاخیر ذکر جہاد اور اس کا حکم **جاھدوا فی سبیلہ** فرمایا اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابتداء وسیلہ کے طلب میں مجاہدہ نفس بھی ضروری ہے کیونکہ اس میں مشقت کرنا پڑتا ہے اور نفس کو تابع کیا جاتا ہے جب یہ سفر طے ہوا تو تم نے جہاد کیا اور مجاہد فی سبیل اللہ کے مصداق قرار پائے۔ مجاہدین حقیقت کے دفتر میں تمہارا نام لکھ دیا گیا۔ جب تم اللہ والوں کے طلب گھر سے نکلو گے تو تم اللہ والوں میں شامل ہو گئے ہماری محبت میں کامل بن گئے کہ محبّ کا محبت کرنے والا بھی محبّ ہوتا ہے اور محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے **المرء مع من احب** کے حکم سے تم ان کے ساتھ اور وہ ہمارے تم ان کے ہوئے اور ہم تمہارے ہوئے۔ چھٹی بات یہ ہے کہ اولیاء کرام کی طلب اور زیارت پر اکتفا نہ کیا بلکہ مزید فرمایا کہ ان کو فلاح دارین نصیب ہوگا اور وہ کامیاب ہوں گے۔ **لعلکم تفلحون** فرمایا اے **تفوزون بخیر الدارین** ۔ ساتویں بات یہ ہے کہ فلاح کے ذکر کے ساتھ **لعل**

Marfat.com

لفظ کو لایا گیا یعنی جوان کی خوش خبری اور بشارت دی گئی تو وہ بھی حتمی اور یقینی ہے جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں لعل کے ساتھ اس کو مصدر و مزین فرمایا جو اصل میں ترجی یعنی امیدواری کے لئے موضوع ہے اور کلام الٰہی میں یقین پر محمول اور تحقیق کے واسطے موضوع ہے اور یہ کیوں نہ ہو اولیاء کے طالب اللہ کے مطلوب اہل دل کے مقبول ہیں۔ اہل اللہ کی زیارت کا اشتیاق اور ان کی طرف سفر کرنے کے مشاق سفر کے مشاق کے لئے دوسروں کو شوق دلانے کے لئے محبت کی راہ پر چلانے کے لئے اللہ اور اللہ والوں کا شیدائی بنانے کے لئے وہ مخلوق ان کے قلوب ازل سے اسی کام کے لئے مفطور اور مجبول ہیں۔ فطرة الله التی فطرة الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذالک الدین القیم

دوسری آیت کریمہ فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه (البقرة) سیکھا آدم نے اپنے رب سے کلمات اس کلمات سے توبہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس توبہ کو قبول فرمایا اس آیت بالماثور میں نقل کرتے ہیں اخرج ابن المنذر عن محمد بن علی بن الحسین بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو وہ سہو پہنچی تو آپ پر تکلیف زیادہ ہوئی اور ندامت بھی زیادہ ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو اس نے کہا کہ اے آدم کیا میں تمہیں دعا نہ سکھاؤں یا اللہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کر دیں۔ اس روایت میں حضرت آدم علیہ السلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنایا۔ یہی مفسرین مزید نقل کرتے ہیں کہ دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے اس آیت کریمہ کے متعلق ... انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ یہ کلمات تھے

Marfat.com

اللھم اسئلک بحق محمد سبحانک لا الہ الا انت ۔ یا اللہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل سوال کرتا ہوں اوران کلمات کے ساتھ آیت کریمہ لا الہ الا انت سبحانک الخ بھی پڑھتا۔ایسا ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ اس نے بھی فرمایا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے وہی مذکور بالا کلمات بتائے۔حاکم اور بیھقی نے دلائل النبوۃ میں اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جذب القلوب اور مدارج النبوۃ میں ملا معین واعظ کاشفی نے معارج النبوۃ پہلی رکن میں حافظ ابن حجر نے فتاوی حدیثیہ میں اور تفسیر ثعلبی اور تفسیر کشف الاسرار اور قاضی غیاض نے شفاء میں اور امام سبکی نے شفاء السقام میں حضرت عمر فاروقؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تم نے کس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانا وہ تو میں نے لباس بشری میں پیدا ہی نہیں کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ جب تم نے مجھے پیدا کیا اور میرے بدن میں روح پھونکی تو میں نے جب آنکھ اٹھائی تو عرش پر یہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا میں نے جانا کہ آپ اپنے نام کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں ملاتے مگر وہ تمہیں زیادہ محبوب ہے اس وجہ سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتے تو آپ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث سے کچھ ضروری فوائد حاصل ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔
حدیث سے یہ مستفاد ہے کہ عالم میں آپ کے وجود جسدی سے پہلے ہی توسل کیا گیا ہے۔توسل کی صحت کا مدار اس پر ہے کہ متوسل ۔کی اللہ جل شانہ کے نزدیک

Marfat.com

قدر و منزلت والا ہو۔ متوسل بہ کا توسل کے وقت زندہ ہونا شرط نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ کسی کو وسیلہ بنانا صرف دنیا میں اس کے زندہ ہونے کی صورت میں صحیح ہے یہ تو اللہ کی ہدایت کے بغیر خواہش و ہوا کا اتباع کرنے والے کا قول ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اس حدیث کو کبار علماء اور آئمہ حدیث وحفاظ حدیث معروف مقام اور بلند مرتبہ والوں نے صحیح قرار دیا ہے اور نقل کیا ہے اور یہی لوگ سنت نبویہ کے امین ہیں ان میں سے حاکم، سیوطی، بلقینی وسبکی وشیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ابن حجر مکی رحمھم اللہ ہیں اس کو بیھقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ وسبکی وشیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ابن حجر مکی رحمھم اللہ ہیں اس کو بیھقی نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے جس کے بارے میں یہ شرط لگائی ہے کہ اس میں کوئی موضوع روایت ذکر نہ کریں گے اور اس کتاب کے بارے میں ذہبی کا یہ فرمان ہے کہ تو اس کو لازم پکڑو کیونکہ یہ مکمل ہدایت و نور ہے۔ کذافی شرح المواھب وغیرہ۔ اس حدیث کو ابن کثیر نے البدایہ میں ذکر کیا ہے۔ اب اس حدیث پاک کے بارے میں اگر کوئی انکار کا راستہ اختیار کرے تو یہ کوئی عجیب نہیں کیونکہ دوسری احادیث میں بھی لوگوں کا اختلاف موجود ہے۔ مولانا انوار اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نے انوار احمدی میں اس حدیث کو حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ بہت سے علماء مفسرین اور محدثین نے اپنی کتب میں اس واقعے کو اور ان کلمات توسل کو بیان کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ اور واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور یہ مبارک وسیلہ قبولیت دعا کے لئے اکسیر ہے۔ امام احمد بن محمد قسطلانی نے مواھب اللدینہ اور امام زرقانی نے اس کی شرح میں اس کی تصدیق کی ہے۔ اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب کی دوسری فصل کے آغاز میں انہی احادیث کے بیان میں کہا

Marfat.com

ہے۔ اس حدیث کو امام سمرقندی نے بھی ذکر کیا ہے شیخ ابوبکر الاحمری نے اپنی کتاب الشریعۃ میں بیان کی ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قصیدۃ النعمان میں بھی اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے

انت الذی لما توسل آدم   من زلت بک فاز وھو اباک

آپ وہی ہستی ہیں جب کہ آدم علیہ السلام نے آپ کے توسل سے سوال کیا جو زلت اس سے واقع ہوا تھا وہ کامیاب ہوا حالانکہ وہ سلسلہ بشری میں آپ کے باپ یعنی جدامجد ہے۔

تیسری آیت کریمہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما O (النساء آیت ۶۴) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور وہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور رسول ﷺ ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ضرور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ اس آیت مبارکہ سے چند فوائد حاصل ہوئے۔ اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے استغفار مانگے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شفاعت فرماوے تو وہ استغفار ضرور قبول ہوگا۔ یہ قرآن مقدس کی آیت مبارکہ ہے اور یہ قدیم ہے کیونکہ کلام الٰہی قدیم ہے اور قدیم کی تعریف یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں جو حکم ہے وہ قیامت تک ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ حکم حضور ﷺ کی زندگی میں تھا اور اب یہ حکم باقی نہیں تو اس کا آسان جواب ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو کہ قدیم ہے اور قدیم کی تعریف یہ ہے کہ نہ اس کی ابتداء ہے اور نہ انتہاء اب اگر تم اس کے لئے انتہاء ثابت کرو گے تو تم نے اس آیت کریمہ کو قدومیت سے نکال حدوثیت میں داخل کیا جو کہ اس بات پر دال ہے کہ پھر خدا کا کلام نہیں بلکہ مخلوق کا کلام ہے جو کہ

Marfat.com

عین کفر ہے۔ جس طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں یہ حکم تھا تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں بھی یہی حکم تھا اور ائمہ اربعہ کے وقت بھی یہی حکم تھا اور اب بھی یہی حکم ہے اور قیامت تک یہی حکم ثابت رہے گا۔ منکرین کا ایک اور اعتراض یہ ہے کہ چونکہ ظلموا ماضی ہے معنیٰ یہ ہے کہ جس وقت انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اگر وہ حضور کے پاس آتے اور گناہوں کی معافی طلب کرتے اور حضور علیہ السلام ان کے لئے سفارش کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرتے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا وہ اس سے محروم ہوئے تو اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ اذ یہاں کیوں داخل ہوا۔ لیکن اگر ماضی کا معنی کرو گے یا مستقبل کا دونوں میں منکرین کے لئے قیامت سے کم نہیں اس لئے کہ یہاں بات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفارش کی ہو رہی ہے اور شفاعت کے یہ لوگ منکر ہیں خواہ وہ شفاعت دنیا میں ہو یا برزخ میں یا عقبیٰ ہر حال میں یہ برق ان پر گرتی ہے۔ ایسا بیان سورۃ منافقون میں بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذا قیل لھم تعالوا لیستغفر لکم الرسول اللہ لووروسھم و ریتھم یصدون وھم مستکبرون O (المنافقون) اور یہ جب ان سے کہا جائے آؤ تاکہ تمہارے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استغفار مانگے تو یہ اپنے سروں کو گھمائیں گے اور تم ان کو دیکھو گے کہ یہ لوگوں کو اس جانے سے روکیں گے اور یہ تکبر کرنے والے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں بھی منافقین کا یہ حال ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ کے پاس آؤ تاکہ وہ تمہارے لئے سفارش کریں گے تو ان منافقین کا حال بھی بتایا گیا کہ یہ لوگ اپنے سروں کو انکار کی وجہ سے گھمائیں گے اور لوگوں کو بھی حضور ﷺ کے پاس آنے سے منع کریں گے۔ اب بھی منکرین کا یہی حال ہے اور حضور انور ﷺ کی زیارت کے انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو زیارت سے منع کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ منع کرنا

Marfat.com

منافقین کا کام ہے۔اب مفسرین اس آیت کریمہ کے تحت لکھے ہیں وہ مثت نمونہ پیش خدمت ہے تفسیر مدارک نے فرمایا ہے کہ حضورﷺ کے وصال کے بعد ایک اعرابی حضورانور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کے پاس آیا اور قبر کی مٹی کو اٹھا اٹھا کر اپنے سر پر ڈالتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن مقدس کو نازل کیا ہے اور اس میں یہ آیت کریمہ ہے ولو انهم اذ ظلموا اور میں نے اپنی جان ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں آپ میرے لئے سفارش فرما دیں تو قبر سے آواز آئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہوں کو معاف کیا ہے۔تفسیر ابن کثیر نے بھی ایک دوسرے اعرابی کا واقعہ درج کیا ہے کہ وہ بھی روضہ منورہ پر حاضر ہوا اور چند اشعار پیش کئے ان اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے:

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمه فطاب من طیبهن القاع والا کم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه فیه العفوف وفیه الوجود والکرم

ترجمہ:اے مدفون لوگوں میں سے سب سے بہتر جن کی وجہ سے میدان اور ٹلے اچھے ہو گئے میری جان قربان اس قبر پر جس میں آپﷺ رونق افروز ہیں جس میں عفاف وجود وکرم ہے۔اعرابی واپس ہوا۔راوی کہتا ہے اور مجھے نیند آئی میں نے خواب میں حضرت انورﷺ کا دیدار کیا۔آپ نے مجھے حکم دیا جاؤ اس اعرابی کو خوش خبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ معاف کئے ہیں۔ہمارے پاکستان میں کراچی سے تفسیر ابن کثیر کا اردو میں جو ترجمہ شائع کیا گیا ہے اس واقعہ کے متعلق مترجم نے وہی بکواس نقل کی ہے کہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں یہ حکم ہے۔فقیر نے اس پر تبصرہ پہلے نقل کیا ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے کسی وقت کے لئے نہیں ورنہ پھر انتہاء ثابت ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا کلام حادث مانا جائے گا۔امام قرطبی نے الجامع الاحکام القرآن میں عتبی کی روایت

Marfat.com

سے ملتا جلتا دوسرا واقعہ بیان کیا ہے۔ عتبی کی یہی روایت امام نووی نے اپنی معروف کتاب الایضاح کے چھٹے باب میں شیخ ابوالفرج بن قدامہ نے اپنی تصنیف الشرح الکبیر اور شیخ منصور بن یونس نے اپنی کتاب کشاف القناع جو مذہب حنبلی کی مشہور کتاب ہے نقل کی ہے۔ ہمارے فقہاء نے بھی لکھے ہیں کہ اگر کوئی حاجی حج کے لئے جائے اور پھر حضور انور ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری دے تو یہی آیت کریمہ کو تلاوت کرنا چاہئے اور یہ عرض کرنا چاہئے کہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے۔ آپ کے ہاں حاضر ہوا آپ میرے لئے سفارش فرما دیں نور الایضاح' مراقی الفلاح اور طحطاوی نے یہ بات نقل کی ہے۔ نور الایمان باثار زیارۃ حبیب الرحمان جو عبدالحلیم کی تالیف ہے نقل کی ہے یہ عبدالحلیم مولوی عبدالحئی لکھنوی کا والد ماجد تھا۔ حافظ ابن حجر نے الجوہر المنظم میں یہ بات لکھی ہے اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں نقل کی ہے۔

چوتھی آیت کریمہ: **ولما جاء هم كتاب من عند الله مصدق لما معهم وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين (بقرة)** اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی جو اس کتاب (تورات) کی تصدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس موجود تھی حالانکہ اس سے پہلے وہ خود کافروں پر فتح یابی (کی دعا) مانگتے تھے سو جب ان کے پاس وہی نبی تشریف لے آئے جسے وہ پہلے پہچانتے تھے تو اسی کے منکر ہو گئے پس انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کے لباس بشری کے ظہور سے قبل بھی مومن لوگ حضور انور ﷺ کا وسیلہ اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کی حاجات کو اس وسیلہ عظمیٰ سے پوری کرتے۔ جب حضور

Marfat.com

انور ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کو دعوت اسلام کی تبلیغ کرنے لگے تو اس وقت کے تورات اور انجیل کے ماننے والوں نے انکار شروع کیا اور حضور ﷺ پر ایمان نہ لائے اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ کے لئے یہ آیت کریمہ نازل کی اور فرمایا کہ آپ یعنی آپ کے آباؤ اجداد حضور انور ﷺ کو پہچانتے تھے کیونکہ تورات اور انجیل میں حضور انور ﷺ کے تشریف آوری کا ذکر موجود تھا اور جب وہ حضور انور ﷺ کے اوصاف جلیلہ پڑھتے تو جب ان کو مشکلات کا سامنا ہوتا تو وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کی حاجات پوری کرتے۔ اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا کہ اب یہی اہل کتاب خود حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے اور کفر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت کافروں پر ہے۔ یہاں بھی منکرین کا اعتراض یہ ہے کہ دیکھو یہودی حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے تو اگر ہمارے مسلمان حضور انور ﷺ کا وسیلہ پیش کرے تو یہ دونوں برابر ہوئے یہ مسلمان بھی یہودی کے اس فعل کے مرتکب ہوئے اور یہودی و مسلمان دونوں اس فعل میں برابر ہوئے۔ اس کا جواب یہ عرض ہے کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل یہ فعل تھا اور وہ اس وقت صاحب ایمان تھے نہ کہ کافر۔ ان کا یہ فعل ایمان کی علامت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس آیت کریمہ یں فرمایا **وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا** کہ حضور کے تشریف لانے سے قبل وہی اہل کتاب حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے کافروں پر غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے۔ ان کا فعل ایمان کی علامت ہے ان کے نواسے ایمان سے محروم ہوگئے۔ اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے منکر ہوئے انکار کے بعد وہ کافر ہوئے اور لعنت کے مستحق ہوئے۔ لعنت الہیہ کا سبب بھی حضور انور ﷺ کا انکار ہے۔ معلوم ہوا کہ ہمارا یہ فعل کہ ہم وسیلہ حضور انور ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش

Marfat.com

کرتے ہیں یہ عین ایمان ہے اور وسیلہ کے منکر۔ یہی یہودی ہوئے کہ انہوں نے تو وسیلہ چھوڑ کر حضور انور ﷺ کی رسالت کے انکار کر بیٹھے تب لعنت کے مستحق ہوئے۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس آیت کریمہ میں حضور انور ﷺ کے واسطے اور وسیلہ سے دعا کرتے تھے اور حضور انور ﷺ کی بعثت سے پہلے کفار و مشرکین عرب سے جنگوں کے دوران اللہ تعالیٰ سے اپنی کامیابی اور کامرانی کی دعا مانگتے تھے اور وہ کہتے تھے **اللھم انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد نعته وصفته فی التوراۃ** اے اللہ زمانہ آخر میں بھیجے والے نبی ﷺ کہ جن کی تعریف اور صفات ہم تورات میں پاتے ہیں کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما۔ امام قرطبی نے الجامع لاحکام القرآن میں بھی یہی بات لکھی ہے انہوں نے مزید یہ وضاحت بھی کی ہے اور لکھتے ہیں کہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب بھی وہ دشمن کے سامنے آئے تو انہوں نے یہی دعا پڑھی اور غطفان کو شکست دی لیکن جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے انکار کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری حالانکہ اس سے قبل آپ کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے تھے۔ روح المعانی میں بھی ایسا ہی بیان درج ہے اور امام رازی وجلال الدین محلی اور سیوطی نے بھی یہ بات لکھی ہے اور تفسیر مظہری وابن کثیر نے بھی وسیلہ کے الفاظ درج کئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے لباس بشری کے ظہور سے قبل بھی لوگ آپ کا وسیلہ پیش کرتے اور فقیر نے پہلے یہ واضح کیا کہ ان کے اباو اجداد اس وقت مومن تھے کافر نہ تھے اور کافروں پر فتح یابی کے لئے وہ یہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کو پیش کرتے۔ مذکورہ بالا آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کے نام مبارک موجب فتح ونصرت اور سبب ہے حصول مقاصد کا اور اس طرح حضور انور ﷺ کے جو پرتو کامل ہیں ان کے اسماء مبارک بھی اور ان سے توسل اور

Marfat.com

آستانہ مبارکہ پر حاضر ہوکر عرض معروض موجب ہے کہ مقاصد حاصل ہو اور مقاصد دارین اور مطالب کونین کا حصول ہو۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل یہود و نصاریٰ اور احبار و رہبان اور ملائکہ اور جنات و انسان بلکہ عرش رحمان کی مشکل کشائی ان کے نام نامی اور اسم گرامی سے ہمیشہ ہوتی رہی اور قیامت تک ہوتی رہے گی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں فرمایا کہ حضور انور ﷺ کا نام مبارک انجیل میں موجود تھا عیسائیوں میں ایک گروہ آپ کے اسم گرامی کی تعظیم و توقیر کر کے آپ کا اسم گرامی کو اپنے آنکھوں سے لگاتے اور اسم گرامی کو چومتے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسلیں زیادہ کیں اور آپ کے اسم گرامی نے ان کو بہت فائدہ دیا ایک اور گروہ تھا جنہوں نے آپ کے اسم گرامی کی تعظیم نہ کی اور بے ادبی کے مرتکب ہوئے اللہ تعلیٰ نے ان کو ذلیل اور رسوا کیا۔

مثنوی شریف

بود در انجیل نام مصطفیٰ	آن سر پیغمبر بحر صفا
طائفہ نصرانیاں بہر ثواب	چوں رسیدندی بداں نام خطاب
بوسہ وا دند بران نام شریف	رونہا دندی بران وصف لطیف
انوریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ	از فتنہ بدندواز شکوہ
نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد	نام احمد ناصر آمد یار شد
نام احمد چوں یاری کند	پس چہ باشد نور آں نور صمد
وآں گروہ دیگراز نصرانیاں	نام احمد داشندے مستہان
مستہان راخوار شوآن فریق	گشہ آن از خود طریق

ترجمہ: انجیل میں حضور انور ﷺ کا نام مبارک درج ۔ چونکہ وہ تمام انبیاء علیہم

Marfat.com

السلام کے سردار ہیں ایک گروہ عیسائیوں کا ثواب کی نیت سے جب اس نام مبارک تک پہنچتے بلکہ اس نام مبارک کو بوسہ دیتے اور اس لطیف وصف والے نام مبارک کو اپنے آنکھوں پر رکھتے تو زمانہ کے فتنہ سے محفوظ رہتے ان کی نسلیں زیادہ ہوئے اور حضور ﷺ کا نام مبارک مددگار ثابت ہوا جب کہ آپ کے اسم گرامی اتنی مدد کر سکتے ہیں تو پھر وہ نور صمد کیوں مدد نہیں کرے گا اور دوسرا عیسائیوں میں سے حضور ﷺ کے نام مبارک مددگار ثابت ہوا جب کہ آپ کے اسم گرامی اتنی مدد کر سکتے ہیں تو پھر وہ نور صمد کیوں مدد نہیں کرے گا اور دوسرا عیسائیوں میں سے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کی توہین کرتے اللہ تعالیٰ نے ان توہین کرنے والوں کو ذلیل اور رسوا کیا اور زمانہ میں وہ خوار ہوئے اور وہ راہ مستقیم سے ہٹے اور یہ توہین ان کے وبال جان بن گیا۔

پانچویں آیت کریمہ: واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السمآء او ائتنا بعذاب الیم ط وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم ط وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون O (الانفال آیت ۳۱ تا ۳۳) اور جب یہ کہتے ہیں اے اللہ اگر یہ نبی حق ہے تمہاری طرف سے تو ہم پر آسمان پتھروں کی بارش برسایا ہم پر دردناک عذاب لے آ اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دیتا اے میرے محبوب جب آپ ان میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دیتا اور ان میں اللہ سے کچھ اپنے گناہوں کے معافی مانگنے والے ہیں۔ اس آیت میں یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور انور ﷺ کی وجہ سے ان پر عذاب نہیں مسلط ہوتا حالانکہ یہی لوگ تو اپنے آپ پر عذاب لانے کے لئے دعوت دیتے ہیں اور سخت عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اگر یہ نبی حق پر ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسادو اور اگر اس سے زیادہ عذاب تمہارے پاس ہو

Marfat.com

تو ہم پر نازل کردہ اللہ تعالیٰ سے ان کی طرف توجہ نہ کی بلکہ ان کو یہ جواب دیا گیا کہ جب تک تم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود ہے تو تم پر عذاب ہم نازل نہیں کرتے۔ انت عربی لفظ ہے معنی ہے آپ اور یہ انت عمل کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ ذات کے لئے استعمال ہوتا مثلاً جب تم کسی کو کہتے ہو کہ من انت اس کا معنی ہے کہ تم کون ہو اس سے کوئی ذی ہوش یہ نہیں سمجھتا کہ تمہارے اعمال کیسے ہیں۔ اس آیت شریفہ میں منکرین تاویل بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم حضور انور ﷺ وسیلہ مانتے ہیں بات غیر کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مزید ان آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس لئے تمہیں عذاب نہیں دیتا جب تک تم میں استغفار کرنے والے موجود ہو۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبی کے علاوہ ولی کو بھی وسیلہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کر سکتے ہو۔ اس سے پہلے والی آیت میں یہ تشریح کی گئی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام مبارک کی تعظیم کرنے والوں کی نسلیں زیادہ ہوگئی اور توہین کرنے والے برباد و ذلیل ہو گئے اس لئے ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وجہ ایجاد بقا کائنات ہیں۔ اگر حضور کی ذات کو کائنات سے نکالا جائے تو کائنات کا بقاء ہو نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ جان جہاں یا روح کائنات ہیں کسی عارف ربانی نے کیا خوب فرمایا ہے:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو کچھ نہیں

جان ہے جہان کی جان نہیں تو جہاں نہیں

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر جلالین میں ہے لان العذاب اذا نزل عم ولم تعذب امة الا بعد خروج نبیها والمؤمنین منها ۔کیونکہ عذاب جب نازل ہوتا ہے تو اس کا وبال عام ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو عذاب نہیں دیا جاتا جب تک آپ ان میں موجود ہو اور جب نبی کو نکالا جائے اور

Marfat.com

مومنوں کو کیونکہ یہ بھی نبی کے ساتھ اس حکم میں شامل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے عذاب کافروں پر مسلط نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اولیاء کرام بھی عذاب کے دفع کرنے میں وسیلہ ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا۔ تفسیر صاوی شریف میں ہے کہ یہ عام عذاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے نازل نہیں ہوتا وہ لکھتے ہیں ولا بالعذاب العام لرفعه ببركة ﷺ قوله وانت فيهم اى فى بلدهم فان خرجت منها انت والمؤمنون عذبهم الله على ايديكم عذابا خاصاً ۔ اور نہ عام عذاب نازل کرتا ہے یہ حضور علیہ السلام کی برکت ہے اور وانت فيهم کے تحت لکھتے ہیں کہ جب آپ ان کے ساتھ شہر میں ہو اگر تم اس سے نکلے اور مومن مسلمان بھی نکل گئے تو اللہ تعالیٰ ان کو خاص عذاب دے گا۔

چھٹی آیت کریمہ: ولو لا رجال مؤمنون و نساء مؤمنات لم تعلموهم ان تطوهم فتصيبكم منهم معرة بغير علم ليدخل الله فى رحمة من يشاء لو تذيلوا لعذبنا الذين كفرو امنهم عذابا اليما O (پ۲۶/۱۱) اور اگر مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتیں تم ان کو نہیں جانتے کہ تم ان پائمال کرتے ہو تو تمہیں ان کی طرف سے تکلیف پہنچے نا سمجھی سے اللہ تعالیٰ ضرور داخل کرتا ہے اپنی رحمت میں جن کو وہ چاہے اگر ہمارے عذاب کو دفع کرنے والے نہ ہوتے تو ہم عذاب ان کو دیتے جو کافر ہو چکے ہیں دردناک عذاب۔ اس آیت کریمہ میں بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو دنیا میں اسلئے عذاب نہیں دیتا کیونکہ ان میں مومن مرد اور مومن عورتیں ہیں یہ مومن مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے دفع کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے وسیلہ سے کافروں پر دنیا میں عذاب نہیں دیتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ

Marfat.com

ہوگی جب تک دنیا میں اللہ اللہ کرنے والا موجود ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے تو پھر دنیا میں قیامت قائم ہوگی۔ یہ مومن مرد اور عورتوں کی برکات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا ان کی وجہ بارش ہوتی ہے اور لوگوں کو ان کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔ مشکواۃ شریف میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہا گیا کہ اہل شام پر لعنت بھیجو آپ نے فرمایا کہ میں ان پر کس طرح لعنت بھیجو میں نے حضور انور ﷺ سے سنا ہے کہ ابدال شام میں چالیس ہوتے ہیں جن ان میں کوئی مرد مر جائے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ مرد مقرر کر دیتا ہے ان کی وجہ سے بارش برتی ہے اور دشمنوں کے شر سے ان کی وجہ سے عذاب شر دفع کیا جاتا ہے اور الہ تعالیٰ ان کی وجہ سے مدد کرتا ہے اور شام والوں سے ان کے وسیلہ سے عذاب دفع کیا جاتا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول الابدال بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث و ینتصر بھم علی الاعداء و یصرف عن اھل الشام بھم العذاب (مشکواۃ) اب اگر کوئی وسیلہ سے انکار کرے تو ان کا انکار قرآن و احادیث بنویہ سے انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وسیلہ کو اپنے کلام میں بار بار ذکر کیا ہے اور احادیث نبویہ میں وسیلہ کے جواز پر کافی ذخیرہ دال ہے اور پھر محدثین مفسرین اور فقہاء اور صوفیاء اور ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے۔

ساتویں آیت کریمہ: لایملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمان عھدا ( ) کہ شفاعت کے ملکیت کسی کو نہیں مگر ان کو شفاعت کا حق حاصل ہے

کہ شفاعت کے ملکیت کسی کو نہیں مگر ان کو شفاعت کا حق حاصل ہے جس نے اللہ سے وعدہ لیا ہے۔ شفاعت بھی وسیلہ ہے کہ نیک مرد اور عورتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ان کی شفاعت کو قبول کر کے گناہ گاروں پر رحمت سے نوازتا ہے اور حضور انور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ شافعتی لاھل الکبائر کہ میری شفاعت بڑے بڑے گناہ کبیرہ کے مرتکب والوں کے لئے ہے۔ شفاعت دنیا میں بھی جائز ہے اور برزخ میں بھی اور قیامت کے دن بھی شفاعت کے بغیر کام نہیں چلتا بلکہ چھوٹے بچے اپنے والدین کے لئے باعث شفاعت بنتے ہ کیونکہ جب ہم ان پر نماز جنازہ پڑھتے ہیں اس نماز میں ایک تکبیر دعا کے لئے خاص ہے اور اس میں شافع المشفعا اور شافعہ المشفعة کلمات درج ہیں۔ انبیاء علیھم السلام کی شفاعت اور اولیاے کرام کی شفاعت حق اور عقائد کا مسلم مسئلہ ہے کہ و شفاعة الانبیاء حق کے الفاظ وارد ہیں۔

آٹھویں آیت کریمہ: فالمدبرات امرا قسم ہے تدبیر کرنے والے ملائک پر جو کسی کام کے لئے تدبیر بناتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے تحت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں کہ اس سے سابقات واصلین کے دل مراد ہیں کہ وہ منازل سلوک طے کر کے قرب وصال کے انتہاء تک پہنچے اور مدبرات امر سے مراد قلوب کاملین مکملین مراد ہیں کہ جب وہ قرب حق تک پہنچ جاتے ہیں اور لوگوں کو دعوت حق کے لئے لے جاتے ہیں اور صفات الیہ سے متصف ہو جاتے ہیں رجوع کرتے ہیں پس میں قسم کھاتا ہوں ان تدبیر کرنے والے پر جو ہمارے کاموں کے تدبیریں کرتے ہیں تمام جماعات مذکور الصدر تمام تدبیر کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور مشکلات کے حل ان سے کراتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام متصف بصفات الیہ اور مدبر کام عالم کے اور مشکل کاموں کو آسان کرنے اولے ہیں پس قصد توسل اور زیارت اور مقاصد حصول ان کی بارگاہ عالم پناہ میں حاضر ہونا موافق فرمان الٰہی اور فرمودہ حضرت رسالت پناہ ﷺ ہے جیسا کہ اس

Marfat.com

کی تفصیل آئندہ آتی ہے انشاء اللہ اور ایسے امر کو حرام و بے کار نہ کہے گا مگر وہ کہہ سکتا ہے جو جاہل ہوگا اور خدا و رسول کے فرمان سے اعراض کرنے والا اور اولیاء سے عناد کرنے والا ہوگا۔ صاحب روح المعانی نے اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے کہ اس سے مراد اولیاے کرام ہیں جو لوگوں کے مشکلات کے حل کرانے کی تدابیر کرتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں بھی یہی معنیٰ مراد لیا ہے۔ اب اگر اس سے مراد اولیاء کرام لیا جائے یا فرشتے تو دونوں مخلوق ہیں اور اللہ کے پیدا کردہ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے فائدہ پہنچانے کے لئے ان لوگوں کو وسیلہ بنایا ہے تاکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ دے اگر یہ شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بھی ذکر نہ فرماتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے فائدہ کے لئے وسیلے بنائے ہیں تاکہ لوگ ان وسائل سے قرب حق تک پہنچے۔

نویں آیت کریمہ: اولئک الذین یدعون الی ربھم الوسیلة ایھم اقرب ویرجون رحمة و یخافون عذابه

یہ لوگ جن کی عبادت کرتے ہیں وہ اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں سے زیادہ مقرب کون ہے اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (بنی اسرائیل ۱۷:۵۷) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کی عبادت کرتے تھے اور ان کا یہ خیال تھا کہ ہماری عبادت بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوگی اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ عقیدہ رد کر کے فرمایا کہ جن لوگوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں وہ خود اللہ تعالیٰ کے قرب کے وسیلے ڈھونڈتے تھے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے قرب کے لئے وسیلے تلاش کرتے تھے۔ اگر وسیلہ شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان مقدس ہستیوں کے متعلق نہ فرمایا کہ یہ ہستیاں خود وسیلے تلاش

Marfat.com

کرتے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ تلاش کرنا حضرت عیسیٰ و عزیر علیہما السلام کی سنت ہے اور انبیاء علیہم السلام سے شرک کا کام ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ معصوم ہیں اور گناہ کسی قسم کا صدور ان سے ناممکن ہیں۔ مقبولانِ حق کا وسیلہ پکڑنا اور ان سے دعا کرنا جائز ہے عبادت کی نفی سے اس آیت کریمہ میں ہے تو عبادت کی نفی وسیلہ کی نفی مراد نہیں ہوسکتی تو اولیاء کرام وسیلہ بن سکتے ہیں معبود نہیں اور اہل سنت کا عقیدہ تو یہی ہے کہ انبیاء اولیاء اور صلحاء وسیلے تو ہیں لیکن معبود نہیں ہیں اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ طلب وسیلہ مقربین الٰہی کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کو مقبول اور پسندیدہ ہے۔ اور مزارات اولیاء پر جانا ہے مگر واسطے اور توسل سے ابن عباس سے اس آیت کریمہ کے متعلق مروی ہے الذین یدعو ھم المشرکون و یعبدونھم ھم عیسیٰ وامہ و عزیر والملائکۃ یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ای یطلبون الی ربھم الوسیلۃ کلما یتقرب بہ الی اللہ الیھم اقرب ای ینظرون ایھم اقرب الی اللہ فیتو سلونَ بہ کذافی معالم التنزیل بغوی۔ وہ جو ان کی عبادت کرتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ اور حضرت عزیر علیہم السلام اور ملائک ہیں وہ اللہ کے لئے وسیلہ تلاش کرتے ہیں یعنی اپنے رب کی طرف وسیلہ طلب کرتے ہیں جو بھی اللہ کے قریب کرنے والا ہو یعنی وہ دیکھتے ہیں کہ کون سا وسیلہ اللہ کے لئے زیادہ قریب ہے اس وسیلہ کو وہ پکڑتے اور اس وسیلہ کو پیش کرتے ہیں ایسا ہی امام بغوی کی تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اس آیت کے شان نزول کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ آیت ایک جماعت عرب کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے جب وہ جن اسلام لے آیے اور ان کے پوجنے والے اس سے بے خبر رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یاد دلایا اور فرمایا جنہیں تم پوج رہے ہو وہ ہمارے حضور

Marfat.com

سربسجود ہیں وہ خود ہمارے مقربین کا وسیلہ ڈھونڈ رہے ہیں۔اس سے صاف معلوم ہوا کہ مقربان الٰہی کا وسیلہ لیا جائز ہے کیونکہ وہ مقربین خود وسیلے ڈھونڈتے ہیں گویا مقربین کا بھی یہی عمل ہے کہ وہ خود وسیلے تلاش کرنے والوں میں سے ہیں۔

دسویں آیت کریمہ:اذھبو ابقمیص ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصرا (یوسف ۹۳)

میری یہ قمیض لے جاؤ سواسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دینا وہ بینا ہو جائیں گے۔ یہ واقعہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں آپ کی آنکھوں سے بینائی جاتی رہی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیض دی اور جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر ڈال دی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بینائی واپس عطا کی اور واقعی ایسا ہی ہوا کیونکہ اس کے بعد کے واقعہ کو کلام الٰہی نے ان الفاظ کو یوں بیان کیا ہے۔فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجھہ فارتد بصیرا (یوسف ۹۶) پھر جب خوشخبری سنانے والا آیا اس نے وہ اس کے چہرے پر ڈال دیا تو اس وقت اس کی بینائی لوٹ آئی۔اب اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دنیا میں اسباب تلاش کرنا پڑتا ہے اور ان وسائل سے مشکلات حل ہو جاتے ہیں جس طرح اس آیت کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض بینائی کے لئے وسیلہ بنایا گیا اور اللہ تعالیٰ اس قمیص کی وجہ سے بینائی عطا کی اور یہ فعل انبیاء علیھم السلام کا ہے کسی کافر یا مشرک یا منافق کا نہیں معلوم ہوا کہ وسائل سے اپنے مشکلات حل کرانا سنت انبیاء علیھم السلام ہے اور جب قمیص سے توسل کیا گیا ہے تو اس سے توسل باثار الانبیاء اور صالحین کا بھی جواز ثابت ہوا۔اب اگر کوئی کسی بزرگ کے مزار پر جائے اور اس کے مرقد منور پر اگر کوئی پتھر ہو اور وہ اپنے بدن

Marfat.com

کے اس حصہ پر پھیر دے جس جگہ کوئی تکلیف یا بیماری ہو اور اللہ تعالیٰ اس بزرگ کے قبر کے آثار سے وہ تکلیف دفع کرتا ہے تو یہ ہرگز شرک نہیں کیونکہ اللہ کی صفات میں سے کوئی صفت ایسی نہیں جو مشترک ہو مثلاً قبر پر پتھر کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کی کوئی قبر نہیں کہ لوگ وہاں جائیں اور ایسا فعل کریں جس سے شراکت ہو جائے کسی مخلوق کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے وہ ہمیشہ زندہ ہے اور ہمیشہ سے قیوم ہے تو پھر یہ شراکت منکرین نے کہاں سے ثابت کیا ہے بلکہ حضرت یعقوب و یوسف علیہما السلام کے اس فعل نے توسل باثار الانبیاء والصلحاء ثابت ہوا اگر یہ شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس کو ذکر نہ کرتا۔

گیارہویں آیت: انا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکیا (مریم ۱۹) میں تو فقط تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا عطا کروں۔ اس آیت کریمہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا یہ قول ذکر ہوا کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اس لئے کہ تمہیں بیٹا عطا کروں۔ اب بیٹا دینے والا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حضرت جبرائیل علیہ اسلام نے اپنی طرف اس عطا کی نسبت کر دی۔ اس نسبت کو اپنی طرف کرنے سے یہ صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں سبب کے ذریعے عنایات عطا کرتا ہے۔ اگرچہ بغیر وسائل کے بھی عطا کرنے قادر ہے لیکن وہ اپنے خاص بندوں پر یہ نوازشات کی ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے کے پھونک نے اتنا اثر ڈالا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے دینے کا ذریعہ بنایا تو اگر کوئی محتاج یا بیمار کسی بزرگ کے پاس جائے اور وہ اس پر دم ڈالے ذیہی پھونک با اثر ثابت ہوگا اور یہ قرآن مقدس کے خلاف عقیدہ نہیں بلکہ قرآن مقدس پر عمل ہے۔ اس پھونک میں اثر ڈالنے والا بھی خالق کردگار ہے کوئی دوسرا نہیں لیکن یہ چیزیں اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جائز قرار دی ہے اب ان چیزوں کو حرام

Marfat.com

یا شرک کہنا زیادتی ہے اور قرآن مقدس سے ناخبر و جاہل ہونے کی علامت ہے۔

بارہویں آیت مبارکہ: **وقال لهم نبيهم ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هارون تحمله الملائكة ان في ذالك لاية لكم ان كنتم مومنين O** (البقرۃ آیت ۲۴۸) اور ان کو ان کے نبی نے فرمایا کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تمہیں ایک تابوت لے آئیں گے اس میں سکینہ ہوگا تمہارے رب کی طرف سے اور باقی وہ چیزیں ہوں گی جو آل موسیٰ اور آل ہارون سے چھوڑ دیا ہو اس کو ملائکہ اٹھائیں گے بے شک اس میں تمہارے لئے نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ جب نبی اسرائیل نے طالوت کے لئے بادشاہی کو بعید سمجھا تو اپنے نبی سے اس کی نشانی طلب کی تو نبی نے کہا کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تم صندوق اس کے گھر میں دیکھو گے جب انہوں نے طالوت کے گھر میں صندوق پایا تو انہیں یقین ہوا کہ ان کا بادشاہ طالوت ہے وہ شندوق تین گز لمبا دو گز چوڑا اس پر سونا ملمع تھا وہ آدم علیہ السلام کے پاس تھا اس میں نبیوں کی صورتیں تھیں جو اللہ کی طرف سے آئی تھیں اور آدم علیہ السلام کی اولاد سے منتقل ہوتا ہوا موسیٰ علیہ السلام کو پہنچا انہوں نے اس میں تورات اور شکستہ الواح تورات رکھیں پھر موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد نبی اسرائیل نے لے لیا جب دشمن سے لڑائی ہوئی تو یہ صندوق اپنے آگے لے جاتے اور فرشتے سے اٹھاتے تھے جب معرکہ میں اس سے آواز نکلتی تو انہیں فتح کا یقین ہو جاتا تھا جب انہوں نے بنی اسرائیل سے صندوق چھین لیا اور اس کو گندی جگہ جہاں وہ بول و براز کرتے تھے رکھ دیا جب اللہ تعالیٰ نے طالوت کی بادشاہی کا اظہار کیا تو عمالقہ پر بلیات مسلط کیں ان میں سے جو کوئی صندوق کے پاس پیشاب کرتا وہ بواسیر کے مرض میں مبتلا ہو جاتا اس طرح ان

Marfat.com

کے پانچ شہر برباد ہوئے جب انہوں نے صندوق سے خوف جانا تو اس کو وسیع میدان میں رکھ آئے تو فرشتوں نے وہاں سے اٹھالیا اور اسے طالوت کے پاس لے آئے جوان کی بادشاہی کی نشانی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کے لباس بشری میں ظہور سے قبل تبرکات کا استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بیان سے معلوم ہوا ہے کہ صندوق میں تبرکات تھے اور اس صندوق کو وسیلہ پیش کر کے وہ اپنے دشمنوں پر فتح پالیتے اور پھر ان تبرکات کو ملائک کرام اٹھا کر لائے تھے۔ اور اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑے اچھے انداز سے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس تبرکات پر حرام یا مکروہ کا حکم نہیں فرمایا بلکہ اپنے مقدس فرشتوں کے کندھوں پر لانے کا واقعہ پیش کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ تبرکات کا عقیدہ پہلے زمانوں میں رائج تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر رد نہیں فرمایا۔ کتب احادیث کے مطالعہ سے پورا پتہ چلتا ہے کہ حضور انور ﷺ کے تبرکات سے بھی استشفاع حاصل ہوا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے تبرکات سے فائدے حاصل کئے ہیں۔ مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کا اپنے اوپر مسح کرواتے خود آپ ﷺ کے جسم اطہر کو تبرکاً مس کرتے آپ ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرتے آپ کے بچے ہوئے کھانے سے تبرک حاصل کرتے آپ کے پسینہ مبارک اور لعاب دہن مبارک سے وموئے مبارک اور ناخن مبارک' لباس وعصاء مبارک بستر مبارک چارپائی مبارک سے چٹائی مبارک سے تبرک حاصل کر کے ہر زمانے میں اکابرین ملت اور ائمہ ومشائخ اور علماء ومحدثین کے علاوہ خلفاء وسلاطین حضور ﷺ کے آثار وتبرکات کو بڑے ادب واحترام سے محفوظ رکھتے تھے اور ان کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔

تیرھویں آیت مبارکہ: واخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ

Marfat.com

فیکون طیرا باذن اللہ ۔ میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی سے پرندہ بنانا اور پھر اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن جاتا۔ پرندہ بنانا اور اس میں جان ڈالنا خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرندے بنانے اور اس میں جان ڈالنے کا وسیلہ بنتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ وہ فرماتے وابرا لاکمہ والا برص واحی الموتیٰ باذن اللہ کہ میں مادرزاد اندھوں اور برص بیماری والوں کو ٹھیک کرتا ہوں اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے۔ اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کاموں کو اپنی طرف سے کیا ہے حالانکہ بیماری سے شفا دینا اور مردوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف وسیلہ تھے اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس آیت کریمہ میں باذن اللہ الفاظ وارد ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ولی کے متعلق صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرے تو میں اس کا پاؤں بن جاتا جس سے وہ چلتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو ئیں اس کو پناہ میں رکھتا ہوں۔ سوا موت کے تو یہ بھی اذن سے ہے۔

چودھویں آیت مبارکہ: ولو انھم رضوا ما اتا ھم اللہ و رسولہ و قالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ و رسولہ ۔ اور کیا اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا اور کہتے کہ اللہ ہم کو کافی ہے اب ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور رسول دیں گے۔ اب عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن

Marfat.com

یہاں جو رسول کا عطا کرنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد بھی وسیلہ ہے کہ آپ ﷺ کے وسیلہ کائنات کو اپنے عطا سے نوازتے ہیں۔

پندرھویں آیت کریمہ: وما ارسلناک الا رحمة للعالمین O اے میرے محبوب میں نے آپ کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ اس آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے لئے رحمت ہیں اور یہ رحمت کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جو مخلوق پر راحم ہے اور عالمین کے لئے یہ رحمت حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے ان کو نصیب ہے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ وسیلہ عظمٰی ہیں۔

سولہویں آیت کریمہ: وایدناہ بروح القدس. ہم نے اس کو روح القدس سے مضبوطی دی ہے۔ روح القدس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور جس کو یہ مضبوط بنایا ہے وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام ہیں اللہ تعالیٰ طاقتور بنانے والا ہے لیکن یہاں حضرت جبرائیل کو پیش کیا گیا۔ یہ اس لئے پیش کیا گیا کہ وہ وسیلہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے وسیلہ کو اس لئے ظاہر فرمایا کہ مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی امداد وسائل اور بغیر وسائل کے بھی پوری کرتے ہیں۔

سترھویں آیت کریمہ: اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکه مرد فین. یاد کرو جب تم اپنے رب کو فریاد کرتے تھے تو تمہاری فریاد کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔ بے شک میں تمہاری مدد ہزار فرشتوں کے ذریعے کروں گا جو ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوں گے۔ اب مدد کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن یہاں فرشتوں کے وسیلہ سے یہ مدد کرتا ہے تو فرشتے مدد کرنے کا وسیلہ بنے اگر وسیلہ کے ذریعے مدد شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس مدد کا ذکر نہ کرتا کہ میں نے فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد فرمائی۔

Marfat.com

احادیث نبویہ میں توسل کا جواز

اب فقیر آپ کے سامنے وہ احادیث نبویہ پیش کرے گا جو وسیلہ کے متعلق ہیں امید ہے کہ ایک طالب حق کے لئے کافی ہوگا۔ ترمذی شریف میں ایک حدیث نقل ہے امام نسائی اور ابن ماجہ اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اس کو روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری بصارت بحال کردے۔ آپ نے فرمایا رہنے دو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ پر نابینائی بہت دشوار ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو پھر کہو اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور محمد نبی رحمت کا وسیلہ سے میں تیری طرف متوجہ کرتا ہوں الحدیث حصن حصین کے باب صلوۃ الحاجۃ میں اس حدیث کا ذکر آئے گا اور صالحین کے توسل پر وہ حدیث دلیل ہے صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ نے رسول ﷺ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ کے وسیلہ سے بارش کے لئے دعا کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! ہم تیرے نبی کے عم محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔ مجمع الزوائد میں ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا فوت ہوگئیں اور رسول اللہ ﷺ ان کی لحد کھودنے سے فارغ ہوگئے تو آپ ان کی لحد میں لیٹ گئے اور یہ دعا کی اللہ ہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی اے ... اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کی ... ت فرما ان کو حجت القا فرما ان کی قبر کو وسیع کر بلاشبہ تو سب سے زیادہ رحم

Marfat.com

فرمانے والا ہے پھر آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی تعالیٰ عنہ نے ان کو قبر میں اتارا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر اوسط میں روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو علامہ نور الدین سمھودی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۳ ص ۸۹۹) اس حدیث کو امام یوسف النبھانی نے شواہد الحق میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ میں نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں حافظ ابوبکر بیھقی اپنی سند کے ساتھ مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب کے زمانہ میں قحط واقع ہوا ایک شخص (حضرت بلال بن حارث مزنی) نبی علیہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ علیہ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کریں کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ نبی علیہ اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کے پاس جاؤ اور ان کو میری طرف سے سلام کہو اور ان کو یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہوگی اور ان سے کہو کہ تم سوجھ بوجھ سے کام لو اس شخص نے جا کر حضرت عمرؓ کو خبر دی حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے میرے رب میں صرف اس چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (البدایہ والنھایہ ج ۷ صفحہ ۹۲)

حضرت عبدالرحمان بن ابی عمرہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں کبشہ انصاری نے کہا کہ نبی کریم علیہ نے اس سے کھڑے ہو کر پانی پیا پھر اس نے مشکیزہ لٹکا ہوا تھا آپ علیہ نے اس سے کھڑے ہو کر پانی پیا پھر اس نے مشکیزہ کا منہ برکت کے باعث کاٹ کر رکھ لیا چونکہ اس سے حضور انور علیہ کا دہن اطہر ہوا ہوا تھا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۵۳)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا جس مشکیزے کے منہ سے نبی کریم علیہ نے پانی نوش فرمایا تھا حضرت انس علیہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

حضور انور ﷺ کے پاس آئے اور گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اس مشکیزے سے پانی پیا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا پس وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۱۹)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے تبرکات نبویہ سے استفادہ حاصل کرنے کی غرض سے مشکیزہ سے حصول برکت پر عمل کیا اور اسی تبرکات کی سنت کو زندہ کرنے کے لئے تمام اہل سنت و جماعت تبرکات کو ایک ذریعہ وسیلہ سمجھتے ہیں۔ بہت سے لوگ نبی کریم ﷺ کے ذریعہ آپ کی نشانیوں اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے وارث علماء کرام و اولیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے ذریعہ برکت حاصل کرنے کے معنی کو سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں اور جن لوگوں کا یہ مسلک ہے ان کو شرک و گمراہی کے ساتھ متصف کرتے ہیں جیسا کہ ان غلطی کرنے والے کی عادت ہے کہ ہر اس نئے مسئلہ سے جس کو سمجھنے سے ان کی عقل تنگ اور اس کی حقیقت کو سمجھنے سے سوچ قاصر ہے اس پر چلنے والے کو گمراہی کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ تبرک حاصل کرنے کی مشروعیت و جواز کی دلیلوں کو بیان کرنے سے پہلے مناسب یہ ہے کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ تبرک کی حقیقت صرف اور صرف اللہ جل شانہ کے نزدیک اس متبرک چیز کو وسیلہ بنانا ہے خواہ وہ کوئی نشانی ہو یا جگہ یا کوئی ذات ہو۔ اشخاص کو تو اس عقیدہ کی وجہ سے وسیلہ بنایا جاتا ہے کہ عند اللہ یہ مقرب و افضل ہے مگر اللہ کے حکم سے اور آثار کے ذریعے تبرک اس وجہ سے حاصل کرتے ہیں کہ یہ آثار روشنائیاں اس ذات و شخص کی شرافت کی وجہ سے مشرف و قابل تعظیم اور محبوب عند اللہ ہیں۔ ان جگہوں میں بحیثیت جگہ و مکان کے کوئی فضیلت نہیں ہے ان امکنہ کی تعظیم و تبرک حاصل کرنا اس

Marfat.com

وجہ سے ہے کہ ان میں بہت سی خیریں اور نیکیاں وجود میں آئی ہیں جیسا کہ نماز' روزہ' ذکر اللہ اور بہت سی عبادات جن کو اللہ کے نیک بندوں نے ان امکانات میں کیا کیونکہ ان خیروں اور عبادتوں کی وجہ سے ان مکانات میں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوا ہے فرشتوں کی آمد ہوئی ہے اللہ کی رحمت خاص نے ان مقامات کو گھیرا ہوا ہے۔ یہی برکت مقصود ہے جس کو ان مقامات میں اللہ سے طلب کیا ہے اور یہی برکت ہے جس کو ان مقامات میں اگر اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا و استغفار کے ذریعے مانگا جاتا ہے اور ان اہم مقامات میں جو عظیم واقعات پیش آئے ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے نفوس میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور ہمت و چستی پیدا ہوتی ہے تاکہ اہل فلاح و صلاح کے ساتھ مشابہت حاصل ہو۔

المطالب العالیہ ج ۴ ص ۹۰ میں حضرت جعفر بن عبداللہ بن الحکمؓ سے روایت ہے کہ جنگ یرموک کے دن حضرت خالد بن ولیدؓ کی ٹوپی گم ہوگئی تو انہوں نے کہا کہ اس ٹوپی کو تلاش کرو تو وہ تلاش کی گئی مگر ٹوپی نہ ملی انہوں نے پھر فرمایا کہ اس کو تلاش کرو پھر انہوں نے ٹوپی پالی تو وہ ایک پرانی ٹوپی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا پھر اپنے سر مبارک کو منڈوایا لوگ جلدی جلدی آپ کے بال مبارک لینے لگے میں نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی مبارک کے بال لے لئے اور اپنی ٹوپی میں رکھ لئے پس میں جس غزوہ اور جس معرکہ میں بھی ٹوپی پہن کر شریک ہوا ہوں تو اللہ کی مدد حاصل ہوئی اور فتح نصیب ہوئی۔ حضرت مالک بن حمزہ بن ابی السید الساعدی الخزرجی سے روایت ہے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا ابی السید سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا مدینہ منورہ میں ایک کنواں تھا اس کو بیر بضاعہ کہا جاتا تھا اس میں نبی کریم ﷺ نے تھوک ڈالا تھا اور اس میں سے پانی پیتے تھے اور برکت حاصل کرتے تھے۔ فتح الباری میں

Marfat.com

حافظ ابن حجر عسقلانی نے عروہ بن مسعود کا بیان کہ صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے ساتھ تعلق کیسا تھا۔ نقل کیا امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سند سے فرمایا کہ عروہ بن مسعود حضور انور ﷺ کے صحابہ کو کن سی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے پھر کہا کہ خدا کی قسم حضور انور ﷺ جب تھوکتے تو وہ ان کے صحابہ کے ہاتھوں میں سے کسی کے ہاتھ میں گرتا ہے اور پھر وہ اس تھوک کو اپنے منہ پر اور اپنی کھال پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی کام کا حکم کرتے ہیں تو ہر ایک اس حکم کو جلدی پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے صحابہ آپس میں لڑنے کے قریب ہو جاتے ہیں وضو والے پانی کو لینے کے لئے یعنی ان میں سے ہر ایک کو کوشش کرتا ہے کہ یہ وضو کا گرا ہوا پانی وہ لے لے اور جب گفتگو فرماتے ہیں تو ان کے ساتھی اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں ان کی تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے پھر عروہ اپنے ساتھیوں کو طرف گئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا اے قوم! خدا کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس وفد کی صورت میں گیا ہوں اور قیصر و کسریٰ کے پاس بھی گیا ہوں اور نجاشی کے پاس بھی گیا ہوں اور خدا کی قسم میں نے کسی بھی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی اتنی تعظیم کی جاتی ہو جتنی محمد ﷺ کے صحابہ ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اگر وہ تھوکتے ہیں تو وہ کسی کے ہاتھ میں گرتا ہے اور پھر اس کو اپنے منہ و کھال پر ملتا ہے اور جب کسی بات کا حکم کرتے ہیں تو ہر ایک اس کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ جب وضو کرتے ہیں تو ہر ایک وضو کے بچے ہوئے پانی پر لڑتا ہے جب گفتگو فرماتے ہیں تو وہ اپنی آوازوں کو پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم کی وجہ سے کوئی نگاہ اٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھتا۔ (فتح الباری ج ۵ ص ۲۳۰)

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک وفد کی صورت میں حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر ہم نے آپ سے بیعت کی آپ کے

Marfat.com

ساتھ نماز پڑھی اور ہم نے آپ کو بتایا کہ ہماری زمین میں ایک گرجا ہے اور ہم نے آپ ﷺ سے وضو کا بچا ہوا پانی مانگا تو حضور انور ﷺ نے پانی منگوایا وضو فرمایا کلی فرمائی پھر ہمارے لئے چھاگل میں ڈال دی اور فرمایا جاؤ جب تم لوگ اپنے علاقے میں پہنچ جاؤ تو گرجا کو توڑ دینا اور اس جگہ پر اس پانی کو چھڑک دینا اور اس گرجا کی جگہ مسجد بنا دینا ہم نے عرض کیا کہ ہمارا شہر بہت دور ہے اور گرمی سخت ہے پانی خشک ہو جائے گا۔ **فقال مدوہ من الماء فانہ لایزیدہ الا طیباً (رواہ النسائی کذا فی المشکوٰۃ)** آپ نے فرمایا اس میں اور پانی ڈال دو کیونکہ اس پانی کی زیادتی پاکی ہی کو زیادہ کرے گی۔ یہ حدیث مبارکہ ان اصول معتبرہ مشتہرہ میں سے ہے جو حضور ﷺ اور آپ کے آثار اور ہر اس چیز سے جو حضور انور ﷺ کی طرف سے منسوب ہو تبرک حاصل کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے وضو کیا پھر ایک برتن میں پانی میں ڈالا پھر ان لوگوں کے مانگنے کی وجہ سے مراد کے پورا کرنے کے لئے ان کو حکم دیا کہ اپنے ساتھ لے جائیں" ان لوگوں کے دلوں میں ضرور بالضرور ایک بہت قوی داعیہ ہوگا جس داعیہ نے اس خاص پانی کے مانگنے پر آمادہ کیا حالانکہ مدینہ منورہ میں اور پانی بہت تھا بلکہ ان کے اپنے شہر میں بہت پانی تھا پھر ان حضرات نے ایک شہر سے دوسرے شہر مسافت بعیدہ کے بعد یہ تھوڑا سا پانی لے کر جانے میں اتنی مشقت و تکلیف کیوں برداشت کی جب کہ سفر بھی کافی لمبا تھا اور گرمی بھی شدید تھی۔ جی ہاں یہ سب کوئی دشوار نہ تھا کیونکہ جس بات نے ان کو پانی مخصوص پینے پر آمادہ کیا تھا اس نے تمام تکالیف و مشقوں کو ان پر آسان کر دیا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو اس سے برکت حاصل کرنا ہے یعنی آپ کے وضو کا پانی ان کے شہر میں نہیں پایا جاتا تھا۔ ابو نعیم نے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

روایت کی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ زمین تیس مقبولوں سے خالی نہ ہوگی جو مانند خلیل اللہ ابراہیم کے ہوں گے کہ انہیں کی دولت تم کو لڑائیوں میں فتح و نصرت ملتی ہے اور انہی کے سبب سے تم کو روزی ملتی ہے اور انہیں کی برکت سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے۔

اہل اسلام جس توسل و استعانت اور استغاثہ وغیرہ کے قائل ہیں اگر وہ شرک ہوتا تو حضور انور ﷺ سے قطعاً صادر نہ ہوتا اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اسلاف و اخلاف سے حالانکہ وہ سارے توسل کرتے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی دعا مبارک یہ تھی اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک.

اے اللہ میں تجھ سے تیرے در اقدس پر سائل بن کر حاضر ہونے والوں کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور صریح توسل ہے جس میں ریب و تردد اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ یہی دعا حضور انور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو سکھائی اور اور ان کو اس کا امر فرمایا ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید خدری سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لئے نکلے اور کہے اللھم انی اسئلک بحق السائلین و اسئلک بحق ممشائی ھذا الیک فانی لم اخرج اشرا و لا بطرا و لا ریاء و لا سمعة خرجت اتقاء سخطک و ابتغاء مرضاتک فاسئالک ان تعیذنی من النار و ان تغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت.

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ان لوگوں کے وسیلہ سے جو مجسم سوال بن کر تیرے حضور حاضر ہونے والے ہیں اپنے ان قدموں کے وسیلہ سے جو تیری بارگاہ بے کس پناہ کی طرف اٹھے ہیں کیونکہ میں نہ فخر و ناز کی خاطر نکلا ہوں اور نہ ریا کاری ور دکھاوے کی خاطر میں محض تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضا مندی حاصل

Marfat.com

کرنے کے لئے نکلا ہوں تو میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے عذاب نار سے بچا لے اور میرے تمام گناہ معاف فرمادے کیونکہ صرف تو ہی گناہوں کا بخشنے والا ہے تو اللہ اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے۔ اس دعا کو ابن ماجہ کے علاوہ امام سیوطی نے جامع کبیر میں نقل فرمایا ہے۔ اس دعا میں توسل کے الفاظ واضح ہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو حضور انور ﷺ یہ کبھی بھی نہ بتاتے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ سنت انبیاء و صحابہ کرام و اولیاء عظام ہے۔ مواہب لدنیہ میں علامہ قسطلانی نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ استسقاء کیا تو لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے ان کا حق تعظیم و تکریم بجالاؤ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی جاب میں وسیلہ بناؤ واتخذوہ وسیلة الی اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ توسل کی تصریح ہوگی۔

بنو عباس کے خلیفہ ثانی منصور نے جب حج کیا اور نبی اکرم ﷺ کے مزار مقدس کی زیارت کی اس وقت امام مالک مسجد شریف میں موجود تھے چنانچہ منصور نے ان سے دریافت کیا اے ابا عبداللہ میں قبلہ رو ہو کر دعا کروں یا رسول اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر امام مالک نے جواب دیا اے خلیفۃ المسلمین آپ اپنا منہ بارگاہ رسالت ﷺ سے کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ آپ کے اور آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں۔ آپ حضور کی طرف منہ کر کے شفاعت کی بھیک مانگیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو حضور کی شفاعت نصیب کرے۔ اس روایت کو امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے شفا شریف میں اور امام سبکی نے شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں اور علامہ سید سمہودی نے خلاصۃ الوفاء اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اور علامہ ابن حجر نے تحفۃ الزوار اور الجوہر المنظم میں نقل کئے ہیں۔ علامہ

Marfat.com

زرقانی نے شرح شفا میں فرمایا کہ اس کے اسناد میں جتنے راوی ہیں وہ سب ثقہ ہیں ان میں کوئی وضاع اور کذاب نہیں ہے۔ اب یہ واضح ہوا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بنو عباس کے خلیفہ منصور کو وہ بات بتائی جس پر وہ خود عامل تھے۔

امام بیہقی نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک اعرابی حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ آپ سے باران رحمت کے لئے دعا کی درخواست کرنا چاہتے تھے۔ اس نے چند اشعار آپ کی بارگاہ میں پڑھے جس کا آخری شعر یہ تھا

ولیس لنا الا الیک فرارنا　　　واین فرار الخلق الا الی رسل

ہمارے لئے آپ کی بارگاہ والا جاہ کی طرف بھاگ کر پناہ لینے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ خلق خدا کے لئے رسل کرام کے دامان رحمت کے علاوہ کوئی جائے پناہ ہے ہی نہیں۔

حبیب خدا معلم و مقصود کائنات ﷺ نے یہ شعر سماعت فرمایا مگر اس پر انکار نہ کیا بلکہ حضرت انس فرماتے ہیں اعرابی کے وہ توسل و استغاثہ پر مشتمل اشعار سن کر آپ نے انتہائی عجلت سے اوپر کی چادر گھسیٹتے ہوئے منبر پر رونق افروز ہوئے خطبہ دیا اور باران رحمت کے لئے دعا کی اور اس وقت تک دست دعا واپس نہ کئے اور نہ ہی منبر سے اترے جب تک کہ آسمان سے موسلا دھار بارش کا نزول نہ ہوا۔

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جب اعرابی نے حاضر ہو کر قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور آسمان سے زوردار بارش برسنے لگی تو آپ نے فرمایا اگر ابو طالب صاحب زندہ ہوتے تو یہ منظر دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور ان کی فرحت و مسرت کی انتہاء نہ ہوتی کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں ان کا شعر سنائے۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا گویا کہ آپ کا مقصود ابو طالب کے اشعار میں سے یہ شعر ہے

Marfat.com

وابیض یستسقیٰ الغمام بوجهہ ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل

وہ سفید فام (عزیز از جان) جن کے چہرے اقدس کے یمن و برکت سے برستے بادل اللہ تعالیٰ سے طلب کئے جاتے ہیں وہ یتیموں کے سرمایہ زیست ہیں اور بیوگان کے لئے موجب عفت اور سامان عصمت و پاکدامنی ہیں۔ سرور عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس خوشی سے چمک اٹھا اور حضرت علیؓ کے شعر پڑھنے پر بھی اعتراض فرمایا اور نہ یستقی الغمام بوجھہ کے جملہ پر۔ اگر اس میں کفرو شرک کا ادنیٰ سا شائبہ بھی ہوتا تو لازماً آپ اس کا رد فرماتے اور اس کے پڑھنے کا مطالبہ ہی نہ فرماتے۔

آپ کے چچا ابو طالب کے اس قصیدہ کو لکھنے کا سبب و باعث یہ تھا کہ حضور انور ﷺ کی بعثت سے قبل ایک دفعہ قریش قحط سالی کی لپیٹ میں آ گئے آپ نے انہیں ساتھ لے کر فخر کائنات ﷺ کے ساتھ توسل کرتے ہوئے دعا کی تو فوراً گھٹائیں اٹھ آئیں اور زوردار بارش برسنے لگی تو انہوں نے یہ قصیدہ آپ کی مدح و ثنا میں پڑھا۔

شواھد الحق میں امام یوسف النبہانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح روایت کے ساتھ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی اے عیسیٰ خود بھی محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو بھی حکم دو کہ ان میں سے جو شخص بھی اس زمان سعادت نشان کو پائے تو ضرور بضرور ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ جنت کو پیدا کرتا اور نہ ہی دوزخ کو فلولا محمد ما خلقت الجنة والنار میں نے عرش مجید کو پانی پر پیدا کیا تو وہ لرزنے لگا میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھوا دیا تو اس کو سکون و قرار نصیب ہوا۔ علامہ ابن حجر جو ہر منظم میں فرماتے

Marfat.com

ہیں جس ذات والاصفات کا یہ منصب و مقام ہے کیا ان کے ساتھ توسل نہ کیا جائے۔

بخاری شریف کی صحیح روایت کے ساتھ ان تین اشخاص کا اپنے اپنے اعمال کے ساتھ توسل ثابت ہے جنہوں نے غار کی پناہ لی اور غار کا منہ ایک چٹان گرنے کی وجہ سے بند ہوگیا تو ان میں سے ہر ایک نے اپنے اس عمل کے وسیلہ سے دعا کی جو اللہ عالیٰ کے ہاں زیادہ قابل قبول سمجھا تو وہ چٹان غار کے دروازہ سے الگ ہوگئی تو آنحضرت ﷺ کے ساتھ توسل و استغاثہ بطریق اولیٰ جائز ہوگا خواہ آپ کی حالت حیات ظاہرہ ہو یا حالت وصال کیونکہ نبوت و رسالت اور اس کے علاوہ دیگر فضائل و کمالات جو آپ میں ہیں ان کے ساتھ ارباب غار کے اعمال کو کیا نسبت ہوسکتی ہے اور جو مومن آپ کے ساتھ توسل کرتا ہے تو اس کے پیش نظر آپ کی نبوت و رسالت ہوتی ہے جو تمام فضائل و کمالات کی جامع ہے اور ان کا سرچشمہ جب نیک لوگوں کے اعمال کے ساتھ توسل درست ہے تو پھر ہم ان سے یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنانے میں کیا قباحت ہے جب کہ نبوت و رسالت اور دوسرے ایسے کمالات و فضائل آپ کی ذات اقدس میں موجود ہیں جو ہر کمال پر فوقیت رکھتے ہیں اور ہر عمل صالح پر عظمت برتری کے حامل ہیں حال میں بھی اور مآل میں بھی اور بایں ہمہ احادیث صحیحہ اس کے جواز و مشروعیت پر دلالت بھی کرتی ہیں۔ جب حضور انور ﷺ کے ساتھ توسل و استغاثہ جائز ہے تو پھر تمام انبیاء و رسل علیہم السلام بلکہ اولیاء کاملین اور عباد اللہ الصالحین کے ساتھ توسل و استغاثہ بھی جائز ہے کیونکہ جو وجہ مشروعیت آپ میں ہے وہ سب میں حسب مراتب موجود ہے۔ یعنی طہارت و تقدس اور اللہ تعالیٰ سے محبت و تعلق اعلیٰ مراتب طاعت و یقین اور کامل معرفت رب العالمین اور یہ جملہ صفات کمال

Marfat.com

ان کے اللہ تعالیٰ کے مقرب ترین بندے ہونے کا سبب ہیں لہذا ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ ان عباد صالحین کے توسل سے حوائج مومنین کو پورا فرمائے گا البتہ اس توسل و استغاثہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب و نیاز کا پورا پورا لحاظ ہونا چاہئے اور ایسے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہئے جن سے غیر اللہ کے موثر اور متصرف ہونے کا وہم پیدا ہوتا ہو۔

جواز توسل حضور انور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے مرثیہ سے بھی واضح ہے جو انہوں نے آپ کے وصال شریف کے بعد کہا جس میں یہ شعر بھی ہے:

الا یا رسول الله انت رجاؤ نا   و کنت بنا برا ولم تک جافیاً

اے رسول خدا آپ ہی ہماری امیدوں کا مرکز ہیں اور مستقبل میں آسرا و سہارا اور آپ ماضی میں بھی ہمارے محسن تھے اور قطعاً جفا کاری اور بے وفائی سے آپ کا دامن وفا آلودہ و ملوث نہیں تھا۔ اس مرثیہ میں ندا یا رسول اللہ بھی ہے اور ان کا انت رجاء نا کہہ کر اظہار عقیدت بھی ہے لیکن کسی صحابیؓ نے اس کے سننے پر تیوری چڑھائی نہ چین بجبیں ہوئے اور نہ ان کے قول انت رجاء نا کو محل اعتراض قرار دیا۔
حضور انور ﷺ سے صحیح روایت کے ساتھ ثابت ہے کہ جس شخص کو امداد و تعاون کی ضرورت ہو تو یوں کہے یا عباد الله اعینونی و فی روایة اغیثونی اے اللہ تعالیٰ کے بندگان کرام میری مدد کرو اور میری فریاد کو پہنچو۔ یہ روایت حصن حصین میں اور شواہد الحق و آئینہ تصوف میں صحیح سند کے ساتھ نقل ہے۔

اگر صحابہ کرام سے کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں تو اس کوتاہی کی معافی بھی حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے معاف ہوئی ہے جیسا کہ غزوہ احد میں ہوا تھا کہ جب کچھ صحابہ کرام جن کی حضور ﷺ نے ایک خاص جگہ (درہ) پر ذمہ داری لگائی تھی اور مزید برآں تاکید فرمائی تھی کہ فتح ہو یا شکست تم نے ہرگز اپنی جگہ نہیں چھوڑنی لیکن ان میں سے

Marfat.com

کچھ حضرات نے مال غنیمت کے حصول کے لئے درہ کو چھوڑ دیا جس کے باعث کفار ومشرکین مکہ نے پیچھے سے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی انتشار پیدا ہو گیا اور بہت صحابہ کرام شہید ہو گئے حضور انور ﷺ نے منتشر صحابہ کرام کو اپنی طرف بلایا بعد ازاں وہ جم کر لڑے اور فتح پائی پھر اگلے دن جب جنگ احد سے واپس پلٹے تو حضور علیہ السلام نے ایک اور معرکے کی دعوت دے دی زخموں سے چور چور اور نڈھال جسم صحابہ کرام دوبارہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے اس جانثاری پر اللہ تعالیٰ اور حضور انور ﷺ کو ان پر رحم آیا باری تعالیٰ نے چاہا کہ احد والے دن صحابہ کرام سے جو خطائیں ہوئی تھیں مثلاً مال غنیمت اکٹھا کرنے کے لئے درہ چھوڑنا میدان جنگ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ کر چلے جانا جن سے لشکر اسلام کو بہت نقصان ہوا حتیٰ کہ رحمت حق ندائے مصطفیٰ ﷺ پر پہلے معرکے سے فراغت کے فوری بعد دوسرے معرکے کے لئے تیار ہو جانے اور جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر جانثاری کا مظاہرہ کرنے پر جوش میں آ گئی اور صحابہ کرام اس عظیم جانثاری پر انہیں معاف کرنے کا ارادہ فرما لیا تو اپنے حبیب سے فرمایا فاعف عنھم و استغفر لھم سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں۔ اور ان کے لئے بخشش مانگا کریں اس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ کی طرف سے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی مغفرت کی سفارش کی گئی گویا صحابہ کرام کو معافی کا پروانہ اس وقت تک جاری نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کے استغفار کا وسیلہ شامل نہ ہو جائے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ باری تعالیٰ اپنی شان جلالت کے مطابق معاف کرنے کا مالک ہے اور حضور انور ﷺ اس باب میں اس کے ماذون بندے ہیں مالک معاف فرمانا چاہتا ہے اور ماذون سے فرماتا ہے کہ میرے محبوب! میں تیرے صحابہ کو معاف فرمانا چاہتا ہوں پہلے تو انہیں معاف کر اور

Marfat.com

مجھ سے ان کی معافی کی درخواست کرتا کہ میں انہیں تیرے کہنے پر معاف کر دوں رب مالک ہو کر بھی اپنے اختیار خاص میں اپنے ماذون بندے کو کیسے اذن دے رہا ہے۔

امام قسطانی اپنی کتاب المواھب اللدنیہ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کے خادمین میں سے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں تکیہ' مسواک' نعلین اور وضو کے لئے پانی لے کر حاضر رہتے جب حضور انور ﷺ قیام فرماتے تو وہ آپ کو نعلین مبارک پہنا دیتے اور جب حضور انور ﷺ تشریف رکھتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے نعلین پاک اٹھا کر بغل میں دبا لیتے تھے۔ آگے یہی امام قسطلانی لکھتے ہیں نعلین پاک کی فضیلت' منفعت اور برکت جو بیان کی گئی ہے اس میں سے ایک وہ ہے جو صالح شیخ ابو جعفر بن عبدالجید نے بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعلین پاک کا نمونہ اپنے ایک طالب علم کو دیا ایک دن وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا کل میں نے نعلین پاک کو درد کی جگہ پر رکھا اور کہا اے اللہ! مجھے اس نعلین کے مالک ﷺ کی کرامات دکھا اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور میری بیوی فوراً صحت یاب ہوئی۔ (المواھب اللدنیہ ج۲ص ۴۶۶) حضور انور ﷺ کے نعلین پاک کی بابت ابو بکر احمد بن امام ابو محمد عبداللہ بن حسین قرطبی کہتے ہیں:

و نعل خضعنا هيبة لبائها	و انا متى نخضع لها ابدا نعلو
فضعها لى اعلى المفارق انها	حقيقتها تاج و صورتها نعل

ایسے جوتے کہ جن کے بلند و بالا عظمت کو ہم تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس عظمت کو تسلیم کر کے ہی ہم بلند ہو سکتے ہیں اس لئے انہیں بلند ترین جگہ پر رکھنا چاہئے کیونکہ درحقیقت یہ سر کا تاج ہے اگرچہ دیکھنے میں جوتے ہیں۔

Marfat.com

جب امام فخانی نے پہلی مرتبہ نعلین پاک دیکھے تو بے اختیار بول پڑے

ولو قیل للمجنون لیلیٰ و وصلها تـریـد ام الـدنـیـا ومـا فـی روایـهـا

لقال غبار من تراب نعالها احب الی نفسی و الشفالی بلائها

ترجمہ: اور اگر لیلیٰ کے مجنون سے پوچھا جاتا کہ تو لیلیٰ سے ملاقات اور مال وزر دنیا میں سے کس چیز کو ترجیح دے گا تو وہ بے اختیار پکار اٹھتا اس کی جوتیوں سے اٹھنے والی خاک مجھے اپنی جان سے زیادہ پیاری ہے اور اس کی مصیبتیں رفع کرنے کے لئے سب سے بہترین علاج ہے۔ نعلین پاک کے شرف وفضیلت پر مولانا شہاب الدین احمد مقری ن فتح المتعال فی مدح النعال نامی کتاب لکھی ہے۔ اشرف علی تھانوی نے نیل الشفاء بنعال المصطفیٰ نامی رسالہ مرتب کیا جو کہ ان کی کتاب زاد السعید میں پایا جاتا ہے۔ مولانا محمد ذکریا کاندھلوی شمایل ترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں نعل شریف کے برکات وفضائل مولانا اشرف علی تھانوی کے رسالہ زاد السعید کے آخر میں مفصل مذکور ہیں۔

جو سر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

حضور انور ﷺ کے نعلین پاک سے طلب شفا کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان نعلین پاک کی برکت سے بیماروں کو شفا سے نوازا یہ بھی وسیلہ ہے جو کہ حضور انور ﷺ کے نعلین پاک پر وسیلہ ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے اور اس روایت کو ابن سرینؒ نے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول ﷺ نے اپنا سر مبارک منڈوایا تو حضرت ابو طلحہؓ پہلے شخص تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے بال مبارک لئے۔ عثمان بن عبداللہ بن موھب بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا اسرائیل نے تین انگلیاں پکڑ کر اس پیالے کی طرح

Marfat.com

بنائیں جس میں نبی اکرم ﷺ کا موئے مبارک تھا اور جب کبھی کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (پانی کا) برتن بھیج دیتے میں نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو اس میں چند سرخ بال دیکھے۔ (بخاری)

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور انور ﷺ کے موئے مبارک چاندی کی بوتل میں تھے جب لوگ بیمار ہوتے تو وہ ان بالوں سے برکت حاصل کرتے اور ان کی برکت شفا پاتے اگر کسی کو نظر لگ جاتی یا بیمار ہو جاتا تو وہ اپنی بیوی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس برتن دے کر بھیجتے جس میں پانی ہوتا اور وہ اس پانی سے بال مبارک گزار دیتیں اور بیمار وہ پانی پی کر شفایاب ہو جاتا اور اس کے بعد موئے مبارک جلجل میں رکھ جاتا۔ (عمدۃ القاری ۲۲ صفحہ ۴۹)

حضور ﷺ کے پسینہ مبارک سے بھی صحابہ کرام تبرک حاصل کرتے صحیح البخاری میں حضرت ثمامہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضور انور ﷺ کے لئے چمڑے کا ایک گدا بچایا کرتی تھیں اور حضور انور ﷺ ان کے ہاں اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے (حضرت انسؓ کا) بیان ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سونے سے بیدار ہو کر اٹھ کھڑے ہوتے تو میں آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اور موئے مبارک جمع کر لیتا اور ان کو ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں لایا کرتا تھا۔ حضرت ثمامہ کا بیان ہے کہ جب حضرت انسؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگا دی جائے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خوشبو ان کے کفن کو لگا دی گئی۔ (صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۲۵۷)

صحیح مسلم میں حضرت ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ جعرانہ میں تشریف لائے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے آپ

Marfat.com

کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے ایک اعرابی آپ کے پاس آئے اور بولے اے محمد کیا آپ نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا۔ آپ نے اسے فرمایا خوش ہو جاؤ وہ بولا آپ نے بہت دفعہ کہا ہے کہ خوش ہو جاؤ آپ ﷺ غصے کی حالت میں حضرت ابوموسیٰ اور حضرت بلال کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس شخص نے میری بشارت کو رد کیا اب تم دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے (خوش خبری) قبول کی پھر آپ نے ایک پیالہ منگوایا اور دونوں ہاتھ سے چہرہ انور دھوئے اور اس میں کلی کی پھر فرمایا اسے پی جاؤ اور اپنے منہ اور سینے پر ڈالو اور خوش ہو جاؤ۔ ان دونوں نے پیالہ لیا اور ایسے ہی کیا جیسے آپ نے انہیں فرمایا تھا حضرت ام سلمہ نے ان کو پردے کے پیچھے سے آواز دی اپنی ماں کے لئے بھی اپنے برتنوں میں سے بچاؤ پس انہوں نے ان کے لئے بھی کچھ پانی رکھ لیا۔ (صحیح مسلم ج ۲ صفحہ ۳۰۳)

مسند احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ بن انیس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب میں حضور انور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کامیاب ہونے والا چہرہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس (خالد بن سفیان بن نبیح) کو قتل کیا ہے تو آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا پھر رسول ﷺ میرے ساتھ کھڑے ہوئے اور اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے اور مجھے عصا عطا کیا اور فرمایا اے عبداللہ بن انیس اسے اپنے پاس رکھ تو جب میں عصا لے کر لوگوں کے سامنے نکلا تو انہوں نے کہا کہ یہ عصا کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ میں نے کہا یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطا کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اسے پاس رکھو تو لوگوں نے کہا کیا تم اسے رسول اللہ ﷺ کو واپس نہیں کرو گے تم اس کے متعلق حضور انور ﷺ سے پوچھو؟ تو عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ عصا مبارک آپ ﷺ

Marfat.com

نے مجھے کس لئے عطا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا قیامت کے روز یہ تیرے اور میرے درمیان ایک نشانی ہوگی کہ جس دن بہت کم لوگ کسی کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں گے حضرت عبداللہ بن انیس نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور وہ ہمیشہ ان کے پاس رہتا یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا انہوں نے عصا کے متعلق وصیت کی تھی کہ اس کو میرے کفن میں رکھ دیں تو پھر ہم نے ان کو اکٹھے دفن کر دیا۔ (الطبقات الکبریٰ ج ۲ صفحہ ۵۰) یہ تمام واقعات جو تبرکات کے متعلق تھے وسیلہ پر منطبق ہے کہ کبھی صحابہ کرام حضور ﷺ کے لعاب دہن مبارک اور کبھی آپ کا جبہ مبارک اور کبھی آپ کا عصاء مبارک اور کبھی آپ کے موئے مبارک کو وسیلہ بناتے اور یہ تمام چیزیں اعمال میں داخل نہیں بلکہ ذات کے ساتھ ان تمام چیزوں کا تعلق ہے۔ اب فقیر مشاہیر اکابرین ملت کے خیالات وسیلہ کے متعلق قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ وہ مندرجہ ذیل ہے۔

توسل کے متعلق اکابرین ملت کا اظہار خیال

علامہ ابوالحسن علی تقی الدین سبکی شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام میں توسل کے متعلق یوں لکھا ہے کہ یاد رکھو حضور انور ﷺ کو وسیلہ بنانا اور حضور انور ﷺ سے مدد اور شفاعت چاہنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ امر مستحسن ہے اس کا جائز اور مستحسن ہونا ہر دین دار کے لئے ایک بدیہی امر ہے جو انبیاء رسولوں اور سلف صالحین اور علماء سے ثابت ہے اور کسی مذہب والے نے ان باتوں کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ کسی زمانہ میں ان چیزوں کی برائی کی بات کہی گئی حتیٰ کہ ابن تیمیہ پیدا ہوئے اور ان چیزوں کا انہوں نے انکار شروع کر دیا اور ایسی باتیں کہیں

Marfat.com

جن سے ایک بھولا بھالا مسلمان دھوکے میں پڑ جائے اور ایک ایسی نئی بات کہنی شروع کر دی جواب تک کسی نے نہ کہی تھی اور اس ابو جعفر منصور اور امام مالک والی مشہور حکایت پر بھی جرح شروع کر دی جس کو ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں اور اس کی صحت کو واضح کر چکے ہیں کہ امام مالک نے خلیفہ منصور سے کہا تھا حضور انور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کر۔ (شفاء السقام)

یہی امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں توسل کی تین قسمیں ہیں پہلی قسم توسل کی یہ ہے کہ صاحب حاجت حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے حضور انور ﷺ کے مرتبہ کے طفیل اور آپ کی برکت کے طفیل اللہ سے اپنی حاجات طلب کرے یہ بہر حالت جائز ہے۔ خواہ اس کا وقوع حضور انور ﷺ کے لباس بشری کے ظہور سے قبل ہو یا حضور انور ﷺ کی حیات طیبہ میں ہو یا حضور انور ﷺ کی وصال کے بعد ہر حالت میں اس کے جواز پر صحیح احادیث وارد ہیں۔ پہلی حالت یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کے لباس بشری کے ظہور سے قبل بھی وسیلہ بنائے گئے ہیں اور یہ کام انبیاء علیہم السلام سے سرزد ہوا ہے ہم ان احادیث میں سے پہلے اس حدیث کو بیان کرتے ہیں جس کو حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور اس پر صحت کا حکم لگایا ہے (شفاء السقام)

یہی مؤلف آگے تحریر کرتے ہیں حاکم نے اس حدیث کے ساتھ ابن عباس کی اس روایت کو بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت اپنی امت سے کہو جوان کو پائے ان پر ایمان لائے اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں جنت اور جہنم کو بھی نہ پیدا کرتا میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا اس پر میں نے لا الہ الا اللہ لکھا تو ٹھہر گیا۔ (شفاء السقام)

آگے مزید تحریر کرتے ہیں دوسری حالت توسل کی یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کی زندگی میں آپ کی ذات وسیلہ بنایا جائے اس کے ثبوت کے لئے وہ روایت کافی ہے جو امام

Marfat.com

ترمذی نے اپنی جامع کی کتاب الدعوات میں نقل کی ہے۔امام سبکی نے وہ نابینا والی صحابی کی روایت نقل کی ہے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ نے حضور انور ﷺ کے وصال کے بعد بھی اس دعا کا استعمال کیا ہے۔آگے تیسری حالت توسل کے متعلق لکھتے ہیں تیسری حالت توسل کی یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کے ساتھ آپ کے وصال کے بعد توسل کیا جائے۔طبرانی نے معجم کبیر کے پچاسویں جز میں عثمان ابن حنیف سے نقل کی ہے کہ آدمی اپنی ضرورت پوری کرانے کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کے چکر کاٹا کرتا تھا لیکن وہ اس کی طرف توجہ نہ کرتے تھے وہ آدمی عثمان ابن حنیف سے ملا اور ان سے اس بات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے اس سے فرمایا جا وضو کر اور پھر مسجد میں پہنچ کر دو رکعت نماز پڑھ اس کے بعد یہ دعا مانگ اے اللہ میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنے نبی محمد ﷺ کے واسطہ سے جو کہ نبی رحمت ہیں اے نبی میں آپ کے واسطہ سے متوجہ ہوں آپ کے رب کی طرف تاکہ وہ میری ضرورت پوری کر دے اور اپنی ضرورت کا تصور رکھنا پھر چل میں بھی تیرے ساتھ چلوں گا چنانچہ اس شخص نے عثمان ابن حنیف کے کہنے پر عمل کیا اور پھر حضرت عثمان غنی کے دروازے پر پہنچا تو دربار نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو لے جا کر حضرت عثمان غنی کے پاس ان کی مسند پر بٹھایا حضرت عثمان غنیؓ نے اس سے کہا تیری کیا حاجت ہے اس نے اپنی ضرورت بتائی تو انہوں نے وہ فوراً پوری کر دی اور فرمایا تو نے آج تک اپنی حاجت کا ذکر کیوں نہ کیا تھا تیری جو ضرورت ہوا کرے آ کر ہم سے کہہ دیا کر اب وہ شخص حضرت عثمان ابن حنیف کے پاس آیا اور اس کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگا وہ تو میری ضرورت کی طرف دھیان ہی نہ دیتے آپ نے ان سے کہا تو انہوں نے میری ضرورت پوری کر دی۔عثمان ابن حنیف نے قسم کھا کر کہا میں نے عثمان غنیؓ نے تیرے بارے میں

Marfat.com

کوئی سفارش نہیں کی ہاں میں حضور انور ﷺ کی مجلس میں تھا کہ ایک نابینا آیا اس نے دعا سے درخواست کی تو حضور انور ﷺ نے اس کو اس کو یہی دعا سکھائی تھی چنانچہ وہ فوراً بینا ہو گیا تھا میں نے تجھے وہی دعا سکھا دی۔ (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام) امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ وہی شخصیت ہیں جن کے بارے میں حافظ ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں یہ بات لکھی ہے کہ امام سبکی کے مجتہد ہونے پر علماء محققین کی اجماع ہے۔

حضرت امام یوسف النبہانی رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ العالمین فی معجزات سید المرسلین میں وسیلہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔ قد اتفق ائمة العارفين الهادين المهديين جيلا بعد جيل من عهده صلى الله عليه و آله وسلم الى الان على جواز التوسل به عليه الصلواة والسلام الى الله تعالىٰ لقضاء الحاجات فى حياته صلى الله عليه و آله وسلم و بعد الممات و قدصارمن المجربات ان من استغات به ﷺ الى الله تعالىٰ باخلاص و صدق التجاء تقضى حاجة مهما كانت ولم يحصل التخلف لاحد الا من ضعف اليقين و حصول التردد و عدم صدق الالتجاء وادلة ذالک و شواهده كثيره جدا مفصلة فى هذا الكتاب وغيره و حاصل ذالک كما قال السمهودى فى خلاصة الوفاء ان التوسل و التشفع به صلى الله عليه و آله وسلم و بجاهه و بركته من سنن المرسلين و سير السلف الصالحين (حجة الله العالمين ص ۸۱۴)

ترجمہ: بے شک علماء عارفین ہادین المہدیین حضور انور ﷺ کے زمانہ سے ابھی تک اس پر متفق ہیں کہ حاجات کو پورا کرنے میں حضور انور ﷺ کے ساتھ وسیلہ کے

Marfat.com

جواز پر اتفاق ہیں آپ کی زندگی میں اور بعد وصال کے اور یہ مجربات میں سے ہے جس نے حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اخلاص اور سچے التجا سے کہ اس کے درخواست بارگاہ الہیہ میں مقبول ہو اور کسی نے اس میں اختلاف نہیں کیا مگر وہ کرتا ہے جس کا یقین ضعیف اور شک میں واقع ہوا ایسا ہی سمھودی نے خلاصۃ الوفاء میں فرمایا ہے کہ توسل اور تشفع اور برکت حضور انور ﷺ کے ساتھ انبیاء اور سلف صالحین کی سنت ہے۔ امام یوسف النبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے جواھر البحار فی فضائل النبی المختار لکھی ہے جو کہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ وسیلہ پر آپ کی شہرہ آفاق کتاب شواھد الحق ہے جو مطالعہ کرنے کے قابل ہے تحقیقی کتاب ہے۔ اس کتاب میں تحریر کرتے ہیں منکرین توسل و استغاثہ نے جو محذورات اور اوہام اس ضمن میں ذکر کیے ہیں وہ سب شریعت حنفیہ سمحہ کے مزاج کے خلاف ہیں اور دین اسلام کے مقتضیات سے خارج اور نہ اہل اسلام میں سے کسی پر یہ امر مخفی ہے اور نہ ہی ان لوگوں پر جو غیر مسلم ہونے کے باوجود اس دین مبین کی معمولی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور اہل اسلام کے احوال سے باخبر ہیں کہ جمہور امت فقہاء و محدثین صوفیہ و متکلمین اور جمیع فرق اسلامیہ کے خواص اور عوام قولاً وعملاً حوائج دنیویہ واخرویہ میں استغاثہ وتوسل اور توجہ و تشفع بالنبی علیہ السلام پر متفق ومجتمع ہیں اور شدر حال استحباب اور زیارت نبوی کے لئے جواز سفر پر سب متفق ومتحد ہیں خواہ اقطار واکناف عالم سے ہی کیوں نہ ہو حتیٰ کہ یہ امر ان کے نزدیک ضروریات دین سے ہو چکا ہے نہ تو کوئی اس سے بے خبر ہے اور نہ ہی اس کا خلاف ان کے نزدیک قابل توجہ وتصور بلکہ اس کے خلاف کا توہم وتخیل بہت سے طلباء کو بھی نہیں ہوتا چہ جائے کہ اکثر عوام جن کو اس قسم کے معاملات کا خیال تک بھی دل میں نہیں گزرتا بلکہ ان کے نزدیک اس امر کے استحسان میں کسی مخالف کا وجود بھی قابل فہم نہیں

Marfat.com

ہے اور ہمیشہ سے امت محمدیہ کے خلاف اسلاف سے اور متاخرین متقدمین سے ان امور کا جواز بلکہ استحسان معلوم کرتے چلے آئے ہیں اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ امور افضل الطاعات اور اکمل العبادات سے ہیں۔ (شواھد الحق)

شواھد الحق میں ہے کہ ابوالجوزا تابعی سے مروی ہے کہ اہل مدینہ میں شدید ترین قحط کا شکار ہو گئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر در پیش پریشانی کی شکایت کی آپ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ کے حجرہ مبارکہ کا وہ حصہ جو مزار مبارک کے اوپر ہے اس کو کھول دو اور ایک اور روشن دان سا بنا دو تاکہ آسمان اور مزار پر انوار کے درمیان چھت کا حجاب و پردہ باقی نہ رہے اہل مدینہ نے اس طرح کیا تو اس قدر موسلا دھار بارش ہوئی اور بے اندازہ گھاس اُگی جانور اونٹ چر چر کر انتہائی فربہ ہو گئے حتیٰ کہ چربی کی وجہ سے ان کی کوہانیں پھٹ جاتی تھیں اس وجہ سے اس سال کو عام الفتق کہا جاتا ہے یعنی چربی والا سال ایسا ہی مشکوٰۃ شریف میں نقل کیا ہے (شواہد الحق)

حضرت مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے شرح الوقایہ کی شرح میں اس عبارت فیقول العبد المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعۃ عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ کے تحت لکھتے ہیں کہ آیت اور احادیث نبویہ اس پر دال ہیں کہ توسل اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ سے جائز ہے اور اس سلسلہ میں قرآن مقدس کی آیت وارد ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ اللہ تعالیٰ کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کے والد ماجد اور استاد محترم مولانا عبدالحلیم لکھنوی جو نور الانوار کی شرح قمر الاقمار کے مؤلف ہیں۔ مولانا عبدالحلیم نے ایک کتاب نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمان لکھی ہے اور اس میں حضور انور ﷺ کی زیارت روضہ منورہ کے متعلق دلائل کا انبار پیش کیا ہے حضور انور ﷺ کی زیارت۔ مومن

Marfat.com

مسلمان کے لئے صرف مستحب نہیں بلکہ قریب بواجب ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جذب القلوب شریف میں نقل کیا ہے کہ حضور انور ﷺ کو اللہ کے بارگاہ وسیلہ پیش کرنا ہر مومن مسلمان کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ اشعتہ اللمعات شرح مشکواۃ میں آپ نے جابجا وسیلہ کا ثبوت قرآن واحادیث نبویہ سے پیش کیا ہے۔ اگر وسیلہ شرک ہوتا تو شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کبھی بھی نہیں لکھتے حالانکہ وہ محدث ہے عام محقق نہیں بلکہ احادیثوں کے جاننے اور پہچاننے والا ہے۔

خلاصۃ الکلام اور الدرر السنیہ میں حضرت العلامہ سید احمد زینی وحلان مفتی شافعیہ مسجد الحرام لکھتے ہیں کہ امام ابن حجر مکی الخیرات الحسان فی مناقب النعمان میں لکھتے ہیں کہ جس وقت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ بغداد شریف میں مقیم تھے تو وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر توسل کرتے اور آپ کے مرقد منور پر حاضر ہوتے زیارت کرتے اور سلام کہتے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے بارگاہ عالیہ میں وسیلہ پیش کرتے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے۔ ایسا ہی امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ بھی امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کو وسیلہ ٹھہراتے۔ امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے الصواعق المحرقہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اہل بیت اطہار کو وسیلہ ٹھہراتے۔ وہ فرماتے

ال النبی ذریعتی

وھم الیہ الوسیلتی

ارجوبھم اعطیٰ عذا

بیدالیمین صحیفتی

یعنی خاندان نبی میرا ذریعہ ہے اور اللہ کے بارگاہ عالیہ وہ میرا وسیلہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ کل قیامت کے دن ان کی برکت میرا اعمال نامہ مجھے دائیں میں دیا جائے گا۔ امام سید زینی وحلان مفتی شافعیہ رحمتہ اللہ علیہ خلاصۃ الکلام میں تحریر

Marfat.com

کرتے ہیں کہ وسیلہ حضور انور ﷺ کا بعد وصال حنبلی مسلک میں جائز اور پسندیدہ کام ہے جب صحیح احادیث اس معاملہ میں وارد ہیں تو باقی تین مسلک حنفی، مالکی، شافعی۔ اس مسئلہ میں تمام کا ایک عقیدہ ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ ان مذاہب کے پیروکاروں نے کوئی چیز ایسی نہیں لکھی بلکہ اس مسئلہ سے کتابیں بھری ہوئی ہیں کہ زیارت کے آداب میں یہ ہے کہ اس کو وسیلہ بنایا جائے اور اس سلسلہ میں مخالف کی بات نہیں سنی جاتی اور امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے شفاء اسقام میں چار مذاہب کے پیروکاروں سے توسل کا استحباب درج کیا ہے۔ امام قسطانی مواھب اللدنیہ میں نقل کرتے ہیں ایک عربی روضہ مبارکہ کے ساتھ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بارگاہ الٰہ تم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بندوں لومعاف کرتے ہو میں تمہارا بندہ ہوں ار یہ تمہارا حبیب ہے تو مجھے اس اپنے حبیب ﷺ کی برکت سے جہنم سے آزادی دلا دے ہاتف نے آواز دی کہ تم اکیلے جہنم سے خلاصی چاہتے ہو اور دوسرے مومنوں کے لئے خلاصی نہیں چاہتے ہو۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ قبر مبارک حضور انور ﷺ کے قریب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا اللہ میں نے حضور انور ﷺ کے قبر کی زیارت کی مجھے اس جگہ ناامید واپس نہ فرما۔

ابن خدیک جو کہ ایسے تابعین میں سے ہیں جن پر اعتماد کیا جاتا ہے اور آپ سے صحیحین میں روایات نقل کئے ہیں تو اس کے متعلق میں نے صلحاء و علماء سے یہ روایت سنی ہے کہ اگر کوئی حضور انور ﷺ کے قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو جائیں اور یہ کہیں ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما صلی اللہ علیک یا محمد ستر بار پڑھے تو فرشتہ جواب دیتا ہے کہ تم پر بھی رحمت ہو اے فلاں تمہاری تمام حاجات

Marfat.com

پوری ہوئی۔ اس روایت کو مواہب میں ابن ابی فویک سے بیہقی سے نقل کیا ہے۔ امام نووی نے روس المسائل میں حافظ ابی موسیٰ اصفہانی سے روایت نقل کی ہے اور اس نے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے وہ فرماتے ہیں اگر کوئی کسی وقت حضور انور ﷺ کے روضہ منورہ پر حاضر ہو تو قبلہ کی طرف پشت کر کے قبر کی طرف منہ کرے اور درود بھیجے قبر کی طرف منہ کر کے حضور انور ﷺ پر۔ ابراہیم حربی نے مناسک میں نقل کیا ہے کہ قبلہ کی طرف زیارت کرنے والا پشت کرے اور قبر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور گریہ وزاری شروع کر دے۔ لغت کے بڑے امام عبداللہ بن مبارک روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا کہ ایوب سختیانی تشریف لائے تو میں نے دل میں کہا کہ یہ شخص اب کیا کرے گا تو میں نے دیکھا کہ اس نے قبلہ کی طرح وہ قبر منور کے قریب کھڑے ہوئے۔ مولانا عبدالغفور قریشی نقش بندی نے اپنی کتاب الدعوات الفضیلۃ میں مشکواۃ سے نقل کیا ہے کہ حضور انور ﷺ فتح کا طلب صعالیک المھاجرین سے فرمایا ہے۔ آگے لکھتے ہیں اہل سلوک میں مقبول الٰہی کے توسل سے دعا کرنا بکثرت شائع ہے اس حدیث سے اس کا اثبات ہوتا ہے اور شجرہ پڑھنا جو اہل سلوک کے یہاں معمول ہے اس کی بھی یہی حقیقت اور غرض ہے۔ پھر ابوداؤد شریف سے نقل کیا ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے ابغونی فی ضعفائکم یعنی مجھے ضعیفوں میں تلاش کرو کیونکہ تمہیں ان کی وجہ سے رز[ق] دیا جاتا ہے اور آپ سے مدد کی جاتی ہے ضعیفوں کے وسیلہ اور ذریعہ سے۔ (دعوات فضیل صفحہ ۱۳)

[مو]لانا نصیر الدین غور غشتوی فرماتے تھے کہ ہمارے مرشد زہر اور زہرناک چیزوں کے [دف]یہ رقیہ استعمال کرتے تھے الٰہی بحرمت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ الٰہی

Marfat.com

بحرمت دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ اور یہ اس کا معمول تھا۔ (البصار لمنکر التوسل باھل القابر)

عقائد علماء دیو بند میں ہے:

سوال: کیا وفات کے بعد جناب رسول ﷺ کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں اور تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین' شہداء اور اولیاء کا توسل بھی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں توسل انبیاء اولیا شہداء صالحین پر جائز ہے۔ (عقائد علماء دیو بند) آگے اسی کتاب میں ہے۔

اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کی قبروں اور سینوں سے باطنی فیضان پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔ (عقائد علماء دیو بند) حضور انور ﷺ کے روضہ مورہ میں حضور انور ﷺ کے قبر مبارک کی طرف منہ کر اور قبلہ کی طرف پشت کرنے سے متعلق لکھتے ہیں۔

سوال: کیا جائز ہے مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور حضرت کا وسیلہ دے کر حق تعالیٰ سے دعا کرنا؟

جواب: قبر شریف کی طرف منہ کر کے قبلہ کی طرف پشت کرے یا دونوں کو منہ کرنا جائز ہے اور قبر مبارک کی طرف منہ کرنا بہتر ہے۔ (عقائد علماء دیو بند)

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ کے قبر پر دعا کرنا ایسا ہے جس طرح مار گزیدہ کے لئے تریاق ہے۔ (اشعۃ اللمعات بحوالہ احیاء العلوم)

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں اولیاء کرام کی امداد کے متعلق فرمایا ہے

Marfat.com

اولیاء راهست قدرت از اله　　تیر جسته باز گرد اندز راه

اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ قدرت حاصل ہے کہ اگر تیر کمان سے نکلا ہو اس کو دوبارہ واپس کر سکتے ہیں۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ شیطان رجیم اس بات سے غافل تھا تو اس بات سے انکار کیا تو قبول حق سے صریح انکار کیا تو شیطان کی طرح منکر ہو جو اولیاء سے اور زیات القبور اور استمداد اولیاء سے منکر ہو تو ہم اللہ تعالیٰ سے اس سے بچنے کی دعاء کرتے ہیں نعوذ بالله من الخذلان۔ (روح البیان ج ۲ ص ۹۰)

حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ نے فرمایا ہے

خدا یه بحق بنی فاطمه　که بر قول ایمان کنم خاتمه

تفسیر صاوی شریف میں ہے۔ ارباباً ای بل نجهم و نقدهم انهم عبید مکرمون لا یعصون الله ما امرهم و یفعلون ما یؤمرون لا یضرون و لا ینفعون فنتوسل بهم الی الله لذالک لا یکونهم ارباباً (صاوی ج ۱ ص ۱۷۶)

ارباباً کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ ہم ان سے محبت رکھے اور ہم اس بات کا عقیدہ رکھے کہ یہ عزت والے بندے ہیں جو حکم ان کو ہوا ہے اس سے نافرمانی نہیں کرتے اور کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوا ہے وہ نہ ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع کہ ہم ان کو وسیلہ بناتے اللہ کی بارگاہ میں تو اس وجہ وہ خدا نہیں بن سکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفع اور ضر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اولیاء و انبیاء وسائل ہیں تو اس میں کون سا شرک ہے۔

ملا علی قاری نے حرز ثمین میں ابن انسی و ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلاة فلینا دیا عباد الله اجیبوا

Marfat.com

فان اللہ عبادا تحبسھا۔ جب تم میں سے کسی کا کوئی دابہ گم ہو جائے اور وہ ایسی زمین پر ہو جو بیابان ہو تو وہ آواز دے کہ اے خدا کے بندو! میری اس بات کی اجابت کرو کیونکہ اللہ کے بندے ایسے ہیں جو اس دابہ کو روکیں گے اور واپس کر دیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی سواری جنگل بیابان میں چھوٹ جائے تو اس کو پکارنا چاہئے۔

اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو اے اللہ کے بندو! میری سواری پکڑا دو کیونکہ اللہ سے بہت سے بندے اس زمین میں ہیں وہ اس کو پکڑا دیں گے۔ (المعجم الکبیر ۱۰ ص ۲۱۷)

محمود سعید ممدوح اپنی تصنیف رفع المنارۃ میں لکھتے ہیں یہ حدیث پاک مختلف طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے ضعف سے حسن کے درجے تک پہنچ چکی ہے جس پر ہمیشہ مسلمانوں کا عمل رہا ہے۔ (حاشیہ المطالب العالیہ ج ۳ ص ۲۳۹)

مجموع الزوائد میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے **ان للہ خلقا الحوائج الناس تفزع الناس الیھم فی حوایجھم اولئک الامنون من عذاب اللہ۔** (مجمع الزاوید ج ۸ ص ۱۹۲) بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخلوق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرمایا ہے لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لے آئے ہیں اور اللہ کے وہ خاص بندے ہیں جو عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الایضاح کے چھٹے باب میں مسئلہ توسل کا

Marfat.com

ذکر کیا ہے اس کے علاوہ انہوں نے کتاب الاذکار میں بھی ایسی دعائیں نقل کی ہیں جن سے توسل کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

مولانا عبدالرحمان جامی رحمتہ اللہ علیہ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں فرمایا ہے:

اگر نام محمد رانیا وردے شفیع آدم نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح ازغرق نجینا

یہ حضور علیہ الصلواۃ والسلام کے اسم مبارک کا اعجاز تھا کہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور کشتی نوح ہولناک طوفان کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہی۔

علامہ قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ میں فرماتے ہیں جب عام لوگ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو سب سے پہلے نقباء دعا کرتے ہیں پھر باری باری نجباء ابدال اخیار اور پھر عمد کی باری آتی ہے اگر ان کی دعا قبول ہو جائے تو ٹھیک ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر غوث دعا کرتے ہیں اور مطالبہ ختم ہونے سے پہلے ہی ان کی دعا قبول کر لی جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل وکرم ہے۔ (شرح الزرقانی ج ۷ ص ۴۸۷)

حافظ محمد زاہد کوثری نے اپنے مقالات میں توسل کے متعلق بحث کی ہے اور منکرین کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں ان کے قول کے مطابق انبیاء واولیاء سے ان کی زندگی میں اور بعد وصال دونوں صورتوں میں توسل نہ صرف جائز بلکہ قرون اولیٰ سے متداول چلا آرہا ہے۔

امام ابن الجوزی نے الصفوۃ میں ابراہیم بن اسحاق حربی کے بارے میں لکھتے ہیں وقبرہ ظاھر یتبرک بہ الناس اوران کی قبر عام ہے لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ مقالات کوثری میں حافظ عبدالغنی مقدسی حنبلی کے متعلق لکھتے ہیں کہ ان کے بازو کے اوپر والے حصہ پر ورم ہو گیا تو انہوں نے متاثرہ حصہ امام احمد

Marfat.com

بن حنبل کی قبر مبارک پر رگڑا جس سے وہ بالکل ٹھیک ہوا۔ (مقالات کوثر ص ۳۸۱)
الاستیعاب میں ابن البر لکھتے ہیں کہ مزار حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے لوگ استشفاء طلب کرتے ہیں۔ جب ابو ایوب بیمار ہوئے اور مرض نے شدت اختیار کی تو وصیت کی اذا انا مت فاحملونی فاذا صا ففتم العدو فادفنونی تحت اقدا کم ففعلوا۔ (الاستعاب ج ا ص ۲۰۴) جب میں فوت ہو جاؤں تو میری میت ساتھ اٹھا لینا پھر جب دشمن کے سامنے صف آرا ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آگے لکھتے ہیں و قبر ابی ایوب قرب سورھا معلوم یستقون به فیسقون (الاستیعاب)
حضرت ابو ایوب کی قبر قلعہ کی فصیل کے قریب ہے اور سب کو معلوم ہے وہاں پہنچ کر لوگ بارش کے لئے دعا کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔
حضرت مجاہد فرماتے ہیں جب بھی قحط پڑ جائے تو اظہار وسیلہ کے لئے لوگ قبر کھول دیتے ہیں یہیں بارش ہو جاتی ہے۔
شیخ محمد بن علوی مالکی نے اپنی کتاب مفاہیم یجب ان تصحح میں توسل پر سیر بحث کی ہے اس کے علاوہ اپنی کتاب شفاء الفواد بزیارت خیر العباد میں بھی توسل پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے مسئلہ وسیلہ کو واضح کیا ہے اور اس کا جواز ثابت کیا ہے۔
حضرت سید احمد بن زینی دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے فتنۃ الوھابیہ اور الدرر السنیہ والخلاصۃ الکلام میں مفصل بحث کی ہے اور وسیلے کے جواز کو ثابت کیا ہے۔ امام نور الدین علی قاری نے شرح شفا میں مسئلہ توسل پر بحث کی ہے اور اس کا جواز ثابت کیا ہے۔
علامہ محمد بن علی شوکانی نے تحفۃ الذاکرین میں نبی اکرم ﷺ کو وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ پیش کرنے کا جواز ثابت کیا ہے۔

Marfat.com

علامہ احمد شہاب الدین خفاجی نے الشفاء کی شرح نسیم الریاض شرح الشفاء لقاضی عیاض میں مسئلہ توسل کا جواز ثابت کیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے امام اعظم ابوحنیفہ کو وسیلہ بنا کر یوں فرمایا ہے وانی اسالہ تعالیٰ متوسلا الیہ بنبیہ المکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و باھل طاعۃ من کل ذی مقام علی معظم و بقدو تنا الامام الاعظم ان یسھل علی ذالک من انعامہ و یعیننی علی اکمالہ و اتمامہ (ردالمحتار ج ا ص ۳) اور میں حضور انور ﷺ کو اور عالی مرتبت فرمانبردار بندوں کو اور خاص طور پر ہادی برحق امام اعظم کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ وہ اپنے احسان سے یہ مشکل آسان کردے اور اسے مکمل کرنے کی توفیق بخشے۔ علامہ شامی نے اپنی کتاب کی مقبولیت کے متعلق تحریر کیا ہے وکان الاذن للشارح حصل منہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صریحا بروية منام او بالھام و ببرکۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاق ھذا شرح علیٰ غیرہ۔ (ردالمحتار علی الدر المختار ج ا ص ۹) اور شارح کو واضح طور حضور انور ﷺ کے ساتھ اذن حاصل ہوا تھا حضور انور ﷺ کی برکت ہی کے باعث یہ شرح سب پر غالب ہوئی۔

عیسیٰ بن عبداللہ الحمیری التامل فی حقیقۃ التوسل میں لکھتے ہیں المبحث بالانبیاء والصالحین بذوات الانبیاء والصالحین التوسل بالا نبیاء والصالحین ثابت بالا دلۃ الشرعیۃ الکثیرۃ و ھو کان یقول الانسان اللھم انی اسئلک و اتوسل الیک بجاہ فلان او حق فلان ان ترحمنی او انی اسئلک بغلان ان تقضی حاجتی و نحوذ الک (التامل ص ۳۲۵) میں کہتا ہوں (امام سبکی) بے شک توسل حضور

Marfat.com

انور ﷺ پر ہر حال میں جائز ہے۔

امام شمس الدین محمد بن العلامہ شہاب الدین احمد الرملی یقول بجواز الا ستغاثۃ بالانبیاء والاولیاء (التامل فی حقیقۃ التوسل ص ۴۲۶) امام شمس الدین محمد بن شہاب الدین رملی فرماتے ہیں کہ استغاثہ انبیاء اولیاء سے جائز ہے۔

امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے عہود المحمدیہ میں فرماتے ہیں وقد سمعت سیدی علیا الخواص رحمة الله یقول اذا سالتم الله حاجة فاسالوه بمحمد صلی الله علیه وآله وسلم وقولوا اللهم انا نسالک بحق محمد ان تفعل لنا کذا و کذا فان لله ملکا یبلغ ذالک لرسول الله صلی الله علیه وآله سلم ویقول له ان فلانا سال الله تعالیٰ بحقک فی حاجة کذا و کذا (التامل ص ۴۳۹) میں نے سید علی خواص سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرتے ہو تو وہ حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے طلب کرو اور کہو یا اللہ ہم محمد ﷺ کے وسیلہ سے تم سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارا فلاں فلاں کام کردے بے شک اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ فلاں نے اللہ تعالیٰ سے آپ کے وسیلہ سے سوال کیا ہے۔ آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب سے اس شخص کے سوال کے متعلق درخواست کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی درخواست منظور کر لیتا ہے کیونکہ حضور انور ﷺ کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا اور ایسا ہی تمہارے سوال جو تم اللہ سے کرتے ہو اولیاء کرام کا وسیلہ پیش کرو کیونکہ ملائک ان کو یہ پہنچا دیتے ہیں تو وہ ان کے حق میں سفارش کرتے ہیں۔

انوار البہیہ فی الاستغاثۃ عن خیر البریہ میں سید برھان الدین قادری مہاجر مدینہ طیبہ

Marfat.com

لکھتے ہیں الحاصل چونکہ امر آخرت اہم اور دائمی ہے اس کی درستی کے لئے خدا نے اولاد بالذات خدا نے انبیاء علیہم السلام کو ہمارا وسیلہ کیا کہ ان کے وسیلہ سے ہمارے امور اخروی اور دینی درست ہو جائے اور جن امور سے کہ آخروی اور دینی کاموں میں ہم کو نقصان پہنچتا ہے اس سے ہم بچیں اور امور آخرت جس سے درست ہوتی ہیں اس کو ہم اختیار کریں اور اس پر عمل کریں پس بہ تبعیت آخرت انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے جو دلائل ان کی نبوت کی ہیں ہم دنیا میں ان کے وسیلہ سے منافع حاصل کریں پس منافع دارین جو بوسیلہ انبیاء علیہم السلام کے ہم کو حاصل ہوتے ہیں اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا مستجاب فرماتا ہے دوسرا یہ ہے کہ ان کو قوت اور ہمت سرفراز فرماتا ہے کہ اس قوت و ہمت و ہبیہ حق سے وہ ہمارا انجاح مرام فرماتے ہیں خواہ وہ عالم شہادت میں ہو یا عالم برزخ میں۔ (انوار البہیہ ص ۵)

یہی مؤلف آگے مزید لکھتے ہیں استعانت اور استمداد اور استغاثہ ساتھ ندا کرنے اسم پاک حضرت سید المرسلین ﷺ اور باسماء آپ کے تابعین کے جو آپ کے آل کرام اور اصحاب عظام اور اولیاء عالی مقام ہیں خصوصاً باسم پاک جناب سید المرسلین ﷺ اعظم وسائل حصول مقاصد داری ہی شرقاء و غربا خلائق بوجہ ندا باسم مبارک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ جو اپنے مقاصد سے کامیاب ہوئے اور ہوتے ہیں اس کے بیان میں جو کتب کثیرہ حضرت کے احوال میں تصنیف ہوئے مملو ہیں۔ علاوہ اس کے جو لوگوں کو اس امر کا تجربہ ہوا اور ہوتا جاتا ہے یا اس کے بھی بعد حاصل کرنے رسوخ عقیدت کے ندا باسم مبارک حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے بوقت حاجت کیا جائے فوائد اس کے از قسم بدیہات کے معلوم ہوسکتے ہیں۔ جواز ندا باسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ احادیث

Marfat.com

اور عمل صحابہ اور اجماع امت سے ثابت ہے چنانچہ اس کا بیان آئندہ تفصیلا اور تصریحا کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ اب مختصر پہلے اس امر کا بیان کرتا ہوں کہ باوجود جواز ندا اور اعانت اور استغاثہ باسماء مقربان الٰہی از روئے احادیث اور اجماع امت اور اعمال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ابتداء انکار اس کا کب شائع ہوا اور کون شخص اس امر کا بانی ہے۔ امام تقی الدین سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب شفاء السقام میں فرماتے ہیں اعلم انہ یجوز و یحسن التوسل و الا استعانة والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی ربہ سبحانہ تعالیٰ و جواز ذالک و حسن من الامور المعلومة لکل ذی دین المعروفة من الانبیاء المرسلین و سیر السلف الصالحین و العلماء و العوام من المسلمین ولم ینکر احد من اهل الادیان ولا سمع به فی زمن من الازمان حتی جاء ابن یتمیة فتکلم بذالک بکلام یلبس فیه علی الضرر والاغماز وابتدع مالم یسبق الیه فی سائر الاعصار. ترجمہ جان لو بے شک کہ جائز ہے اور بہتر ہے وسیلہ کرنا اور فریاد چاہنا اور شفاعت چاہنا حضور انور ﷺ کے ساتھ اپنے رب سے تو یہ جائز اور بہتر ہے اور یہ بات ان امور سے ہے جو ہر دین والے کو معلوم ہے اور جانی گئی یہ بات انبیاء اور مرسلین صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اور کسی نے اہل ادیان سے انکار نہیں کیا اور نہ کسی اہل زمانہ نے اہل زمانہ سے اس بات کو سنا یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا پس اس نے اس بات میں کلام کیا اور اپنے کلام سے ان لوگوں کو دھوکہ دیا جو ضعیف الاعتقاد اور علم سے ناآشنا تھے اور امر نو ایجاد کیا جو اس سے پہلے کسی نے اس بات پر سبقت کسی زمانہ میں نہیں کیا۔ (انوار البہیہ فی الاستعانۃ من خیر البریہ ص ۳۴)

Marfat.com

براءة الاشعرین من عقائد المخالفین میں ابی حامد بن مرزوق رحمتہ اللہ علیہ توسل کے متعلق فرماتے ہیں ان التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جائز فی کل حال قبل حلقہ و بعد خلقہ فی مدۃ حیاتہ فی الدنیا و بعد موتہ فی مدۃ البرزخ و بعد البعث فی عرصات القیامۃ و الجنۃ (براءۃ الاشعرین ج ا ص ۲۵۸)

بے شک توسل حضور انور ﷺ پر جائز ہے ہر حال میں آپ کے لباس بشری کے ظہور سے قبل اور بعد آپ کی زندگی دنیا میں اور وصال کے بعد برزخ میں اور بعث کے بعد اور قیامت اور جنت میں ہر حال میں جائز ہے۔ حضرت سید محمد ابی الھدی افندی نے کتاب قلادۃ الجواھر فی ذکر الغوث الرفاعی و اتباعہ الاکابر میں لکھتے ہیں واما التوسل الی اللہ عزو جل با نبیائہ و اولیائہ فھو سیرۃ السلف۔ وسیلہ پیش کرنا انبیاء اولیاء کا یہ سلف کی سیرت ہے۔

علامہ عبدالغنی نابلسی سے فرمایا ہے کہ ابوالعز احمد بن العجمی کا فتویٰ ہے کہ یا سیدی احمد و یا سیدی فلاں کہنا قطعاً شرک و کفر نہیں ہے کیونکہ مقصود قائل محض توسل اور استغاثہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا اتقو اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جناب باری میں وسیلہ تلاش کرو۔

حضرت العلامہ شیخ نابلسی نے اپنی کتاب جمع الاسرار فی منع الاشرار عن الطعن فی الصوفیۃ الاخیار میں ارشاد فرمایا۔

سوال: حضرت علامہ شہاب الدین رملی سے سوال کیا گیا کہ عوام شدائد و مصائب میں مبتلا ہو جانے پر یا شیخ فلاں وغیرہ کہتے ہیں آیا یہ جائز ہے؟

جواب: تو انہوں نے فرمایا انبیاء و مرسلین علیھم الصلوٰۃ والتسلیم اور اولیاء و صالحین

Marfat.com

کے ساتھ استغاثہ جائز ہے شیخ عبدالغنی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول یـــا ایھـــا الـذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی جناب میں رسائی اور حاجت روائی کے لئے وسیلہ کی طلب و تلاش کرو بھی جواز پر دال ہے اور ہی ہاں سے توسل ار استغاثہ کا ثبوت صراحۃ لازم آرہا ہے۔(شواھد الحق)

عبدالغنی مجدی نے حاشیہ ابن ماجہ میں حدیث عثمان بن حنیف کے تحت لکھتے ہیں کہ وسیلہ بذوات فاضلہ اس حدیث سے ثابت ہے۔(حاشیہ ابن ماجہ)

علامہ عبدالحیٔ شرنبلالی حنفی کا فتویٰ بہ جواز توسل و استغاثہ کے متعلق لکھتے ہیں انبیاء کرام اور اولیاء عظام سے توسل جائز و مشروع ہے کیونکہ کسی مسلمان کے حق میں یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ سید احمد رفاعی یا دیگر اولیاء کے متعلق کسی مصلحت و منفعت کے ایجاد کرنے کا اعتقاد رکھتا ہو یا دفع مضرت اور حل مشکلات کے ایجاد و تخلیق کا مگر ارادہ باری تعالیٰ اور اس کی ایجاد و تخلیق اور تعلق سے اور مسلمان کے کلام کو جب تک معنیٰ صحیح پر اور کفر و شرک سے بعید مقاصد و مطالب پر محمول کرنا ممکن ہو اسی معنیٰ و مقصد پر محل کرنا لازم و واجب ہوتا ہے۔(شواھد الحق)

حضرت العلامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری من عقائد اھل السنۃ میں لکھتے ہیں الـکـلام علی جواز التوسل قال اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللـہ وابتـغـوا الیہ والوسیلۃ ھذہ الایۃنس صریح فی جواز اتخاذُ الـوسـیـلـۃ مـظـاھـر انھا مطلقۃ شاملۃ للاعمال الصالخہ والذوات الـصـالحۃ ولا یصح قصرھا فی الاعمال نظرا الی حدیث اصحاب الغار فان ذالک الحدیث لایدل علی الحصر (من عقائد اھل سنۃ ص 111)

Marfat.com

توسل کے جواز پر کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو یہ آیت نص صریح ہے کہ وسیلہ پکڑنا جائز ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ مطلق ہے اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ کے لئے شامل ہے اور یہ صحیح نہیں کہ اعمال صالحہ پر مقید کیا جائے اور حدیث غار والا حصر پر دلالت نہیں کرتا۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں توسل کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔ کاش میری عقل اِن لوگوں کے پاس ہوتی جو لوگ اولیاء اللہ سے استمداد اور ان کی امداد کا انکار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجت کو طلب کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ اپنے اس مکرم بندہ پر جو رحمتیں فرمائی ہیں اور اس پر جو لطف و کرم کیا ہے اس کے وسیلہ سے میری اس حاجت کو پورا فرما کہ تو دینے والا کریم ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس اللہ کے ولی کو ندا کرتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے بندہ خدا اور اے اللہ کے ولی میری شفاعت کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کرے اور میری حاجت برلائے سو مطلوب کو دینے والا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے اور قادر و فاعل اور اشیاء میں تصرف کرنے والا حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اولیاء اللہ تعالیٰ کے فعل سطوت' قدرت اور غلبہ میں فانی اور ہالک ہیں اور ان کو اب قبر میں افعال پر قدرت اور تصرف حاصل ہے اور نہ اس وقت قدرت اور تصرف حاصل تھا جب وہ زندہ تھے اور امداد و استعداد کا جو معنی میں نے ذکر کیا ہے اگر موجب شرک اور غیر اللہ کی طرف توجہ کو مستلزم ہوتا جیسا کہ منکر کا زعم فاسد ہے تو چاہیے یہ تھا کہ صالحین سے

Marfat.com

طلب دعا اور توسل زندگی میں بھی ناجائز ہوتا حالانکہ یہ بجائے ممنوع ہونے کے بالاتفاق جائز اور مستحسن و مستحب ہے اور اگر منکر یہ کہے کہ موت کے بعد اولیاء اللہ اپنے مرتبہ سے معزول ہو جاتے ہیں اور زندگی میں جو فضیلت و کرامت انہیں حاصل تھی وہ باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے؟ اور اگر یوں کہے کہ بعد موت کے وہ ایسی آفات و بلیات میں مبتلا ہوئے کہ انہیں دعا وغیرہ کی فرصت نہ رہی تو یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے اور نہ اس پر دلیل ہے کہ اولیاء کے لئے ابتلائے قیامت تک رہتا ہے زیادہ سے زیادہ جو کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر اہل قبر سے استمداد سود مند نہیں ہوتی بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ بعض اولیاء جذب و استغراق کی کیفیت میں ہوں اور عالم لاہوت کے مشاہدہ میں اس طرح منہمک ہوں کہ اس دنیا کے حالات کی طرف توجہ اور شعور نہ رہے تو وہ اس دنیا میں تصرف نہ کریں جیسا کہ دنیا میں بھی اولیاء اللہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں ہاں اگر اولیاء اللہ کے حق میں زائرین کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ مدد کرنے میں مستقل ہیں اور اللہ کی جانب سے توجہ کئے بغیر بطور خود ذاتی قدرت سے امداد کرتے ہیں جیسے بعض جہلا کا عقیدہ ہے کہ وہ قبر کو بوسہ دیتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یہ تمام افعال ممنوع اور حرام ہیں اور ناواقف عوام کے افعال کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ خارج از بحث ہے اور عارف بشریعت و عالم بہ احکام دین ان تمام منکرات سے سخت بیزار ہیں اور مشائخ اور اہل کشف سے ارواح کاملہ سے استفادہ کے بارے میں کچھ مروی ہے وہ حصر سے خارج ہے اور ان کی کتابوں میں مشہور اور مذکور ہے حاجت نہیں کہ ہم اس کا ذکر کریں اور ممکن ہے کہ وہ منکر متعصب کو فائدہ نہ دے اللہ تعالیٰ ہم کو اس بد عقیدگی سے محفوظ رکھے۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۰۱)

شیخ محمود الحسن ایاک نستعین کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کریں تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔
(حاشیہ القرآن الحکیم ص۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی تحریر کرتے ہیں: اور حقیقی طور پر اللہ کے سوا کسی کو حاجت روا نہ سمجھے اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے کسی نبی یا ولی وغیرہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اس کے منافی نہیں۔ (معارف القرآن مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

شیخ محمد سرفراز خان صفدر لکھے ہیں یہاں ہم صرف المھند کی عبارت پر اکتفاء کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے نزدیک ایک اجماعی کتاب کی حیثیت رکھی ہے۔

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء واولیاء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد الوفات کے بایں طور کہے کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا ہے آج کل لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھے۔ (تسکین الصدور ص ۴۳۱)

شیخ اشرف علی تھانوی امام طبرانی اور بیہقی کے حوالوں سے حضرت عثمان بن حنیف کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں (ف) اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایت بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل

Marfat.com

میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔ (نشر الطیب ص۲۵۴)

توسل کے متعلق بعد از وصال کے غیر مقلد شیخ وحید الزمان کا نظریہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ وہ تحریر کرتے ہیں۔ جب دعا میں غیر اللہ کے وسیلہ کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کی تھی وہ نبی ﷺ کے وسیلہ سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے انہوں نے حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے اس لئے دعا کی تا کہ حضرت عباس کو لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک کریں اور انبیاء علیھم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس طرح شہداء اور صالحین بھی زندہ ہیں اس طرح شہداء اور صالحین بھی زندہ ہیں ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعویٰ کیا پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا کہ بطور عبادت نبی ﷺ سے استعانت کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اس دعا میں یہ الفاظ تھے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حدیث کو امام بیہقی نے سند متصل کے ساتھ راویوں سے روایت کیا ہے کاش میری عقل ان منکرین کے پاس ہوتی جب کتاب اور سنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو صالحین کے وسیلہ کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا اور امام جزری نے حصن حصین کے آداب دعاء میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہئے اور ایک حدیث میں ہے یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں سید نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے موضوع نہیں ہے امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

Marfat.com

ایک حدیث میں ہے میں تیرے نبی محمد ﷺ اور موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اس کو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں اور علامہ طاہر پٹنی نے مجمع بحار انوار میں ذکر کیا ہے۔ اور امام حاکم امام طبرانی اور امام بیہقی نے ایک حدیث میں حضرت آدم کی اس دعا کو روایت کیا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے بحق محمد سوال کرتا ہو اور ابن منذر نے روایت کیا ہے اے اللہ تیرے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو وجاہت اور عزت ہے میں اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں علامہ سبکی نے کہا ہے کہ وسیلہ پیش کرنا مدد طلب کرنا اور شفاعت طلب کرنا مستحسن ہے علامہ قسطلانی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کے وسیلہ سے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آہ وزاری کرنے کا متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تھا حتیٰ کہ ابن تیمیہ آیا اور اس نے انکار کیا قاضی شوکانی نے کہا کہ انبیاء میں سے کسی نبی اولیاء میں سے کسی ولی اور علماء میں سے کسی عالم کا بھی وسیلہ پیش کرنا جائز ہے جو شخص قبر پر جا کر زیارت کرے یا فقط اللہ سے دعا کرے اور اس میت کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے فلاں بیماری سے شفاء دے اور میں اس نیک بندے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں تو اس دعا کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ (ہدیۃ المھدی ص ۴۷)

حضرت العلامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں: ایمان نیک اعمال، عبادات، پیروی سنت اور گناہوں سے بچنا یہ سب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ وذریعہ ہیں اور مرشد کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار دے دل میں یاد الٰہی کی تڑپ پیدا کر دے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شبہ کر سکتا ہے کاملین امت نے ایسے مرشد کی تلاش میں سینکڑوں ہزاروں کوس کی مسافت کو پا پیادہ طے کیا ہے اور ان کی

Marfat.com

رہنمائی اور دستگیری سے آسمان معرفت وحکمت پر مہر و ماہ بن کر چمکے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے۔ (قول جمیل) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے اسماعیل دہلوی کو بھی لکھنا پڑا۔ اہل سلوک ایں آیت را اشارت بسلوک می فہمند و وسیلہ مرشد رامے دانند پس تلاش مرشد بنا بر فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاہدہ ضروری است و سنت اللہ برہمین منوال جاری است لہذا بروں مرشد راہ یابی نادر است (صراط مستقیم) یعنی سالکان راہ حقیقت نے وسیلہ سے مراد مرشد لیا ہے پس حقیقی کامیابی اور کامرانی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ ریاضت سے پہلے تلاش مرشد ازبس ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے سالکان راہ حقیقت کے لئے یہی قاعدہ مقرر فرمایا ہے اس لئے مرشد کی راہ نمائی کے بغیر اس کا ملنا شاذ و نادر ہے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم　　تا غلام شمس تبریزی نہ شد

(رومی)

دم عارف نسیم صبح دم ہے　　اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے

(اقبال)

یہی مفسر آگے تحریر کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے وسیلہ تلاش کرنے کے علاوہ ہر دم مصروف جہاد رہنا بھی ضروری ہے جہاد اصغر بھی اور جہاد اکبر بھی اور نفس امارہ سے بھی اور ان تمام نظریات اور افکار سے بھی جو کسی حیثیت سے اسلامی عقائد اور مسلمات سے ٹکراتے ہیں تب جا کر فلاح و کامرانی نصیب ہوگی۔

چوں گویم مسلمانم بلرزم　　کہ دانم مشکلات لا الہ راہ

(اقبال)

Marfat.com

حضرت العلامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں فرمایا ہے قال السبکی و یحسن التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی ربہ ولم ینکرہ احد من السلف والخلف الا ابن تیمیۃ فابتدع مالم یقلہ عالم قبلہ (الشامیہ ج ۵ ص ۳۵)

امام سبکی نے فرمایا ہے کہ حضور انور ﷺ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرنا مستحسن ہے اور سلف وخلف میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا تھا سوا ابن تیمیہ کے وہ مبتدع ہوا کہ اس سے قبل کسی عالم نے یہ نہیں کہا تھا۔ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں مفتی عزیز الرحمان لکھتے ہیں کہ اس طرح مانگنا درست ہے کہ یا اللہ ببرکت اپنے نیک بندوں میری حاجت پوری فرما۔ (فتاوی دیوبند ج ۵ ص ۳۳)

بریقہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے ویجوز التوسل الی اللہ تعالیٰ والاستغاثہ بالانبیاء والصالحین بعدموتہم (بریقہ ج ۱ ص ۲۷) مولانا گل رحمان الرسالۃ الحقانیہ العالیہ میں لکھتے ہیں۔ التوسل بالصالحین الموتی مشروع کما فی قولہ تعالیٰ و کان ابو ھما صالحا (الرسالۃ الحقانیہ ص ۱۹) توسل صالحین پر جو وصال کر چکے ہوں گے جائز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس پر دال ہے کہ ان کے دونوں بچوں کے والد نیک تھے معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں غیر مادی اسباب کے ذریعہ کسی نبی یا ولی سے دعا کرنا مدد مانگنا یا ان کا وسیلہ دیگر براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا روایات احادیث و اشارت قرآن سے اس کا بھی جواز ثابت ہے۔ انبیاء واولیاء کو وسیلہ بنانا نہ مطلقا جائز ہے اور نہ مطلق ناجائز اگر کسی کو مختار مطلق سمجھ کر وسیلہ بنایا جائے تو شرک وحرام ہے اور محض واسطہ اور ذریعہ سمجھ کر کیا جائے تو جائز ہے اس میں عام طور پر لوگوں میں افراط وتفریط کا عمل نظر آتا ہے۔ (معارف القرآن ج ۲ ص

Marfat.com

۴۶) مفتی شفیع نے محض واسطہ اور ذریعہ کو جائز قرار دیا ہے تو ہمارا دعویٰ تو صرف واسطہ اور ذریعہ کے جواز اور استحسان پر ہے۔

مولانا محمد قاسم الیاسینی فتاویٰ قاسمیہ میں لکھتے ہیں۔ استمداد و استفاضہ از انبیاء و اولیاء کرام اہل ممات کہ در حالت حیات خود نیز لائق امداد و افاضہ بودند جائز و مشروع است واز قرآن وحدیث واقوال علماء راسخین ثابت۔ (فتاویٰ قاسمیہ ج ا ص ۴۲) استمداد اور استفاضہ انبیاء و اولیاء کرام سے جو وصال فرما چکے ہیں ثابت ہے جس طرح زندگی میں ان سے امداد و افاضہ جائز تھا اسی طرح جائز اور مشروع ہے اور قرآن و احادیث بنویہ و اقوال علماء راسخین سے ثابت ہیں۔ طریقۃ الراشدین و حجۃ المسترشدین میں مولوی غوث محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قال فی جامع الاصول فی آداب الذکر و یتوسل الی مرشده یشفع به عندربه ویلاحظ کانه ناظر الی المرشد بین عینیه امابالروية لو من اهلها او با الايقان والجد ان الشيخ واسطه بينه و بين ذاته الجليله لقوله تعالىٰ وابتغوا اليه الوسيلة (طریقۃ الراشدین ص ۶۹) جامع الاصول میں آداب الذکر کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ اس ذکر کے لئے اپنے مرشد کو وسیلہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں وسیلہ بنائے اور اپنے مرشد کو شفیع بنائے اور دیکھے گویا مرشد کو دیکھ رہا ہے آنکھوں سے اگر چہ اس کے خاندان سے ہو یا ایقان اور وجد سے کیونکہ مرشد اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے وابتغوا الیہ الوسیلۃ الخ۔ آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں من اراد القراب الى الله تعالىٰ لا يمكنه القرب الا بوسیلۃ الخ۔ آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں من ارادالقرب الى الله تعالىٰ لا يمكنه القرب الا بوسيلة الشيخ العارف۔ (طریقۃ الراشدین ص

Marfat.com

۶۹) جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ارادہ رکھتا ہو تو شیخ عارف کے وسیلہ کے بغیر ممکن نہیں۔

مجدد الف ثانی اپنی مکتوبات کے پچاسویں مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں طلب پیرزادہ بین وراہ نما نماید کہ وسیلہ تواند شد نیز مامور شرعی است قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (مکتوبات شریف) راہ بینی وراہ نمائی کے لئے پیر کی تلاش ضروری ہے تو یہ مامور شرعی ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ اللہ تعالیٰ کے لئے وسیلہ تلاش کرو۔

عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ میں لکھتے ہیں المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعة الخ ای المتقرب الی الله تعالیٰ من التوسل بمعنی نزدیکی جستن و وسیله خواستن و فیه امثال لقوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا اتقوا الله و ابتغوا الیه الوسیلة و دلت الاحادیث علی جواز التوسل بالاعمال الصالحة والذوات الفاضلة. (عمدۃ الرعایہ فی حل شرح الوقایہ) وسیلہ پیش کرنے والا بہت قوی واسطہ سے کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ وسیلہ کے ذریعے قرب حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ سے تو توسل کا معنی قریب ترین راستہ تلاش کرنا اور وسیلہ چاہنا اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے وسیلہ تلاش کرو تو احادیث اس پر دال ہیں کہ توسل اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ جائز ہے۔

جامع المنقول والمعقول محمد عبدالحکیم دھلوی ھدیۃ الحرمین میں لکھتے ہیں۔ الباب الحادی عشر فی الاستمداد عن اهل القبور فی فتاوی زاد اللبیب و خزانة الجلالی قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم اذا تحیر تم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور. (ھدیۃ الحرمین ص ۴۳)

Marfat.com

باب گیارہواں مدد چاہنے کے بیان میں جو اہل قبور سے چاہتے ہیں تو فتاویٰ زاد اللبیب اور خزانہ جلالی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جب تم حیران ہو اپنے کاموں میں تو اہل قبور سے مدد چاہو۔ آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں

ادری ما المراد بالاستمداد ینفیہ المنکر والذی نفہم ان الداعی المحتاج الی اللہ تعالیٰ یدعو اللہ و یطلب حاجۃ من فضلہ تعالیٰ و یتوسل بروحانیۃ ھذا العبد المقرب عند اللہ تعالیٰ ویقول اللھم ببرکۃ ھذا العبد الذی ارحمتہ واکرمتہ اقض حاجتی واعطنی سوالی انک المعطی الکریم. (ھدیۃ الحرمین ص ۴۶) اور میں نہیں جانتا کہ استمداد سے منکر کیا مراد لیتا ہے جو نفی کرتا ہے استمداد کی ہم سمجھتے ہیں کہ داعی اللہ تعالیٰ کو محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور اپنی حاجت اللہ سے طلب کرتا ہے اور اس نیک بندے کی روحانیت کو وسیلہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یا اللہ اس نیک بندے کی برکت رحم اور کرم فرما میری اس حاجت کو حل فرما اور میں نے جو سوال کیا تو وہ مجھے عطا فرما کیونکہ تم عطا کرنے والا کریم ہے تو اس میں کون سی قباحت ہے۔

قدرۃ المحققین مولانا سید شاہ عبداللطیف المشہور بہ سید محی الدین فصل الخطاب بین الخطاء والصواب میں توسل کے متعلق لکھتے ہیں۔ چنانچہ منکر زعم می کند پس باید کہ منع کردہ شود توسل وطلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و ایں ممنوع نیست باتفاق بلکہ مستحب و مستحسن است باتفاق و شائع است در دین (فصل الخطاب ص ۱۴۱) چنانچہ منکر گمان کرتا ہے تو چاہئے کہ منع کیا جائے توسل اور طلب دعا صالحین کے وسیلہ سے خدا کے دوستوں سے تو ان کی زندگی میں یہ کیا جاتا ہے تو یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب اور مستحسن ہے اس پر اتفاق ہے علماء کی اور دین میں یہ جائز

Marfat.com

ہے۔ یہی مؤلف آگے لکھتے ہیں اما توسل و استشفاع بحضرت سید رسل و استغاثہ و استمداد بجاہ جناب او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الانبیاء و مرسلین و سیرت سلف و خلف صالحین است۔ (فصل الخطاب ص ۱۴۳) اور وسیلہ استثناء حضرت ﷺ کا پیش کرنا اور استغاثہ اور استمداد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے جو افضل الانبیاء و مرسلین ہیں یہ سیرت سلف و خلف اور صالحین کی ہیں۔

آگے لکھتے ہیں مخفی نماند کہ توسل بحضرت سید الانبیاءؑ و آل و اصحاب و کمل تابعین آنجناب والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفق علیہ کافہ است و شواھد آں از کتاب و سنت بے نہایت است۔ (فصل الخطاب ص ۱۵۶) یہ بات پوشیدہ نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب اور کاملین تابعین کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواز متفق علیہ ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے اور اس کے شواہد قرآن و احادیث نبویہ میں بہت زیادہ ہیں۔

محمد بن سلیمان الجزولی دلائل الخیرات کے حزب سادس میں لکھتے ہیں **اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بحبیبک المصطفیٰ عندک یا حبیبنا یا محمدانا نتوسل بک الی ربک فاشفع لنا عند المولیٰ العظیم یا نعم الرسول الطاھر ثلاثا فشفعہ فینا بجاھہ عندک۔** اس درود شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وسیلہ اور نداء کو پیش کیا ہے۔ اس کی شرح میں مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں وقد تقدم لفظ الحدیث وفیہ نداءہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیا محمد۔ اور بے شک اس سے پہلے حدیث کے الفاظ پیش کیے گئے ہیں اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نداء بھی ہے یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ حضرت العلامہ عبدالواحد سیوستانی فتاویٰ واحدیہ لکھتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو اسکی بارگاہ میں وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ واحدی)

Marfat.com

حضرت العلامہ مولانا نادر شاہ مغفور مرحوم الدرالنظیم فی حل مشکلات القرآن العظیم میں تو سل کے متعلق لکھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلہ فان قیل ھذہ الوسیلہ بالاعمال لابالذوات قلنا ھذہ الوسیلۃ بالذوات لان الوسیلۃ بالاعمال تثبت من قولہ تعالیٰ واتقوا اللہ والتقویٰ ھو العمل الصالح والا فیصیر ھذا القول وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ (الدرالنظیم ص ۱۰) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اگر کوئی ہے کہ اس وسیلہ سے اعمال مراد ہیں نہ کہ ذوات تو ہم کہتے ہیں کہ یہ وسیلہ ذوات پر ہے کیونکہ وسیلہ اعمال پر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے پہلے ثابت ہو چکا ہے واتقوا اللہ اور تقویٰ عمل صالحہ ہے اگر ایسا نہ ہوگا تو یہ قول وابتغوا الیہ الوسیلۃ سے مراد لیا ہے۔

حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع ادم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اگر حضرت آدم علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ نہ پکڑتے نہ آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوتی اور نہ ہی حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے نجات پاتے۔

حضرت مولانا حکیم ابو الحسان محمد رضا علی تنویر الایمان بوسیلۃ اولیاء الرحمان میں لکھتے ہیں۔

اس حقیقت کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی تدابیر اس کی مشیت سے مخلوقات کے ذریعے اور وسیلہ سے ظہور پذیر ہیں تمام اشیاء مظاہر قدرت و صفات الٰہی ہیں پس اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت سے قانون فطرت کے تحت اشیاء مخلوقات میں مختلف تاثیرات ودیعت فرمائی ہیں اور نظام موثرات و متاثرات کے

Marfat.com

تحت ہر آن تغیرات وانقلابات دنیا وقوع پذیر ہو رہے ہیں تاہم یہ ہرگز نہ بھولئے کہ ہر موثر کی تاثیر اور متاثر کا تاثر اگرچہ امور عادیہ سے مگر اس کے باوجود یہ اثر و تاثر اللہ تعالیٰ کی منشاء ومشیت پر منحصر ہے۔ (تنویر الایمان ص ۲۳)

حضرت العلامہ فقیر اللہ رحمتہ اللہ علیہ قطب الارشاد میں لکھتے ہیں۔ ویتوسل الیہ بالانبیاء والصالحین من عبادہ من العلماء و الشھداء والاولیاء (قطب الارشاد ص ۴۲) اور اللہ تعالیٰ کو وسیلہ پیش کرے انبیاء اور صالحین سے جو علماء وشہداء اور اولیاء سے ہو۔ علامہ فقیر اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے دعا کی اداب میں یہ ذکر کیا کہ جس وقت کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہو تو پہلے قبلہ کی طرف منہ کرے پھر درود شریف پڑھے اور اس کے بعد انبیاء اولیاء کا وسیلہ پیش کرے۔ دعا ضرور قبول مولانا عثمان الشیخ عبداللہ حاج حامد النفحان العطرہ میں توسل کے متعلق لکھتے ہیں اور جو توسل ہے تو اس کے متعلق دلائل جواز موجود ہیں اور ہم چند احادیث اس کے متعلق ذکر کریں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ کہتے ہیں کہ توسل اصل میں جائز ہے اس میں کوئی خلاف نہیں اس کے فروغ میں کلام ہے جو ایمان سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ کفر اور توحید وشرک سے کوئی تعلق ہے اور ان دونوں کا حکم جواز اور منع ہے اور اس ان دونوں کا حکم حلال وحرام سے ہے کہ مسلمانوں کے گروہوں کے درمیان کوئی خلاف نہیں۔

پہلی قسم: وسیلہ زندہ سے جو صالح ہو اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ نابینا صحابی والی حدیث حضور انور ﷺ کے ساتھ اور اس کا بیان جلد پیش کیا جائے گا۔

دوسری قسم: زندہ جو عمل صالح کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کردے جیسا کہ حدیث غار اور پتھر ذکر ہے بخاری نے اپنی صحیح میں دے کر کیا ہے۔

تیسری قسم: وسیلہ جو اللہ تعالیٰ ذات اور اسماء وصفات سے ہو یہ اقسام متفق طور پر

Marfat.com

جائزنہیں۔ (النفحات العطرہ ص ۱۱۶) آگے یہی مؤلف نابینا والی حدیث پیش کرنے کے بعد لکھتے ہیں ومنطوق الحدیث حجة فی صحة التوسل بالحی و منھومه حجة فی صحتة التوسل بالمیت۔ حدیث اس پر ناطق ہے کہ وسیہ زندہ سے جائز ہے اور اس کا مفہوم صحت توسل مردہ کے حق میں صحت پر حجت ہے۔ پھر یہی مولف مزید لکھتے ہیں وذالک ان التوسل بالحی او المیت لیس توسلا بالجسم او الحیاۃ او الموت ولکن بالمعنی الطیب الملازم للانسان فی الموت والحیاۃ فما الجسم الا حقیة لصیانة ھذا المعنیٰ و بھذا استوجب تکریمه حیاً کان او میتا علی ان قوله یا محمد نداء لغائب یستوی فیه الحی و المیت. (النفحات العطرہ ص ۱۱۷)

اور یہ بات اس طریقے سے ہے کہ توسل رندہ اور مردہ کے جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یا زندہ اور مردہ کے ساتھ بلکہ اس کا مطلب اس کی پاکی انسان کے ساتھ وابستہ ہے جو مردہ اور زندہ دونوں کے لئے شامل ہے تو اس معنیٰ کی صیانت سے جو زندہ اور مردہ کے لئے اس میں زندہ اور مردہ دونوں برابر ہیں۔ پھر آگے اس کا نتیجہ پیش کر کے لکھتے ہیں والحاصل ان مذھب اھل السنة والجماعة صحة التوسل وجوازہ بالنبی صلی الله علیه و آله وسلم فی حیاته و بعد وفاته و کذا بغیرہ من الانبیاء والمرسلین و اولاولیاء والصالحین. (النفحات العطرہ ص ۱۲۰) حاصل بات یہ ہے کہ بے شک مذہب اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ وسیلہ جائز ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی زندگی میں اور آپ کے وصال کے بعد اور انبیاء اور مرسلین و اولیاء و صالحین سے بھی جائز ہے۔ (مرکز معلومات دبئی لساق الخیل)

Marfat.com

شیخ الحدیث مولوی عبدالقدوس اپنی کتاب فوز الکبیر بالتوسل بالنبی المنیر میں لکھتے ہیں المقصد الاول فی اثبات التوسل بالاشخاص والاعمال. (فوز الکبیر بالتوسل بالنبی المنیر ص ۵) پہلا مقصد اس بابت میں ہے کہ وسیلہ بذوات فاضلہ اور اعمال صالحہ دونوں ثابت ہیں۔

محمد غازی جامع الکمالات العلمیہ میں لکھتے ہیں واعلم ان التوسل بحضرة الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اھم المھمات لاجابة الدعوات و قضا الحاجات و غفران الذنوب ولا تسمع من انکر التوسل بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واذا جاز التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الحیات فما المانع من جوازھا بالنبی بعد الوفاۃ. (جامع الکمالات العلمیہ ص ۸۸) جان لو کہ بے شک توسل بہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہم مہمات سے ہے کہ دعائیں اور قضائے حاجات اور گناہوں کی معافی ہو جائے اور تم یہ نہ سنو جو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے انکار کرتے ہیں اور جب وسیلہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرنا جائز ہے زندگی میں تو پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے انکار بعد وصال کس طرح ناجائز ہوگا۔

شیخ محمد امین الکردی الاربلی شافعی اپنی کتاب تنویر القلوب فی معاملۃ الغیوب میں وسیلہ کے کچھ اشعار ابن الخطیب کے جو حصرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے طرز پر فرماتے ہیں یہاں نمونہ کے طور پر ان اشعار سے صرف دو اشعار نقل کرتا ہوں۔

انت الذی لما توسل آدم
من ذنبہ بک فاز وھو اباک

Marfat.com

و كذالک موسیٰ لم یزل متوسلا
بک فی القیامة مرتج لنداک

(تنویر القلوب ص ۹۵)

آپ وہی ہستی ہیں جب کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے وسیلہ سے سوال کیا وہ کامیاب ہو حالانکہ وہ سلسلہ بشری میں آپ کا دادا تھا اور اس طرح موسیٰ علیہ السلام بھی ہمیشہ آپ کے وسیلہ سے سوال کرتے اور قیامت کے دن بھی آپ کی ندا کی اجازت سے جوش بھی آئے گا۔ علامہ شوکانی حصن حصین کی شرح میں لکھتے ہیں۔ وفی الحدیث دلیل علی جواز التوسل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی اللہ عزو جل مع اعتقاد ان الفاعل ھو اللہ سبحانہ و تعالیٰ و انہ المعطی المانع ماشاء کان و مالم یشالم یکن۔ (تحفۃ الذاکرین ۱۳۸) اس حدیث میں یہ ذکر بھی ہے اس نے دو رکعت نماز پڑھی اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے کے جواز کی دلیل ہیاس کے ساتھ یہ اعتقاد لازم ہے کہ حقیقہ دینے والا اور منع کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جو وہ چاہتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

شیخ الحدیث غلام رسول صاحب سعیدی مسلم شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔ دعاء میں مستحسن طریقہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگیں زیادہ محفوظ اور زیادہ سلامتی اس میں ہے کہ وہ دعائیں مانگی جائیں جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں تاکہ دعاؤں میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سایہ افگن رہے اگر کسی خاص حاجت میں دعا مانگنی ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگنی چاہئے۔ (شرح مسلم شریف ج ۷ ص ۹)

Marfat.com

غیر مقلد وحید الزمان توسل کے متعلق ہدیۃ المھدی میں لکھتے ہیں اذا ثبت التوسل بغیر اللہ فای الدلیل یخحصه بالاحیاء ولیس فی اثر عمر مایدل علی منع التوسل بالنبی وھو انما توسل بالعباس لاشراکه فی الدعاء مع الناس والانبیاء احیاء فی قبورھم و کذا الشھداء والصالحون (ہدیۃ المھدی ص ۴۷) جب دعا میں غیر اللہ کے وسیلہ کا جواز ثابت تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے؟ حضرت عمر نے جو حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کی تھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے انہوں نے حضرت عباس کے وسیلہ سے اس لئے دعا کی تاکہ حضرت عباس لوگوں کے ساتھ دعائیں شریک کریں اور انبیاء علیھم السلام اپنی

حضرت العلامہ مولانا عبدالحکیم شرف صاحب ندائے یا رسول اللہ میں لکھتے ہیں۔ البتہ ظاہر ہے کہ جب حقیقی حاجت روا مشکل کشا اور کارساز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے تو احسن اور اولیٰ یہی ہے کہ انہی سے مانگا جائے اور اس سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے کیونکہ حقیقت حقیقت ہے اور مجاز مجاز ہے یا بارگاہ انبیاء و اولیاء سے درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری مشکلیں اسان فرمادے اور حاجتیں برلائے اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہ ہوگی اور اختلافات کی خلیج بھی زیادہ وسیع نہیں ہوگی۔ (ندائے یارسول اللہ ص ۱۲)

امام محمد بن محمد جزری متوفی ۸۳۳ھ آداب دعا میں لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیھم السلام اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے۔ (حصن حصین معہ تحفۃ الذاکرین ص ۳۴)

استاذی حضرت العلامہ مولانا غلام رسول رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر رضوی میں وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے تحت لکھتے ہیں اس آیت کریمہ میں وسیلہ طلب کرنے کے حکم کی تصریح ہے وسیلہ طلب کرنے کے حکم کی تصریح ہے وسیلہ طلب کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اللہ کی طرف وصول وسیلہ کے بغیر ناممکن ہے یہ وسیلہ علماء حقیقت اور مشائخ طریقت ہیں کیونکہ مرشد کے اشارہ نبیوں' ولیوں کی ولالت کے موافق عمل کرنے سے حجاب اٹھ جاتا ہے اور طالب مطلوب تک پہنچ جاتا ہے نیکوں اور صالحین کی صحبت میں عظیم شرف وسعادت ہے بیان کیا جاتا ہے کہ خواجہ ابو یزید بسطامی کا خادم مغربی تھا اس کے پاس قبر میں منکر نکیر کے سوال کا تذکرہ ہونے لگا تو مغربی نے کہا کہ اللہ کی قسم میں انہیں خوب جواب دوں گا لوگوں نے کہا ہمیں یہ کیسے معلوم ہوگا مغربی نے کہا کہ میری قبر پر بیٹھ کر سن لینا جب مغربی کا انتقال ہوا تو لوگ اس کی قبر پر بیٹھ گئے انہوں نے منکر نکیر کا سوال سنا مغربی نے جواب میں کہا تم مجھ سے سوال کرتے ہو حالانکہ میں نے اپنی گردن پر خواجہ ابو یزید بسطامی کی پوستین اٹھائی ہوئی ہے فرشتے واپس چلے گئے اور سوال کرنا ترک کیا۔ روح البیان (تفسیر رضوی ج ۲ ص ۲۳۴)

یہی مؤلف آگے مزید لکھتے ہیں اس آیت کریمہ تقویٰ سے مراد ترک مخالفت ہے اور ابتغاء وسیلہ سے مراد مامورات بجالانا ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ تقویٰ سے مراد مامورات واجبہ ادا کرنا منہیات محرمہ کا ترک کرنا ہے اور ابتغاء وسیلہ سے مراد وہ جو مطلقاً اللہ کے قریب کرے اس میں نبیوں' ولیوں کی صحبت' صدقات' اللہ تعالیٰ کے احباب کی زیارت دعا کی کثرت صلہ رحمی کثرت ذکر وغیرہ داخل ہیں لہذا معنیٰ یہ ہوئے کہ ہر وہ شے جو تمہیں اللہ کے قریب کرے اسے لازم پکڑو اور جو اس سے دور کرے اسے ترک کرو۔ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ واضح گمراہی اور ظاہر خسارہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب کافر کہا جائے اور اسے غیر اللہ کی

Marfat.com

عبادت گمان کیا جائے (معاذ اللہ) ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ صحت ہے جس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا ارشاد نبوی ہے الا لا ایمان لمن لا محبة له جیسے حضور سے محبت نہیں۔ اس میں ایمان نہیں یہی محبت وسیلہ ہے جس کا آیت کریمہ میں ذکر ہے۔ (تفسیر رضوی ج ۲ ص ۲۳۴) مولانا عبدالجلیل رحمۃ اللہ سیف المقلدین میں لکھتے ہیں۔ محدث دہلوی در جذب القلوب آوردہ کہ ابن ابی شیبہ سند صحیح آوردہ کہ در زمان عمرؓ قحطے افتاد شخصے تبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد وگفت یا رسول اللہ استیق امتک فانھم قد ھلکوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خواب او آمد و گفت یا رسول اللہ بعمر بشارت دہ کہ باران خواہد شود وایں نوع توسل طلب دعا است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از پروردگار خود تا ایں حاجت مقتضی گردد چنانچہ در حالت حیات بود۔ (سیف المقلدین ص ۳۸۴)

ترجمہ: شیخ محقق محدث دہلوی جذب القلوب شریف میں فرماتے ہیں کہ ابن شیبہ صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قحط پڑا ایک شخص حصور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ اپنی امت کے لئے پانی مانگو کیونکہ وہ ہلاک ہو جائیں گے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کو بشارت دو کہ بارش ہو جائے گی۔ تو یہ قسم توسل طلب دعا کا ہے کہ وہ اپنے پروردگار سے دعا فرما دے کہ اللہ تعالیٰ یہ سوال قبول فرما دے جس طرح آپ کی زندگی میں تھا ایسا ہی بعد وصال بھی کیا جاتا ہے۔ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اپنی تفسیر الحسنات میں فرماتے ہیں بعد اس تمام بحث کے ہم برائی یا گناہ توسل میں نہیں دیکھتے جاہ نبی ﷺ میں زندہ اور بعد موت کے پھر آگے اس سے بھی زیادہ وسعت کے ساتھ بیان دیتے ہیں اس غیر نبی کے توسل کو بھی جائز بتا رہے ہیں۔ الاول ان التوسل بجاہ

Marfat.com

غیر النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لاباس بہ پہلا فیصلہ یہ ہے کہ توسل غیر نبی کے واسطہ سے بھی اگر ہو تو اس میں مضائقہ نہیں۔ (تفسیر الحسنات ج ۲ ص ۱۱۷)

سید محمد بن علوی مدرس مسجد الحرام مفاہیم یجب ان تصحح میں لکھتے ہیں یہ بات ہر سلیم الفطرت پر واضح ہے اور کوئی عقلی و نقلی مانع بھی نہیں ہے بلکہ عقلی و نقلی دلائل جواز توسل پر بے حد ہیں اور ان تمام صورتوں میں مسئول صرف اور صرف اللہ جل شانہ کی ہی ذات ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ کوئی نبی نہ کوئی ولی نہ کوئی زندہ نہ کوئی مردہ قل کل من عند اللہ فما لھولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثاً جب اعمال کو وسیلہ بنا کر سوال کرنا جائز ہے تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر سوا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ افضل المخلوقات ہیں اور بندوں کے اعمال مخلوق ہیں اور نبی کریم ﷺ اللہ پاک کو بے حد محبوب ہیں۔ (مفاہیم ص ۱۶۱)

امام ابن الحاج ابن النعمان کی سیفۃ النجات سے نقل کرتے ہیں الدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بھم معمول بہ عند علمائنا المحققین من ائمۃ الدین۔ قبور صالحین کے پاس دعا اور ان سے شفاعت چاہنا ہمارے علماء محققین ائمہ دین کا معمول ہے۔

مدخل شریف میں ہے یتوسل بھا الی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ویقدمھا بین یدیہ شفیعین فی حوائجہ یعنی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف توسل کرے اور انہیں اپنی حاجتوں میں شفیع بنا کر حضور اقدس ﷺ کے آگے کرے۔ علامہ خیر الملۃ والدین رملی حنفی استاد صاحب درمختار رحمۃ اللہ علیہ اپنی فتاوی خیریہ میں فرماتے ہیں قولھم یا شیخ عبد القادر

Marfat.com

نداء فما الموجب الحرمۃ اھ ان لوگوں کا یہ کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر تو یہ ایک نداء ہے آخر اس کے حرمت کی کیا دلیل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الموی والقبور میں لکھتے ہیں اولیاء اللہ دوستان و معتقدان را در دنیا و آخرت مددگارے می حرمایند و دشمنان و اہلاک می نمایند و از ارواح بطریق اویسیت فیض باطنی می رسد۔ اولیاء کرام دوستوں اور معتقدین کو دنیا و آخرت میں مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور ان کی ارواح سے اویسی طریقہ سے باطنی فیض حاصل ہوتے ہیں۔

یہی قاضی صاحب سیف المسلول میں مرتبہ قطبیت ارشاد کو یوں بیان کر کے فیض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الٰہی بر اولیاء اللہ نازل می شود اول بر یک شخص نازل می شود و از ان شخص قسمت شدہ بہر یک از اولیاء عصر موافق مرتبہ و بحسب استعداد می رسد و بہ ہیچ کس از اولیاء اللہ بے توسط او فیضی نمی رسد و کسی از مردان خدا بے وسیلہ و درجہ ولایت نمی یابد اقطاب جزی و اوتاد و ابدال و نجباء و نقباء و جمیع اقسام اولیاء خدا بوے محتاج می باشند صاحب این منصب عالی را امام و قطب الارشاد بالا صالہ نیز خوانند و این منصب عالی از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک علی مرتضی کرم اللہ وجہہ مقرر بوند۔ ترجمہ: فیض و برکات کارخانہ ولایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء کرام پر نازل ہوتے ہیں پہلے ایک آدمی پر نازل ہوتا ہے اور پھر ہر ایک اولیاء عصر پر اس کے استعداد کے مطابق نازل ہوتا ہے اور اولیاء کرام کے وسیلہ کے بغیر کسی کو فیض نہیں پہنچتا اور کوئی بھی بغیر اولیاگ ء کرام کے ولایت کو پہنچ سکتا' قطاب اور اوتاد و ابدال و قطب الارشاد کو یہ منصب عالی مل سکتے ہیں اور یہ منصب عالی حضرتت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر روح پاک حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک مقرر تھا شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے استاد از استاذ محدث ابراہیم

Marfat.com

کردی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہیں دو سال کم وبیش در بغداد ساکن بود بر قبر سیدی عبدالقادر قدس سرہ متوجہ می شد ذوق این راہ آز آنجا پیدا کرد۔ وہ کم وبیش دو سال تک بغداد شریف میں حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس راستے میں ذوق وہاں سے پیدا ہوا۔ اسی کتاب انفاس العارفین میں میر ابوالعلی کے ذکر میں لکھتے ہیں۔ لمہ از فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ متوجہ بودند و آز انجناب دل ربا یہا یافتند وفیض ہا گرفتند۔ کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف متوجہ تھا اور وہاں سے انجناب کو دل ربا وہاں سے پایا اور وہاں سے فیض حاصل کیا۔ ان تمام روایات میں روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ علماء ومشائخ واکابرین دین ملت اسلامیہ کے وسیلہ بذوات فاضلہ و اعمال صالحہ کے جواز پر متفق ہیں اور تمام اکابرین کا یہی معمول رہا اب اگر یہ شرک ہوتا تو کیا ان تمام اکابرین کو شرک کا پتہ نہیں تھا اور انہوں نے بغیر سوچے سمجھے اس کو اپنا معمول بنایا۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاے کرام رحمھم اللہ کا یہی موقف تھا معلوم ہوا کہ توسل بانبیاء کرام واولیاء عظام سنت انبیاء وسنت صحابہ کرام وسنت تابعین وتبع تابعین وعلماء ملت ودین کا تمام اس پر متفق ہیں کہ وسیہ تلاش کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن مقدس پر عمل کرنا ہے اور وسیلہ سے انکار قرآن مقدس سے انکار کرنا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں صاف واضح موجود ہے۔ تمام صوفیاء کرام رحمھم اللہ اجمعین کا بھی اس پر اتفاق ہے اور کوئی ولی بھی وسیلہ کے بغیر ولایت تک نہیں پہنچا مفسرین اور محدثین وفقہا وصوفیاء نے وسیلہ تلاش کیا ہے۔ اگر اجماع کو توڑ کر کوئی شاذ اس مسئلہ سے انکار کرے تو اس کا انکار کی کوئی اہمیت نہیں کیونکہ اس نے اجماع کو توڑا۔ اگر کوئی مسلمانوں کے جم غفیر سے نکل کر الگ راستہ اختیار کرے۔ تو وہ خود گمراہ ہو سکتا ہے اور اس کے

Marfat.com

لئے یہ گمراہی واضح ہے کہ وہ مسلمانوں کے گروہ سے کیوں الگ ہوا۔

توسل کے متعلق منکرین کے شبہات اور ان کے جوابات

شبہ: قرآن مقدس میں ہے کہ مانعبد ھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردے یعنی مشرکین عرب بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کردے یعنی ان بتوں کو وسیلہ مانتے اور آج کل مشرکین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم انبیاء اور اولیاء کو وسیلہ قرب الٰہی مانتے ہیں تو دونوں اس کام میں برابر ہوئے اس لئے وسیلہ کے ماننے والے مشرکین ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں وسیلہ کا کوئی لفظ موجود نہیں آیت کریمہ میں صرف عبادت کا ذکر موجود ہے تو مشرکین عرب وہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور غیر الہ کی عبادت کرنا شرک ہے اس لئے وہ مشرک ہوئے۔ وسیلہ بذوات فاضلہ کے ماننے والے کوئی بھی کسی نبی یا ولی کی عبادت نہیں کرتے اس لئے دونوں برابر نہیں اور ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ کوئی بھی کسی نبی یا ولی کی عبادت کرے تو وہ مشرک ہے تو کوئی مسلمان بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی عبادت نہیں کرتا تو یہ شبہ بھی منکرین کا غلط ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں صرف ذکر عبادت کا

Marfat.com

ہے اور عبادت اعمال میں داخل ہے اور وسیلہ بالاعمال تو منکرین بھی مانتے ہیں تو سوال منکرین وسیلہ پر ہوسکتا ہے کہ تم وسیلہ اعمال سے جائز مانتے ہو تو پھر یہ سوال تم پر ہے اس کا جواب منکرین کے ساتھ نہیں ہے تیسری بات یہ ہے کہ خوارج کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ وہی آیات کریمہ مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں جو مشرکین کے حق میں نازل ہو چکی ہیں جیسا کہ بخاری شریف میں پورا باب خوارج کے متعلق ہے **باب فی قتال الخوارج والملحدین بعد اقامة الحجة** یعنی خوارج کے متعلق امام بخاری نے باب باندھا ہے کہ خوارج اور بے دین کے ساتھ قتال کرنا جب کہ ان پر حجت قائم ہو جائے آگے خوارج کی نشانی لکھتے ہیں کہ **کان ابن عمر یراھم شرار خلق الله وقال انھم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین** ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین مخلوق میں شمار کرتے تھے وہ فرماتے کہ خوارج وہی آیات جو کافروں کے حق میں نازل ہو چکی ہیں وہ مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں تو یہ آیت کریمہ **مانعبدھم الا لیقربونا الی الله زلفی** مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہے ان پر عبداللہ بن عمر کا یہ قول صادق آتا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ کسی مفسر اور محدث نے یہی آیت کریمہ وسیلہ کے نفی میں آتا ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ کسی مفسر اور محدث نے یہی آیت کریمہ وسیلہ کے نفی میں پیش نہیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس سے دلیل پکڑنا جہالت اور مفسرین و محدثین جہالت والے لوگوں سے نفرت کرتے تھے چہ جائیکہ ان کی طرح وہ بھی ملوث ہو جاتے حضرت امام یوسف نبہانی رحمتہ اللہ علیہ نے شواھد الحق میں اس بات کا رد جو نقل کیا ہے وہ قارئین کے پیش خدمت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ حجت باطل ہے اور شبہ واہیہ ہے کیونکہ اہل اسلام نے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو نہ الٰہ اور نہ معبود اعتقاد کیا ہے اور

Marfat.com

نہ اللہ تعالیٰ کا شریک بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں نہ مستحق عبادت ہیں اور نہ کسی چیز کی ایجاد وتخلیق پر قادر نہ نفع ونقصان میں مستقل۔ ان کا مقصد صرف ان سے برکت کا حصول ہوتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور مقربان بارگاہ ناز جن کو جملہ مخلوق سے اس نے امتیازی حیثیت اور مقام اجتباء واصطفاء پر سرفرازی بخشی ہے اور وہ ان کی برکت سے اپنے بندوں پر رحم وکرم فرماتا ہے اور فیض وبرکت حاصل کرنے کا جواز بے شمار شواہد ودلائل سے ثابت ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہیں۔ (شواھد الحق) آگے یہی مؤلف تحریر کرتے ہیں اہل اسلام کا عقیدہ تو یہ ہے کہ خالق نافع اور ضار صرف اللہ تعالیٰ ہے اور وہی عبادت کا مستحق ہے اور موثر بھی فقط اس کی ذات والا صفات ہے اور بت پرستوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اصنام الٰہیہ ہیں اور الٰہ کا معنی مستحق عبادت ہے لہذا وہ اپنے اصنام کو عبادت کا حقدار سمجھتے تھے اور اسی عقیدہ نے ان کو ورطہ شرک میں مبتلا کیا جب ان پر حجت قائم کی جاتی ہے کہ اصنام واوثان نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں تو وہ جواب میں کہتے ہیں ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے تو یہ منکرین کے لئے یہ کیونکر جائز ہے کہ وہ مومنین مخلصین کو ان مشرکین کی مثل بتائیں جو اصنام کی الوہیت اور استحقاق عبادت کے قائل ہیں۔ آیت کریمہ کا صحیح محل یہ ہے کہ جب اہل اسلام اور بت پرست لوگوں کے عقائد کا باہم تفاوت معلوم ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نجدی کی پیش کردہ آیات اور ان کے مماثل دوسری آیات کا مصداق صرف کفار ومشرکین ہیں اور مومنین وموحدین اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ غیر اللہ کی الوہیت اور استحقاق عبادت کے قائل نہیں ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خوارج کی علامت یہ ہے کہ وہ ان آیات کو جو

Marfat.com

کہ کفار و مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں اہل ایمان پر چسپاں کرتے ہیں اور یہ علامت اور امتیازی نشان ابن عبدالوہاب اور اس کے متبعین پر صادق آتا ہے۔

شبہ ولوانهم ظلموا انفسهم جاوک فستغفروا الله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا الرحيما ۔ اگر یہ مسلمان اپنی جانوں پر ظلم کرے اور آپ کے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ سے اپنا گناہوں کے معافی مانگے اور رسول ﷺ ان کے لئے استغفار فرمادیں تو یہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ اس آیت شریف میں ظلموا ماضی کا صیغہ ہے اور تم نے اس کا ترجمہ مضارع کیا ہے مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا کہ وہ آپ کے پاس گناہوں کے معافی کے لئے آتے اور رسول کریم ﷺ ان کے لئے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا کہ وہ آپ کے پاس گناہوں کی معافی کے لئے آتے اور رسول کریم ﷺ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار مانگتے تو اللہ ان کا توبہ قبول کرتے لیکن یہ لوگ نہیں آئے اور ان کا توبہ قبول نہ ہوا دوسری بات یہ ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ساتھ خاص ہے اور تم ابھی یہ آیت کریمہ وسیلہ کے اثبات میں پیش کرتے ہو۔

جواب: ان شبہات کا جواب مختصر عرض خدمت ہے۔ امید ہے کہ ایک سنی مسلمانوں کے لئے کافی اور شافی ہوگا اور شکوک وشبہات کے ازالے کا سبب ہوگا۔ اس کے جواب میں صرف اتنا عرض ہے کہ ہم نے اس آیت کریمہ کا معنیٰ مضارع میں کیا ہے یہ اس لئے کیا ہے کہ ظلموا اگرچہ ماضی ہے لیکن یہ نحو کا مسلم قانون ہے کہ

Marfat.com

اگر ماضی کے ساتھ لو آ جائے تو معنی مضارع ہوگا تو ان کے ساتھ جو کیا گیا وہ لوٹ نے کیا ہے اگر لو داخل نہ ہوتا تو ان کی بات مانی جاتی اور اگر لو بھی نہ ہوتا تو بھی ان کے لئے فائدہ مند نہ ہوتا اس لئے کہ استغفار مانگنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور آپ کو وسیلہ ٹھہرانا اگر ماضی میں ہو تو بھی ان کے نزدیک شرک ہے اور اگر مضارع ہو تب ان کے لئے قیامت سے کم نہیں کیونکہ وسیلہ ان کے نزدیک ہر حال میں شرک ہے تو کیا ماضی میں شرک نہیں اور مضارع میں شرک ہوگا۔ شرک ہر حال میں شرک ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ساتھ خاص ہے تو یہ بات بھی باطل ہے کیونکہ یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم ہے حادث نہیں اور قدیم کی تعریف یہ ہے کہ نہ اس کا ابتداء ہے اور نہ انتہاء بلکہ جو حکم اس وقت تھا وہ تابعین کے وق میں بھی تھا اور پھر تبع تابعین میں بھی تھا اور اس کے بعد ائمہ کے وقت میں یہی حکم تھا اور ان کے بعد ہمارے وقت میں بھی یہی حکم ہے اور ہمارے بعد بھی یہی حکم جاری اور ساری ہے۔ اگر ہم حضور علیہ الصلوٰۃ کی زندگی سے وابستہ کرے تو پھر قدیم نہ رہا بلکہ حادث ہوا اور حادث کی تعریف یہ ہے کہ وہ نو پیدا ہے اس کی ابتداء بھی ہے اور انتہاء بھی کیونکہ حادث مخلوق ہے اور مخلوق کا کلام بھی مخلوق ہے۔ اس لئے اگر کوئی ان کی رندگی سے خاص کرے تو اس نے کلام الٰہی کو مخلوق کا کلام تصور کیا جو کہ یہ بات کفر کی ہے۔ اب میں نے اس آیت کریمہ کے تحت پہلے لکھ چکا ہوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد ایک صحابی آیا اور اس نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی اور اس واقعہ کو تفسیر مدارک نے نقل کیا ہے پھر تفسیر ابن کثیر اور کئی دوسری کتب اسلامیہ احادیث نبویہ میں یہ واقعہ درج ہے اور ہم صرف یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضور انور ﷺ کی حیات برزخی دنیاوی حیات سے زیادہ قوی ہے اور اس سلسلہ میں شیخ جلال الدین سیوطی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء باب درج کیا ہے اور محمد قاسم نانوتوی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برزخی حیات پر موٹی کتاب تالیف کی ہے جس کا نام آب حیات ہے عقائد علماء دیوبند میں بھی حیات النبی ﷺ و تسلیم کیا ہے تو اگر یہی لوگ کلام الٰہی کو قدیم نہ جانے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جب حیات ثابت ہوا تو اب بھی یہی حکم ان کے لئے ماننا پڑے گا۔

ہمارے فقہ شریف کی کتب مثلاً نور الایضاح طحطاوی' مناسک الحج اور فتح القدیر عالمگیری اور کئی دوسری کتب میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ جب حاجی حج کے لئے جائے اور مدینہ منورہ میں حضور انور ﷺ کے روضہ منورہ پر حاضری دے دیں تو اس آیت کریمہ کو تلاوت کرنا چاہئے کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی معافی کی دعا مانگیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر حاضری اور ان سے درخواست کرنا کہ ہماری معافی کے لئے دعا مانگیں۔ وسیلہ ہے لیکن منافقین نہ خود آپ کے پاس اس معافی کے لئے حاضر ہوئے اور نہ دوسروں کو چھوڑتے ہیں۔ سورۃ منافقون میں اللہ تعالیٰ نے یہی بات فرمائی ہے واذا قیل لھم تعالو الیستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤ سھم ورئیتھم یصدون وھم مستکبرون O اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ تا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے استغفار مانگے تو یہ اپنے سروں کو گھمائیں گے اور تم ان کو دیکھو گے کہ یہ لوگ جانے سے روکیں گے اور یہ تکبر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکار کو بھی ذکر فرمایا ہے اور آج کل بھی یہی لوگ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ پر حاضری سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔

Marfat.com

شبہ: لوگ بزرگوں کی زیارتوں پر جاتے ہیں اوران کو وسیلہ کرنے کے لئے دور دراز سے سفر بھی کرتے ہیں تو قبروں کے لئے دور دراز سے سفر کرنا حرام ہے خونبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہ ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ **لاتشدوا الرحال الا ثلاثة مساجد مسجدی هذا و مسجد الحرام و مسجد الاقصی** ۔ (مشکواۃ) تم سفر نہ کرو سوا تین مساجد کی طرف وہ میری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے اور حرم شریف کی مسجد ہے اور مسجد اقصیٰ ہے سو ان تینوں مساجد کے کسی دوسری جگہ جانا منع کیا گیا تو اس کا آسان جواب درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کے لئے کافی ہوگا۔

جواب: یہ حدیث شریف مزرات مقدسہ کے لئے دور دراز سفر کرنے کی ممانعت میں نہیں ہے

ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے ہمارے گناہوں کی معافی کی دعا مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف کردے۔ حضور انور ﷺ کے در اقدس پر حاضری اور ان سے درخواست کرنا کہ ہماری معافی کے لئے دعا مانگو۔ وسیلہ ہے لیکن منافقین نہ خود آپ کے پاس اس معافی کے لئے حاضر ہوئے اور نہ دوسروں کو چھوڑتے ہیں۔ سورۃ منافقون میں اللہ تعالیٰ نے یہی بات فرمائی ہے **واذا قيل لهم تعالوا ليستغفر لكم رسول الله لووا رؤسهم و ريتهم يصدون وهم مستكبرون** O اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے استغفار مانگے تو یہ اپنے سروں کو گھمائیں گے اور تم ان کو دیکھو گے کہ یہ لوگوں کو جانے سے روکیں گے اور یہ تکبر کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے انکار کو بھی ذکر فرمایا ہے اور آج کل بھی یہی لوگ حضور ﷺ کے روضہ منورہ پر

Marfat.com

حاضری سے لوگوں کو منع کرتے ہیں۔

شبہ: لوگ بزرگوں کی زیارتوں پر جاتے ہیں اور ان کو وسیلہ کرنے کے لئے دور دراز سے سفر بھی کرتے ہیں تو قبروں کے لئے دور دراز سے سفر کرنا حرام ہے خود نبی کریم ﷺ کیوں نہ ہوں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ **لاتشد الرحال الا ثلاثه مساجد مسجدی هذا و مسجد الحرام و مسجدی الاقصیٰ** (مشکواۃ) تم سفر نہ کرو سوا تین مساجد کی طرف وہ میری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے اور حرم شریف کی مسجد ہے اور مسجد اقصیٰ ہے سوا ان تینوں مساجد کے کسی دوسری جگہ جانا منع کیا گیا تو اس کا جواب درج کیا جاتا ہے امید ہے کہ قارئین کے لئے کافی ہوگا۔

جواب: یہ حدیث شریف مزارات مقدسہ کے لئے دور دراز سفر کرنے کی ممانعت میں نہیں ہے اس حدیث شریف میں ثواب کی نیت سے مساجد کی طرف سفر کرنا منع ہے نہ کہ زیارات مقدسہ کی طرف سفر کرنا۔ اس وجہ سے منکرین کی یہ دلیل صحیح نہیں کہ حدیث پاک میں مساجد کا ذکر ہے اور یہاں استثناء منقطع ہے۔ استثناء متصل نہیں اس بات کی وضاحت یہ ہے کہ استثناء کے دو اقسام ہیں ایک استثناء متصل ہے اور دوسرا منقطع متصل کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی کہے کہ **جاء القوم الا زیدا** یعنی قوم آئی مگر زید نہیں آیا چونکہ زید قوم کی جنس سے ہے اس لئے استثناء کو متصل کہا جاتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ **جاء القوم الاحمار** قوم آئی مگر گدھا نہیں آیا گدھا قوم کی جنس سے نہیں ہے اس استثناء کو منقطع کہا جاتا ہے تو مندرجہ بالا حدیث شریف میں جو استثناء ہے وہ منقطع ہے یعنی قبر کی جنس الگ ہے

Marfat.com

اور مسجد کی جنس الگ دونوں کے الگ الگ جنس ہے تو مسجد کی ممانعت سے قبر کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ حضرت العلامہ مولانا سید محمد بن علوی مالکی مدرس مسجد الحرام اپنی کتاب مفاہیم میں اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: اہل نعت کے نزدیک مشہور و معروف طریقہ کلام یعنی استثناء کے طریقہ پر ہو اور یہ طریقہ کلام مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ کو چاہتا ہے جو الا کے بعد مذکور ہوتا ہے۔ اس کو مستثنیٰ کہتے ہیں اور الا کے ماقبل والے کلام کو مستثنیٰ منہ کہتے ہیں اور مستثنیٰ و مستثنیٰ منہ کا لفظاً حقیقۃً یا تقدیراً ہونا ضروری ہے اور یہ بات نحو کی تمام کتب میں مشہور و معروف ہے۔ جب ہم اس حدیث پاک میں غور کرتے ہیں تو اس حدیث پاک میں مستثنیٰ منہ یقیناً مقدور ہوگا اگر ہم مستثنیٰ منہ لفظ قبر مان لیں تو پھر نبی کریم ﷺ کا کلام ہوگا لاتشد الرحال الی قبر الخ ظاہر ہے کہ یہ سیاق تو غیر منظم اور بلاغت نبویہ کے بالکل نامناسب ہے اس صورت میں مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں ہوگا جو کہ کلام میں اصل ہے کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل ہوتا ہے گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہر عالم رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسا کلام منسوب کرنے سے مطمئن نہیں ہوسکتا اور اس لفظ کی نسبت کا کوئی بھی قائل نہیں ہے اور یہ تقدیر استثناء کی اصل کے ساتھ جوڑ نہیں کھاتی لہذا یہ لفظ مستثنیٰ منہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اب اس جگہ لفظ مکان مستثنیٰ منہ فرض کریں تو سیاق جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہوگا وہ یہ ہوگا لاتشد الرحال الی مکان الا الی ثلثة مساجد اور معنی یہ ہوں گے کہ کسی بھی تجارت و تحصیل علم و خیر کے لئے سفر مت کرو۔ یہ بھی ظاہر البطلان ہے اور یہ بھی نفس پرستی کا ایک حصہ ہے۔ پس حدیث شریف میں مستثنیٰ کا ذکر تو موجود ہے اور مستثنیٰ منہ غیر مذکور ہے اور باتفاق اہل نعت اس کا مقدر ہونا ضروری ہے اس صورت میں صرف تین احتمال میں چوتھا کوئی احتمال نہیں ہے۔ (مفاہیم) آگے یہی مؤلف لکھتے ہیں مساجد کے متعلق نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کے کلام نے یہ واضح کر دیا کہ ان تین مساجد کے علاوہ دوسری مساجد فضیلت میں برابر ہیں ان مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کی طرف سفر کرنے کی مشقت برداشت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ان مساجد کی تو فضیلت مزید ہے۔ اس حدیث پاک کے تحت قبور داخل نہیں ہوتیں قبور کو اس میں بے سوچے سمجھے داخل کرنا نبی کریم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی ایک قسم ہوگی۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت مطلوب ہے بہت سے علماء کرام نے کتاب المناسک میں اس کو مستحبات میں ذکر کیا ہے اور بہت سی احادیث اس کی تائید کرتی ہیں ان میں کچھ ہم بھی ذکر کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نبی اکرم ﷺ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور اس کی غرض صرف میری زیارت ہے تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے حج کیا اور پھر میری قبر کی زیارت کی میرے مرنے کے بعد تو یہ شخص میری زندگی میں میری زیارت کرنے والے کی طرح ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (طبرانی، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲) حاصل کلام یہ ہے کہ زیارت النبی ﷺ کی روایات متعدد طرق سے مروی ہیں بعض طرق کی دیگر بعض طرق سے تقویت ہوتی ہے جیسا کہ اس اصول کو علامہ مناوی نے علامہ ذہبی سے نقل کیا ہے۔ (فیض القدیر ج ۶ ص ۱۴۰) اور بعض علماء نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور بعض علماء نے اس کی تصحیح کو نقل کیا ہے جیسے علامہ سبکی، ابن السکن، عراقی، قاضی عیاض ملا علی قاری شارح الشفاء اور خفاجی

Marfat.com

اس طرح نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۱۱ میں ہے اور یہ سب کے سب حفاظ حدیث اور قابل اعتماد ائمہ کرام ہیں حضرات ائمہ اربعہ رحمھم اللہ وغیرہم کبار علماء ارکان دین زیارت النبی ﷺ کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ (مفاہیم) اگر اس حدیث میں منکرین تمام چیزوں کو داخل ممانعت کردے تو پھر علوم دین کے حصول کے لئے بھی سفر کرنا منع ہوگا یا تجارت کے لئے سفر کرنا یا کسی اور مہم دینی و دنیاوی میں سفر کرنا حرام ہوگا حالانکہ یہ تمام سفر وسیلہ ظفر ہے۔ اب اگر کوئی اس نیت سے کسی مسجد کی طرف سفر کرے کہ اس میں ثواب زیادہ ہے تو یہ سفر کرنا اس کے لئے حرام ہے کیونکہ یہ استثناء متصل ہے اور استثناء منفصل سے استدلال کرنا باطل ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہی تشریح کی ہے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے کہ الا الی ثلاثۃ مساجد میں مستثنیٰ منہ محذوف ہے اور وہ یا تو لفظ عام مقدر مانا جائے تو معنی یہ ہوگا لاتشد الرحال الی مکان فی ای مکان کان الا لثلاثۃ یا مستثنیٰ منہ اس سے خاص ہوگا۔ صورت اولی تو صحیح نہیں ہے کیونکہ عملی صورت میں تو تجارت، صلہ رحمی اور طلب علم وغیرہ کے لئے سفر کا دروازہ بند ہو جائے گا لہذا دوسری صورت متعین ہے کہ مستثنیٰ منہ لفظ خاص ہو اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ لفظ مقدر ہونا چاہئے جو مستثنیٰ کے مناسب ہو اور وہ لاتشد الرحال الی مسجد لا صلواۃ فیہ الا الی الثلاثۃ ہے۔ اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہوا جو قبر شریف اور دیگر صالحین کی قبور کی زیارت کے لئے سفر کرنا ناجائز کہتے ہیں۔ ایسا ہی علامہ کرمانی شارح بخاری نے تحقیق کی ہے اور علامہ بدرالدین عینی نے بھی جو تحقیق کی ہے اس کا لب لباب وہ یہ پیش کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ قاضی بن کج نے رافعی سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص حضور انور ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی نذر مان لے تو میرے نزدیک اس نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔ شیخ ابومحمد بن قدامہ الحنبلی

Marfat.com

صاحب کتاب المغنی نے حضور انور ﷺ کی زیارت کو مستحب کہا ہے۔

شبہ: تم جو آیت کریمہ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و ابتغوا الیہ الوسیلۃ وسیلہ کے متعلق پیش کرتے ہو اس وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ مراد ہے نہ کہ وسیلہ بذوات فاضلہ مراد ہے لہذا تمہاری یہ دلیل قابل قبول نہیں۔ اس سلسلہ میں حدیث غار جو بخاری میں وارد ہے دال ہے۔

جواب: یہ شبہ بھی باطل ہے اس لئے کہ اس آیت کریمہ میں ایمان والوں سے خطاب ہے اور پھر تقویٰ کا ذکر پہلے کیا گیا تقویٰ کے بعد اللہ تعالیٰ وسیلہ کا حکم فرماتا ہے اور یہ آیت کریمہ مطلق ہے اور مطلق مقید نہیں ہو سکتا بلکہ خبر واحد مطلق کو مقید نہیں کر سکتا اور اپنی طرف سے قید لگانا صحیح نہیں اور اگر اعمال مراد ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا وابتغوا الیہ الوسیلہ بالاعمال الصالحۃ اور اگر یہ بھی وارد ہوتا تو اس سے ذوات کی نفی نہیں ہو سکتا ہاں اگر ایسا ہوتا کہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ بالاعمال الصالحۃ لابذوات الفاضلہ کہ اعمال صالحہ سے وسیلہ تلاش کرو نہ کہ ذوات فاضلہ سے تو یہ دین اپنی طرف سے زیادہ کرنا حرام ہے۔ شرح الوقایہ کا جو متن ہے کہ فیقول العبد المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعۃ عبداللہ بن مسعود بن تاج الشریعت ہے اس کی شرح میں عبدالحیٔ لکھنوی لکھے ہیں دلت الایات علی ان التوسل بالاعمال الصالحۃ و بذوات الفاضلۃ جائزۃ کہ اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ سے وسیلہ پکڑنا جائز اور اس پر دال وابتغوا الیہ الوسیلۃ والی آیت کریمہ ہے اور اس وسیلہ بذوات فاضلہ کو شاہ ولی اللہ نے القول الجمیل میں بیان کیا ہے۔ باقی رہی بات حدیث غار کے متعلق تو ایک چیز کے اثبات سے

Marfat.com

دوسری چیز کی ممانعت نہیں ہوسکتی اور ہم اعمال صالحہ پر توسل کے قائل ہیں اور اعمال بغیر ذات کے ممکن نہیں اگر اعمال مراد لیا جائے تو پھر منافقین کے اعمال کیا وسیلہ بن سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں کیونکہ منافقین مردود ہے تو ان کے اعمال بھی مردود ٹھہرے اور انبیاء علیھم السلام مقبول ہیں تو ان کے تمام اعمال مقبول ہیں تو اعمال ذوات کے تابع ہو گئے لہذا ایک کو ماننا اور دوسرے سے انکار کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت عیسیٰ بن عبداللہ نے التامل فی حقیقۃ التوسل وسیلہ کے متعلق لکھتے ہیں وقال قوم فی الایۃ الاصر بالتقویٰ الوسیلۃ الذوات الشریفۃ منعا من التکرار لانہ لو صرفنا الوسیلۃ للعمل کان تاکید الما سبق من الامر بالتقویٰ واذ صرفنا ھا للذوات الفاضلۃ کان تاسیساً و التاسیس خیر من التوکید وھو الا لیق بالقول الفصیح. (التامل ص ۱۰۰)

ایک گروہ نے فرمایا ہے کہ آیت تقویٰ کے لئے ہے اور ذوات فاضلہ پر وسیلہ پکڑنا نہیں ہے تو یہاں تکرار سے ممانعت ہے کیونکہ اگر ہم وسیلہ کو عمل سمجھے تو یہ تاکید ہوا پہلی بات کی جو ذکر ہوچکی ہے جو تقویٰ پر حکم ہے اور اگر ہم اس وسیلہ سے ذوات فاصلہ لے لے تو یہ بنیاد ہو اور بنیاد تاکید سے بہتر ہے اور قول فصیح میں یہی معنی زیادہ لائق ہے۔ صاحب التامل کے بیان سے بھی۔ یہ بات واضح ہوگئی کہ آیت کریمہ میں جو ذکر وسیلہ کا ہوا ہے اس سے مراد صرف ذوات فاضلہ پر وسیلہ پکڑنا ہے۔

حضرت العلامہ عبدالحکیم شرف صاحب من عقائد اھل السنۃ میں اس آیت کریمہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ پر تحقیق کر کے لکھتے ہیں ھذہ الایۃ نص صریح فی جواز

Marfat.com

اتخاذ الوسيلة و ظاهر انها مطلقة شاملة للاعمال الصالحة والذوات الصالحة ولا يصح قصرها فی الاعمال نظر الی حدیث اصحاب الغار فان ذالک الحدیث لا يدل علي الحصر و يمكن ان يقال على طريق المعقول ان اعمالنا الصالحة ليست وسيلة فی حضرة الله تعالیٰ الا انها صالحة حسنة مع انا لاندری هل هی مقبولة عنده تعالیٰ ام لا؟ فلما جاز جعلها وسيلة مع كونها مجهولة القبول كيف لايجوز اتخاد نبی الله علیه و آله وسلم وسيلته وهو مقبول و مكرم عند الله تعالیٰ قطعاً (من عقائد اهل السنة ص ۱۱۱)

یہ آیت کریمہ نص صریح ہے کہ وسیلہ پکڑنا جائز ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ دونوں کے لئے شامل ہے اور اس آیت کریمہ میں جو ذکر وسیلہ کا ہے اس کو اعمال صالحہ سے مقید کرنا نہیں چاہئے کہ حدیث اصحاب غار کی طرف نظر کرے کیونکہ وہ حدیث حصر پر دلالت نہیں کرتا۔ ممکن ہوا کہ عقلی انداز سے کہا جائے کہ ہمارے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ نہیں ہے مگر وہ اعمال جو صالحہ ہو مگر وہ مقبول ہے جو صالح حسنہ سے ہو اور ہم نہیں جانتے کہ یہ مقبول ہیں اللہ کے نزدیک ہے یا نہیں تو یہ وسیلہ قبولیت کے مجہول ہوا کیونکہ اس اعمال کے قبولیت کے متعلق ہم حتماً نہیں کہہ سکتے تو پھر حضور انور ﷺ پر وسیلہ پکڑنا کیوں جائز نہ ہوا کیونکہ وہ مقبول اور مکرم ہے اللہ تعالیٰ کے بارگاہ عالیہ میں۔ تفسیر روح البیان میں وابتغوا الیہ الوسیلۃ میں وسیلہ سے اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ دونوں مراد لئے ہیں۔ مولانا حمد اللہ ڈاگئی مردان البصائر میں بھی وسیلہ سے اعمال صالحہ اور ذوات فاضلہ دونوں مراد لیا ہے کشف الارتیاب میں سید محسن الامین نے بھی وسیلہ ذوات

Marfat.com

فاضلہ کے لئے دلیل یہی آیت کریمہ پیش کی ہے۔

شبہ: حافظ ابن عبدالبر نے ترجمۃ العباس میں یوں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے انا نتوسل بعم بنینا فاسقنا ہم حضور انور ﷺ کے چچا کو وسیلہ پیش کرتے ہیں کہ ہم پر بارش برساؤ اور بخاری شریف میں ہے عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا استقیٰ بالعباس بن عبدالمطلب فقال انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون (بخاری ج ا ص ۱۳۷)
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب قحط ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے طلب بارش کرتے فرماتے ہم آپ کے بارگاہ میں حضور انور ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے تو آپ ہم پر بارش برساتے اور ہم حضور انور ﷺ کے چچا کو وسیلہ پیش کرتے ہیں ہم پر بارش برساؤ تو بارش ہو جاتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وصال کے بعد حضور انور ﷺ کو وسیلہ پیش نہ کیا اور آپ کے چچا کو وسیلہ بنایا تو بعد وصال حضور انور ﷺ کو وسیلہ بنانا شرک ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ منکرین وسیلہ کو شرک سمجھتے ہیں تو جب وسیلہ شرک ہوا تو پھر زندہ اور مرنے کا سوال ختم ہوا یہ تو نہیں ہو سکتا کہ زندہ کو شریک ٹھہرا سکتے ہو اور مردہ بزرگ کو نہیں شرک ہر حال میں شرک ہے اس میں زندہ اور مردہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا جب ان کے نزدیک یہ فعل شرک ہے تو پھر حیات اور موت میں کوئی فرق نہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

کی زندگی میں وسیلہ بناتے اور اب ہم نہیں بناتے اس لئے کہ وہ پردہ فرما گئے ہیں۔
صرف روایت میں یہ واضح ہے کہ ہم حضور انور ﷺ کو وسیلہ بناتے اور اب ہم آپ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں صرف اتنا واضح ہے کہ حضور انور ﷺ کے علاوہ آپ کے چچا پر بھی وسیلہ بنایا ہے۔ یہ اس بات پر دال ہے کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ حضور انور ﷺ کے علاوہ کسی دوسر بزرگ کو وسیلہ نہیں بنایا جاتا۔ بلکہ حضرت عمر فاروق ﷺ کے اس فعل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ حضور انور ﷺ کے علاوہ دوسرے برگزیدہ اشخاص کو بھی وسیلہ بنایا جاتا ہے اور یہ کام امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے کیا۔
حدیث شریف میں ہے کہ جس راستے پر حضرت فاروق جاتے ہیں شیطان دوسرے راستے پر چلتے ہیں ایک اور حدیث میں بھی ہے کہ جس طرف حضرت عمرؓ گھومتے ہیں حق بھی اس طرف گھومتا ہے۔ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر بن الخطاب کی زبان اور دل میں حق وصداقت کو ودیعت فرما دیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر میرے ساتھ ہیں اور میں ان کا ساتھی ہوں اور حق وصداقت میرے بعد عمر کے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی وہ ہوں۔ عمر معی وانا مع عمر و الحق بعدی مع عمر حیث کان اور یہ بھی حدیث میں ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ضرور نبی ہوتے۔
امام یوسف نبھانی رحمتہ اللہ علیہ نے شواھد الحق شریف میں نقل کیا ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کو استسقاء کا وسیلہ بنایا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ بنایا تو اس کی حکمت ومصلحت صرف یہ تھی کہ لوگوں پر واضح کریں کہ انبیاء علیہم السلام اور علی الخصوص حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی توسل واستغاثہ کا جواز مختص نہیں بلکہ دوسرے مقربان بارگاہ ناز کے ساتھ توسل جائز ہے کیونکہ محبوب خدا ﷺ کے ساتھ نزول باران میں توسل ان کے نزدیک

Marfat.com

معروف ومشہور تھا اگر صرف اس پر عمل جاری رہتا تو عین ممکن تھا کہ بعض لوگ اس توہم کا شکار ہو جاتے کہ دوسرے کاملین وصالحین کے ساتھ توسل واستغاثہ جائز نہیں ہے لہذا حضرت فاروق اعظم اور حق وصداقت کے مظہراتم نے اپنے عمل سے اس توہم کو بیخ سے اکھیڑ دیا اور اگر آپ صرف حضور انور ﷺ کے ساتھ ہی توسل و استغاثہ پر اکتفاء فرماتے تو اس گمان وتوہم کی گنجائش ہوسکتی تھی کہ جواز توسل صرف ذات نبوی تک محدود ومنحصر ہے۔اس وہم وگمان کی قطعاً کوئی وجہ صحت نہیں ہے کہ حضرت عباسؓ کہ زندہ تھے لہذا ان کے ساتھ توسل کیا اور حضور انور ﷺ چونکہ وفات پاچکے تھے لہذا آپ کے ساتھ توسل نہ کیا کیونکہ زندہ محبوبان خدا کے ساتھ توسل جائز ہے فوت شدہ مقبولان بارگاہ کیساتھ جائز نہیں لیکن یہ زعم فاسد اور قول باطل کئی وجوہ اور ادلہ سے مردود ہے کیونہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا آپ سے بعداز وصال توسل حضرت عثمان ابن حنیف والی روایت سے ثابت ہے اور حضرت بلال بن الحارث کی روایت سے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے نیز حضرت آدم علیہ السلام کا آپ کی ذات والا صفات سے توسل کرنا جیسے کہ حضرت عمرؓ کی روایت متقدمہ سے ثابت ہے لہذا بعداز وصال توسل کے عدم جواز کا قول کیونکر درست ہوسکتا ہے جب کہ آپ کے وجود عنصری سے قبل آپ کے ساتھ توسل واستغاثہ ثابت ہے اور اب تو آپ مزار مقدس میں زندہ وسلامت موجود ہیں۔(شواھد الحق)

یہی مؤلف آگے لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ﷺ نے حضرت عباس کو توسل کے لئے منتخب کیا اور دوسرے کسی صحابی کو اس اعزاز واکرام سے نہ نوازا تو اس میں مصلحت وحکمت یہ ہے کہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کا شف وفضل ظاہر کیا جائے اور ان سے اپنی عقیدت اور قلبی تعلق ظاہر کیا جائے تاکہ باہم عداوت ودشمنی کے

Marfat.com

افسانوں کا قلع وقمع ہو جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ان سے توسل فرما کر واضح کر دیا کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول سے توسل جائز ہے کیونکہ حضرت عمرؓ بالاتفاق امت مسلمہ میں افضل ہیں۔ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ اگر بارش ے برسنے میں تاخیر ہوتی تو ضعیف الایمان لوگوں کے دلوں میں وسوسے پیدا ہو جاتے تو وہ امکان بھی نہ رہا۔ حاصل بحث یہ ہوئی کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ کے ساتھ اور دیگر انبیاء ومرسلین علیہم السلام کے ساتھ حالت حیات ظاہرہ میں بھی توسل واستغاثہ جائز ہے اور بعد از وصال بھی اور اسی طرح اولیاء کاملین اور نیک بندوں کو وسیلہ بنانا جائز ہیاور جو لوگ توس میں زندہ اور مردہ کے اندر فرق کرتے ہیں تو ان کے اس فرق سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ زندو کو تاثیر اور تخلیق اور ایجاد کے اہل سمجھتے ہیں اور اموات سے ان باتوں کی نفی کرتے ہیں تو جب توسل زندوں سے درست مانا تو ان کی تاثیر وتصرف کے قائل ہو گئے حالانکہ متصرف اور تاثیر کرنے والا حقیقۃ اللہ کے ساتھ خاص ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ نہ زندہ متصرف ہو سکتا ہے اور نہ مردہ اور توسل ﷺ مطلب یہ ہے کہ کسی بزرگ کے بزرگی یعنی وجاہت کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی اجائے اور وہ بزرگی ایمان کا ہوگا وہ پہلے مومن ہوگا پھر ولی یا نبی ہوگا۔ تو نبی یا رسل خدا کے دربار میں مقبول بندے ہیں اور وصال سے ان سے ولایت ورسالت الگ نہیں ہو سکتی تو پھر موت اور حیات کا فرق پر جواز وعدم جواز کا مدار رکھنا عبث ہے۔

شبہ: بخاری شریف میں ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ حج کے لئے تشریف لے گئے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور پھر حجر اسود شریف کو بوسہ دیتے وقت فرمایا کہ اے حجر اسود مجھے پتہ ہے کہ تم ایک پتھر ہو نہ کسی کو فائدہ دے سکتے ہو اور نہ کسی کو ضرر اگر

Marfat.com

میں نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو تمہیں بھی نہ چومتا اور پھر اس حجر اسود کو چوما اس اثر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروقؓ کو پتہ تھا کہ حجر اسود ایک پتھر ہے نہ کسی کو فائدہ دے سکتا ہے اور نہ کسی کو ضرر اور اس زمانے کے لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء لوگوں کو نفع دے سکتے ہیں تو اس عقیدہ کو حضرت عمر فاروقؓ نے رد کر دیا۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ حجر اسود والا اثر پورا نہیں پوری روایت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں ہے کہ حاکم میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کو تشریف لے گئے جب اس نے طواف کیا اور پھر حجر اسود کو بوسہ دیا اور بوسہ دیتے وقت فرمایا کہ اے حجر اسود مجھے پتہ ہے کہ تم ایک پتھر ہو نہ کسی کو فائدہ دے سکتے ہو اور نہ ضرر اگر میں نے حضور انورﷺ کو نہ دیکھا ہوگا تو تمہیں چوما ہے تو میں تمہیں نہ چومتا پھر اس کو چوما اس وقت حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ تشریف فرما تھے اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین یہ فائدہ بھی دے سکتا ہے اور ضرر بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی دلیل کے بناء پر تم یہ کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ کتاب اللہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہاں ہے آپ نے فرمایا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارواح کو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے سرخ چونٹیوں کے شکل میں پیدا فرمایا اور پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تب تمام نے جواب دیا کہ ہاں تم ہمارے رب ہو پھر اللہ تعالیٰ نے اس عہد نامہ کو ایک کاغذ پر نوشتہ فرمایا اور اس حجر اسود کو فرمایا کہ اسے نگل دو حجر اسود کا منہ تھا اس نے اس کاغذ کو نگل دیا حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے حضور انورﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن اس حجر اسود کو لایا جائے گا اور

Marfat.com

اس کا زبان ہوگا تو جس نے توحید سے بوسہ یا استلام کیا ہو اس پر گواہی دے گا تو اے امیر المؤمنین یہ فائدہ بھی دیتا ہے اور ضرر بھی پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **اعوذ باللہ من قول لست فیھم یا ابا الحسن** یعنی میں اس قوم سے پناہ مانگتا ہوں جس میں اے حسن کے اباتم نہ ہو۔ پوری روایت آپ کے سامنے پیش کی گئی تا کہ کوئی بھی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے اس روایت کو مولوی عبدالحیٔ لکھنوی نے مقدمہ ہدایہ میں بھی درج کیا ہے۔ اب یہ کہنا کہ یہ روایت پوری تو بخاری میں نہیں ہے تو امام بخاری نے حج کے باب میں جتنا ضروری محسوس کیا نقل کیا اس کا مقصد حاصل ہوا اور باقی روایت کو نقل کرنا مناسب باب نہ سمجھا۔ ایسی بہت سی روایات ہیں جو امام بخاری نے موقع کی مناسبت سے جتنا ضروری سمجھا نقل کیا ہے اور باقی حصے روایات کے چھوڑ دیئے ہیں۔ اب اگر امام بخاری نے نقل نہیں کیا تو کوئی بات نہیں دوسری کتب احادیث میں تو موجود ہے۔ پھر اپنی طرف سے یہ مسئلہ نکال لینا کہ انبیاء علیھم السلام اور اولیاے کرام کسی کو فائدہ نہیں دے سکتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان عظیم ہستیوں کو تو مخلوق کے نفع کے لئے پیدا کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں کے ذریعے اور وسیلہ سے لوگوں کو فائدہ دیتے ہیں۔ یہ عظیم ہستیاں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان واسطے ہیں اب ان واسطوں سے انکار کرنا کھلی گمراہی ہے۔

شبہ: زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مردوں سے نہیں کیونکہ زندہ میں مدد کی طاقت ہے مردہ میں نہیں ہے لہذا یہ شرک ہے۔

جواب: سورۃ فاتحہ میں ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں ایاک نستعین ہم تجھ ہی

Marfat.com

سے مدد مانگتے ہیں اس میں زندہ اور مردہ کا فرق کہاں ہے کیا زندہ ہو تو اس کی عبادت کی جائے گی اور اگر مردہ ہو تو اس کی عبادت نہیں کی جائے گی جس طرح غیر خدا کی عبادت مطلقاً شرک ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے ڈھائی ہزار سال بعد امت محمدی ﷺ کی مدد فرمائی کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کی بجائے پانچ کرادی اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ نمازیں پانچ رہیں گی مگر بزرگان دین کی مد کے لئے پچاس مقرر فرما کر پھر دو پیاروں کی دعا سے پانچ مقرر فرمائیں۔ تفسیر صاوی شریف میں آخر سورۃ قصص ولا تدع مع اللہ الٰھا آخر کی تفسیر میں ہے۔ یعنی لا تدع کے معنی ہیں عبادت نہ کرو لہذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح ہے کہ اب ان کے ذریعے سن نفع ونقصان دے کبھی واجب ہوتا ہے کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل۔ استعانت باب تفعیل سے ہے جو کہ بذریعہ آلہ ہوتا ہے تو ایاک نستعین کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آلات اور وسائل کے ذریعے مانگا جاسکتا ہے کیونکہ استعانت کے لئے آلہ امداد ضروری ہوتا ہے اور یہ معنی حضرت العلامہ مولانا عبدالطیف صاحب نے تفسیر کاشف البیان میں درج کیا ہے اگر کسی کو شوق ہو تو تفسیر کاشف البیان کا مطالعہ کرے۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنی تفسیر عزیزی میں فرمایا ہے کہ اولیاء انبیاء مظاہر عون الٰہی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے لوگوں کی مدد فرماتے ہیں تفسیر خزائن العرمان میں بھی یہی مضمون درج ہے اور مولوی شبیر احمد عثمانی نے حاشیۃ القرآن میں یہی لکھا ہے پس معلوم ہوا کہ مفسرین کرام نے انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کے بارگاہ عالیہ میں پیش کرنا جائز نقل کیا ہے اب اگر

Marfat.com

کوئی اس جائز کام کو شرک تصور کرے اور مومنین موحدین کو مشرک تصور کرے تو یہ ان کے لئے گمراہی سے کم نہیں اللہ تعالیٰ ایسے کج اور غلط عقائد سے بچائے۔ آمین ثم آمین۔

شبہ: قرآن مقدس میں ہے وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا الخ اور تھے یہ اہل کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لباس بشری میں ظہور سے قبل طلب فتح مانگتے تھے اللہ تعالیٰ سے آپ کے وسیلہ سے ان لوگوں پر جو کافر تھے اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ یہود اور نصاریٰ حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے جنگوں میں فتح پانے کے لئے حضور انور ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے تو زمانہ حال کے مسلمان بھی حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے سوا کرتے ہیں تو پھر دونوں اس فعل میں برابر ہوئے اس وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وسیلہ پکڑنا انبیاء علیھم پر یہ اہل کتاب کا شعار ہے اور ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

جواب: یہ شبہ بھی منکرین توسل کا غلط اور بے بنیاد ہے اس لئے کہ حضور انور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل یہی اہل کتاب مومن مسلمان تھے اور ان کا یہ فعل درست تھا اور اس درست فعل کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا اور اللہ تعالیٰ حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے ان کو فتح دیتے اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں فرمایا وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا یعنی حضور انور ﷺ کے لباس بشری کے ظہور سے قبل اپ کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے ان لوگوں پر جو کافر تھے الفاظ قرآن کے یہ ہیں علی الذن کفروا تو سا وقت وسیلہ ماننے والے مسلمان تھے اور جن پر فتح پانے کا سوال کرتے وہ کافر تھے تو ہم اگر عمل کرتے ہیں تو مسلمانوں کے عمل کے

Marfat.com

مرتکب ہیں اور جو منکرین ہیں وہ کافروں کے عمل کے مرتکب نظر آتے ہیں اور اس وقت کے مومن مسلمان اہل کتاب کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ نے منع نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ ہستی آئی جس کے وسیلہ سے وہ سوا کرتے تو ان کے لئے زیادہ ضروری تھا کہ یہ تمام حضور انور ﷺ پر ایمان لاتے تو جنہوں نے ایمان نہیں لایا ان کو تنبیہ ہے کہ تمہارے باپ دادا تو حضور انور ﷺ کو وسیلہ پیش کرتے اور تم حضور انور ﷺ پر ایمان نہیں لاتے ہو تمہیں تو زیادہ ضروری ہے کہ تم تمام حضور انور ﷺ پر ایمان لاتے کیونکہ تمہیں حضور انور ﷺ کا رتبہ معلوم ہے لیکن معلوم ہوتے ہوئے بھی تم نے ایمان لانے سے انکار کیا اور اس ایمانی دولت سے محروم رہ گئے اور اہل کتاب اس لئے حضور انور ﷺ کو وسیلہ مانتے کہ ان کے انبیاء علیہم السلام حضور انور ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مہمات میں حضور انور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا ہے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قصیدہ النعمان میں اس کا ذکر فرمایا ہے آپ نے فرمایا

وکذاک موسیٰ لم یزل متوسلا

بک فی القیامة یحتمی بحماک

اور موسیٰ علیہ السلام ہمیشہ آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کے بارگاہ پیش کرتے اور قیامت کے دن بھی آپ کی حمایت سے آپ کے لواء حمد کے نیچے ہوگا اس شعر سے قبل حضرت آدم علیہ السلام کے وسیلہ کا ذکر فرمایا ہے

وانت الذی لما توسل آدم

من زلة بک فاز وھو اباک

اور آپ وہی ہستی ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کا وسیلہ پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے اس مہم میں کامیاب کیا حالانکہ سلسلہ بشری میں وہ آپ کا والد

Marfat.com

تھا تو وسیلہ پر عمل کرنا سنت انبیاء علیھم السلام ہیں یہ حضرت ادم علیہ السلام کی سنت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی سنت ہے ہم اگر وسیلہ پر عمل کرتے ہیں تو انبیاء علیھم السلام کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔

شبہ: اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا رب ہے اور وہ اپنی مخلوق کا کارساز ہے اور اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب ہے تو پھر تم ان کے درمیان دوری کیوں پیدا کرتے ہو کہ اس کے لئے وسیلہ پیش کرتے ہو۔ اس لئے یہ فعل جائز نہیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا خالق ہے اور وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے لیکن ہمارے اعمال نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور کیا ہے۔ وہ ہمارے قریب ہے اور ہم اس سے اعمال کی وجہ سے دور ہیں اگر ہم اللہ تعالیٰ سے کوئی خواہش کرنے کے لئے درخواست پیش کردیں تو اللہ تعالیٰ اس درخواست کو قبول نہیں کرے گا بلکہ اور زیادہ غصہ ہوگا کیونکہ جب اس نے ہم پر ہر قسم کے احسانات سے ہمیں نوازے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان برداری کے بجائے نافرمانی شروع کی یہود اور نصاریٰ نے حضور انور ﷺ پر ایمان نہیں لایا تو اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوئے اور منافقوں نے زبانی ایمان کا اقرار کیا لیکن دل میں وہ پکے کافر ہیں اب ان کے اعمال کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہیں وہ کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے قرب کا دعویٰ کریں گے بلکہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب ان کو لپیٹ میں لے گا اور ان پر قہر وغضب نازل ہوگا لین اگر کوئی گناہ گار اللہ تعالیٰ سے حضور انور ﷺ کا وسیلہ پیش کرے تو الہ تعالیٰ کا قہر وغضب ٹھنڈا ہوگا اور اپنے پیارے کے صدقہ میں ان پر انعام واکرام فرمائے گا۔ اس لئے حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے

Marfat.com

شفاعتی للاھل الکبائر کہ میری شفاعت بڑے بڑے گناہ گاروں کے لئے ہے وہ بڑے بڑے گناہ گاروں کی شفاعت فرمائے گا اللہ تعالیٰ حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے ان پر انعام واکرام کرے گا۔

شبہ: جس درخت کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی لوگوں نے اس کو زیارت گاہ بنایا حضرت عمرؓ نے اس درخت کو کٹوایا تو زیارت کرنے والے اولیاء کے وہ حضرت عمرؓ کے خلاف ہیں

جواب: جس درخت کے نیچے بیعت الرضوان ہوئی تھی لوگوں نے اس کو زیارت گاہ بنایا حضرت عمر ﷺ نے اس درخت کو کٹوایا تو زیارت کرنے والے اولیاء کے وہ حضرت عمر فاروق ﷺ نے اس درخت کو کٹوایا کہ اصل میں وہ درخت کسی نے کٹوایا تھا اور لوگوں نے کسی دوسرے درخت کو وہی بیعت رضوان والے درخت سمجھا اور اس سے تبرک حاصل کرنا شروع کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا تو آپ نے وہ تبرک والا درخت کٹوایا تا کہ لوگ غلط فہمی میں نہ رہیں کہ یہ وہی بیعت رضوان والے درخت ہے۔ اگر حضرت عمر فاروقؓ تبرکات کا مخالف ہوتا تو پھر لوگ حضور انور ﷺ کے بالوں سے تبرک حاصل کرتے تھے اس طرح حضور انور ﷺ کے لباس مبارک سے بھی تبرک حاصل کرتے تھے اور اس کے علاوہ حضور انور ﷺ کا مرقد منور سے لوگ تبرک حاصل کرتے تھے تو کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان تمام اشیاء کو بند یا ختم کیا نہیں بلکہ ہرگز نہیں۔ میری بات کی تصدیق مسلم شریف جلد دوم کتاب الامارت باب بین بیعت الرضوان اور بخاری لد دوم باب غزوہ الحدیبیہ میں ابن میسّب سے جو روایت کی

Marfat.com

ہے اس پر دال ہے ابن مسیب فرماتے ہیں کہ میرے والد بھی ان سے ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلواۃ والسلام سے درخت کے پاس بیعت کی تھی انہوں نے فرمایا کہ ہم سال آئندہ حج کے لئے گئے تو اس کی جگہ ہم پر مخفی ہوگئی مسلم شریف کے الفاظ یہ ہیں کان ابی ممن بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عند الشجرۃ قال فانطلقنا قابل حاجین فخفی علینا مکانھا اور بخاری شریف میں ہے فلما خرجنا من العام المقبل نسیناھا فلم نقدر علیھا۔ جب ہم آئندہ سال نکلے تو ہم نے اس درخت کو بھول دیا اور ہم نے اس درخت کو نہیں پایا۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہی بیت الرضوان درخت کو نہیں کٹوایا تھا بلکہ عوام کی غلط فہمی کی وجہ سے وہ دوسرا درخت کٹوایا تاکہ لوگ غلط فہمی میں نہ رہیں۔ حضور انور ﷺ جب حج کے موقع پر اپنے بالوں کو کٹواتے تو صحابہ کرام وہاں موجود ہوتے اور ہر ایک یہ کوشش کرتا کہ حضور انور ﷺ کے بالوں میں سے کوئی ایک بال بھی مل جائے تو ہمارے لئے غنیمت ہوگا اور وہ اپنے ساتھ تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھتے جیسا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی ٹوپی میں رکھا تھا۔

شبہ: طبرانی نے جو روایت عثمان بن حنیف سے اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی ہے یہ اس لئے قابل قبول نہیں کہ اس میں ایک راوی ابوجعفر مدائنی ہے اور وہ راوی ضعیف ہے بلکہ بعض نے لکھا ہے کہ بناوٹی احادیث بناتا تھا۔
(جواھر القرآن)

Marfat.com

جواب: اس روایت کے متعلق اتنا عرض ہے کہ یہ روایت صحاح ستہ میں سے ابن ماجہ ونسائی وترمذی نے نقل کئے ہیں۔ ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے جب کہ صحاح ستہ میں ابن ماجہ نے اس حدیث کو صحیح جانا تو اگر جواہر القرآن والے صحیح نہ سمجھے تو اس کا یہ نہ ماننا قابل قبول نہیں اس طرح ترمذی نے بھی نقل کی ہے کہ یہ روایت حسن غریب صحیح ہے اس میں حسن اور غرابت کا ذکر ہے حاکم نے بہ شرط بخاری ومسلم صحیح کہا ہے حافظ امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم ومقرر رکھا۔ طبرانی وابن خزیمہ۔اور بیہقی نے اس روایت کو قبول کیا ہے اور طبرانی نے فرمایا والحدیث صحیح طبرانی نے اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کر کیا کہ حدیث صحیح ہیں۔ اب ان تمام محدثین نے اس حدیث کو قبول کیا ہے اور اس پر کسی قسم کا جرح نہیں کیا۔ باقی رہی یہ بات کہ ابو جعفر مداینی ضعیف ہے اس کی روایت کو قبول نہیں کیا جاتا تو یہ بات بھی غلط ہے اس لئے کہ اگر اس نے صحیح احادیث نقل کی ہیں تو کیا وہ تمام کے تمام قبول ہونے کی اہلیت نہیں رکھتی جبکہ صحاح ستہ میں سے ابن ماجہ اور ترمذی ونسائی وابن خزیمہ طبرانی وبیہقی ومستدرک نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ایک راوی کے متعلق کئی لوگ ضعیف کہتے ہوں گے لیکن بھی محدثین اس کو ثقہ مانتے ہیں باقی رہی یہ بات کہ اس حدیث پر جرح صاحب جواہر القرآن کی ہے تو فقیر کے پاس جواہر القرآن کا رد مواھب المنان فی الرد علی جواہر القرآن موجود ہے اس میں تمام تفسیر کے قاعدے اور کلیوں پر تنقید ہے اور مولانا سید عبداللہ شاہ مدیر روزنامہ الفلاح کی کتاب میری [illegible] کی یادداشتیں میں صاحب جواہر القرآن پر تنقید کی ہے تو [illegible] جواہر القرآن کے ماننے والے بھی ان دو کتابوں کو مطالعہ کریں تاکہ ان کو جواہر القرآن والے کی

Marfat.com

علمی مقام معلوم ہو سکے اسی روایت کو امام یوسف النبھانی نے شواھد الحق میں اور سید محمد بن علوی نے المفاھیم میں اور عیسیٰ بن عبداللہ نے التامل فی حقیقۃ التوسل اور عمران القلوب الی دیار المحبوب اور صاحب فوائد البھیہ فی استعانۃ خیر البریہ اور حضرت العلامہ مولانا عبدالحکیم شرف نے من عقائد اھل السنۃ میں اس حدیث کو قبول کر کے درج کئے ہیں مولانا حمد اللہ ڈاگوی نے البصائر میں اس روایت کو نقل کیا ہے برآۃ الاشعرین میں حامد بن مرزوق نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اب ان تمام اکابرین دین وملت کے نقل کردہ حدیث جوانہوں نے صحیح کہا اور اپنی تالیفات میں اس کو نقل کیا ہے۔ ان تمام کتب مذکورہ کے علاوہ مثلاً سید احمد زینی دحلان مفتی شافعیہ نے الدرر السینہ فی الرد علی الوھابیہ میں مفتی اھل سنت عبدالقیوم ہزاروی نے اپنی کتاب التوسل میں اس حدیث کو قبول کر کے درج کیا ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف کی روایت کے متعلق مزید یہ عرض خدمت ہے کہ امام طبرانی نے اس حدیث کو روایت کر کے کہا کہ اس حدیث کو شعبہ نے ابو جعفر سے روایت کیا ہ اور شعبہ سے اس حدیث کو صرف عثمان بن عمر نے روایت کیا ہے اور وہ اس سے روایت کرنے میں متفرد ہے اور حدیث صحیح ہے شیخ ابن تیمیہ نے امام طبرانی پر اعتراض کیا کہ اس حدیث کو شعبہ سے روایت کرنے میں حضرت عثمان بن عمر متفرد نہیں بلکہ روح بن عبادہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا ہے اور یہ اسناد صحیح ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام طبرانی کی یہ روایت دو صحیح سندوں سے مروی ہے۔ ابن تیمیہ اپنی کتاب فتاویٰ ج ا ص ۲۷۴ میں لکھتے ہیں قال الطبرانی روی ھن الحدیث شعبة عن ابی جعفر و اسمه عمر بن ابی یزید وھو ثقة تفرد به عثمان بن عمر عن شعبة قال ابو عبدالله المقدسی والحدیث صحیح قلت والطبرانی ذکر تفرده بمبلغ

Marfat.com

علمه ولم يبلغه رواية روح بن عباده عن شعبة و ذالک اسناد صحيح يبين انه لم ينفرد به عثمان بن عمر (فتاوی ابن تیمیہ ج اص ۲۷۴) امام طبرانی نے کہا اس حدیث کو شعبہ نے ابوجعفر سے روایت کیا ہے اور اس کا نام عمر بن ابی یزید ہے اور وہ ثقہ ہے عثمان بن ابی عمر، شعبہ سے اس روایت سے متفرد ہے ابوعبداللہ مقدسی نے کہا اور حدیث صحیح ہے میں کہتا ہوں کہ امام طبرانی نے اپنے مبلغ علم کے اعتبار سے عثمان بن ابی عمر کو متفرد کہا ان کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ روح بن عبادہ نے بھی شعبہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ اسناد صحیح ہے اس سے معلوم ہوا کہ عثمان بن ابی عمر اس روایت میں متفرد نہیں۔ روایت کے بعد طبرانی مزید لکھتے ہیں۔ ورواه ايضا هشام الدستوائی عن ابی جعفر عن ابی امامة بن سهل عن عمه وهو عثمان بن حنيف. (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۶۸) اس حدیث کو ہشام دستوائی نے از ابوجعفر مدائنی از ابوامامہ بن سہل از عم خود روایت کیا ہے ابوامامہ کے چچا حضرت عثمان بن حنیف ہیں۔ امام بیہقی کی اس مفصل روایت اور اسی دوسری سند کا ابن تیمیہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں ورواه البيهقی من هذا الطريق و فيه قصة قديحتج بها من توسل به بعد موته ان كانت صحيحة (فتاوی ابن تیمیہ ج اص ۲۶۸) امام بیہقی نے اس سند کے ساتھ اس قصہ کو روایت کیا ہے اس سے آپ کے وصال کے بعد آپ سے توسل پر استدلال کیا جاتا ہے بشرطیکہ یہ روایت صحیح ہو۔

حافظ ابوبکر بن خثیمہ نے اپنی تاریخ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اب اگر صحیح حدیث کو ضعیف یا موضوع کہے تو حدیث ضعیف نہیں بلکہ انکار کرنے والے کا ایمان ضعیف ہے اس لئے کہ وہ حضور انور ﷺ اور دوسرے انبیاء و اولیاء کی ذوات کو وسیلہ نہیں مانتا تو احادیث کے راویوں پر جرح کر کے کیا وہ وسیلہ بذوات فاضلہ کو رد

Marfat.com

کر سکتا ہے نہیں اس لئے کہ وسیلے کا ذکر تو صرف اس روایت میں نہیں ہے بلکہ کئی دوسری احادیث وسیلے کے اثبات اور جواز پر دال ہیں اور پھر قرآن مقدس کی متعدد آیات بھی تمہارے سامنے کتاب کے ابتداء میں قارئین کی خدمت میں پیش ہوئیں تو کیا وہ قرآنی آیات کو بھی ضعیف کہیں گے اور مفسرین و محدثین و فقہاء و صوفیاء کرام نے مسئلہ وسیلہ کو تسلیم کیا ہے اور ان تمام اکابرین دین و ملت سے وسیلہ کے مسئلہ کو صرف جواز کے حد تک محدود نہ سمجھا بلکہ اپنے اکابرین کو وسائل مان کر اس زنجیر کی کڑی سے اپنے آپ کو ملائے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے حضرت امام جعفر صادقؓ سے بیعت کر کے روحانی سلوک کو طے کیا اگر وسیلہ شرک ہوتا تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کبھی بھی بیعت نہ کرے اور امام جعفر صادقؓ کو اپنا وسیلہ تسلیم نہ کرتے۔ اس بات کو مواهب المنان فی مناقب النعمان میں درج کیا ہے۔

امام غزالی اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہما بھی بزرگوں کے دامن سے وابستہ رہے تو اگر یہ شرک ہوتا تو یہ بڑے اکابرین اور ائمہ کبھی بھی اس کے قریب نہ جاتے لیکن ان کو معلوم تھا کہ بغیر وسائل کے روحانی سلوک کا طے کرنا ایک مشکل کام ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اس بابت میں یہ مقولہ بھی مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا لولا شنتان لھلک النعمان اگرچہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ یہ اس بیعت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے دو سال ہوئے تھے کہ آپ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اتھا دنیا میں جہاں بھی اسلام کی خدمت ہوئی ہے اس میں آدھے سے زیادہ حصہ صوفیاء کرام نے پورا کیا ہے اور باقی علماء مفسرین و محدثین و فقہاء نے پورا کیا ہے ہند و پاک میں بھی اسلام کی خدمت ان صوفیاء کرام کے وسیلہ سے ہوا ہے اور ان نفوس قدسیہ کی وجہ سے آج بنگلہ دیش اور پاکستان دو اسلامی ممالک ہندوستان کے نقشہ میں جلوہ افروز ہیں اس

Marfat.com

طرح مالدیپ اور ہندوستان میں بھی اب کئی کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں یہ تمام ان صوفیاء کرام کی برکات ہیں متاخرین صوفیاء کرام سے کئی سو سال قبل حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان تشریف لائے تھے اور کئی لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کرایا تھا یہ خدائی طاقت ان کے بازوؤں میں اللہ تعالیٰ نے بزرگان دین کے وسائل سے دی تھی اس خدائی طاقت کی وجہ سے اس نے تمام ہندوستان میں اسلام کا ڈنکا بجایا اور آپ نے علوم روحانیت میں کشف المحجوب لکھی جو سراپا ایمان و معرفت ہیں۔

شبہ: مجوزین وسیلہ کے تائید میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ اذا تحیر تم فی الامور فاستعینوا باھل القبور کہ جب تم کسی کامون میں پریشان ہو جاؤ تو اھل قبور والوں سے استعانت مانگو یہ حدیث موضوعی ہے اس لئے اس پر عمل کرنا صحیح نہیں۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کو بزرگان دین وملت نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے تو اگر یہ حدیث موضوعی ہوتی تو بزرگان دین کبھی بھی اس کو نقل نہ کرتے۔ سلطان العارفین باھو رحمۃ اللہ علیہ نے قرب دیدار اور نور الھدی ومحک الفقراء وغیرہ میں اس حدیث کو قبول کر کے نقل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ولی کامل نے اس حدیث کو صحیح جانا ہے۔ اس حدیث کو زاد اللبیب اور جواھر النفیس نے بھی نقل کیا ہے مرقاۃ شرح مشکواۃ اس کو قیل سے نقل کیا ہے باقی اگر کوئی اس کو موضوعی کہے تو ان کی خدمت میں اتنا عرض ہے کہ موضوعیت کا دھبہ لگانے سے یہ پتہ چلا کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں اس لئے کہ موضوعی حدیث کے تمام راوی ثقہ ہوتے

Marfat.com

ہیں لیکن وہ قرآن کے مخالف ہوتی ہے اس سے پھر علماء کہتے ہیں کہ یہ موضوع ہے یعنی یہ قرآن کے مخالف ہے تو اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا یہ حدیث قرآن کے مخالف ہے یا موافق تو یہ قرآن کے موافق ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ممتحنہ میں فرمایا کما لیس الکفار من اصحاب القبور جیسے کہ کافر لوگ اصحاب قبور والوں سے ناامید ہے اور ہم مسلمان تو کہتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جیسے ناامید ہیں کافر اصحاب قبور سے یعنی کافروں کی طرح ہم ناامید نہیں ہیں۔

شبہ: حدیث میں ہے اذا اضل احدکم شیا واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان اللہ عباد الا تراھم جب تم سے کوئی چیز گم ہو جائے اور تم چاہتے ہو کہ میری مدد ہو جائے اور وہاں تمہارا کوئی دوست نہ ہو تو یہ کہے کہ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو یہ حدیث بھی موضوعی ہے اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں۔

جواب: اس حدیث کو ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزار عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی حضور انور ﷺ نے فرمایا الحدیث الخ ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف نے اس حدیث کو نقل کی اہے امام نووی نے اذکار میں فرمایا ہے کہ ہمارے بعض اساتذہ جو بڑے علماء میں سے تھے اس پر عمل کیا اور وہ اپنے مراد میں کامیاب ہوئے۔ ملا علی قاری نے مرزشین میں امام طبرانی سے یہ حدیث نقل کی ہے اور اس نے سیدنا عتبہ بن غزوان سے روایت کی ہے آگے لکھا ہے کہ عتبہ بن غزوان نے

Marfat.com

فرمایا قد جرب بذالک علامہ قاری نے علامہ میرک سے وہ بعض علماء ثقات سے نقل کرتا ہے ھذا حدیث حسن کہ یہ حدیث حسن ہے اور فرمایا کہ مشائخ سے مروی ہے انہ مجرب کہ اس پر بار بار تجربہ ہوا ہے اور صحیح پایا گیا ہے۔

شبہ: حضرت آدم علیہ السلام نے حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے سوال کیا تو یہ حدیث بھی موضوعی ہے اس پر عمل کرنا ناجائز ہے اور یہ توسل کے جواز پر دلت نہیں کرتی۔

جواب: یہ حدیث مستدرک میں امام حاکم نے نقل کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے جب ایک محدث نے صحیح کہا تو پھر ہمارے زمانہ کے مجہول العلم کیا کہے گا کہ یہ صحیح نہیں باقی اس حدیث کو امام ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں اور امام سبکی نے شفاء السقام اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب اور اشعۃ اللمعات و مدارج النبوت میں اس حدیث کو قبول کر کے نقل کیا ہے اور ملا معین واعظ کاشفی نے معارج النبوۃ میں اور تفسیر تعالی و تفسیر کشف الاسرار میں اس حدیث کو نقل کیا بیہقی اور طبرانی نے بھی نقل کئے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے الدر المنثور شریف می اس حدیث کو نقل کیا ہے ان تمام محدثین اور مفسرین نے اس حدیث کو قبول کر کے نقل کیا ہے امام یوسف النبہانی نے شواھد الحق میں اور سید احمد ذینی و حلان نے الوررالسعیہ میں نقل کیا۔ اگر ابن تیمیہ نے اس کو نہیں مانا تو ابن تیمیہ کو بھی اکابرین اہل سنت نے رد کیا ہے حتی کہ تفسیر صاوی میں اس کو ضال اور مضل تک کہا ہے ابن حجر مکی نے فتاوی حدیثیہ میں بھی اس کو ضال لکھا ہے برخوردار حاشیہ النبراس شرح شرح العقائد میں اس کو گمراہ لکھا ہے حافظ ابن حجر نے الوررالکامنہ

Marfat.com

میں بھی اس کو ضال ومضل لکھا ہے اگر کسی کو شوق ہو تو ان کتب کو مطالعہ کرنا چاہئے اگر ابن تیمیہ نے اس حدیث کو نہ مانا تو کوئی بات نہیں۔

شبہ: سورۃ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وایاک نستعین اور ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں جب اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے کا ثبوت ہے تو تم انبیاء واولیاء غیر اللہ سے کیوں مدد طلب کرتے ہو یہ تو صریح خلاف ورزی ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ چونکہ خالق و مالک ہے اس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے اور اسی مخلوق کے تمام حوائج کے حل فرمانے والا ہے تو مخلوق اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں اس مدد پر حقیقی اور مستقل اور ذاتی کا اطلاق کیا جاتا ہے اس آیت کریمہ میں یہی حقیقی مدد مراد ہے مسلمانان عالم اگر استمداد انبیاء واولیاء سے کرتے ہیں تو وہ ان کو وسیلہ مان کر کرتے ہیں اور اس مدد کو مجازی اور اسباب کے ذریعہ کہا جاتا ہے۔حقیقت اور مجاز دونوں قرآن مقدس میں دکر ہے اگر مجاز سے انکار کرو گے تو تم قرآن مقدس سے منکر ہو جاؤ گے قرآن مقدس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے خواص سے فرمایا من انصاری الی اللہ میرے ساتھ اللہ کے لئے کون مددگار ہیں تو خواص نے کہا نحن انصار اللہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں اب مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو خواص کسی طرح مددگار ہو سکتے ہیں اس مدد کو مجازی کہا جاتا ہے اور یہ جائز وقرآن سے ثابت ہے۔اب روحانی مدد کرنا یہ بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے مدد کرنا ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا انی اخلق لکم من طین وانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرالاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بماتاکلون وما

Marfat.com

تدخرون فی بیوتکم الایۃ کہ میں تمہارے مٹی سے پرند بنا تا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے پرندہ بن جاتا ہے اور میں تمہیں وہ بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم گھروں میں جمع کرتے ہو۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف پیدا کرنا اور مادرزادوں کو ٹھیک کرنا اور برص بیماروں کو بیماریوں سے نجات دلانا اور مردوں کو زندہ کرنے کی نسبت اس کی طرف کی۔ اگر یہ شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس بات کو ذکر نہ کرتا۔ اس مدد کو مجازی اور وسیلہ وذریعہ کہا جاتا ہے تفسیر کاشف البیان میں ہے کہ استعانت باب تفعیل سے ہے اور اس میں الہ وذریعہ استعمال کیا جاتا ہے تو ایاک نستعین میں استمداد بالوسائل ہے۔ اللہ تعالیٰ بغیر وسائل کے بھی سب کچھ کرسکتا ہے لیکن چونکہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسباب کے ذریعہ لوگوں کی مدد فرماتا ہے اور دونوں اقسام حقیقت اور مجاز کے قرآن مقدس میں ذکر ہیں اب اگر حقیقت کو مان کر مجاز سے انکار کرو گے تو یہ بھی قرآن سے انکار کرنا ہے اور اگر مجاز کو مان کر حق سے منہ موڑو گے تو پھر بھی قرآن سے انکار ہوگا اور پورے قرآن مقدس پر ایمان لانا فرض ہے۔ اگر قرآن شریف کے کچھ حصہ کو مانو گے اور کچھ حصہ سے انکار کرو گے تو یہ تمہارے لئے ہلاکت کا باعث ہے چونکہ اعمال مخلوق ہیں اور اس کا ذکر بھی قرآن مقدس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واللہ خلقکم وما تعملون اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمہارے اعمال کو مخلوق اعمال پر استعانت کا ذکر قرآن مقدس میں موجود ہے استعینوا بالصبر والصلاۃ کہ استعانت صبر اور نماز سے مانگو۔ اگر کوئی بھی صبر اور نماز کو خدا نہیں کہہ سکتا اگر کوئی چیز شرک ہو تو پھر وہ کس طرح ایک پہلو سے توحید بن سکتا ہے بلکہ شرک ہر حال میں شرک ہے اور قرآن مقدس میں ہے ان الشرک لظلم عظیم بے شک شرک

Marfat.com

ظلم عظیم ہے۔ اس عظیم میں ملوث ہونا کسی طرح اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔ اس بیان سے معلوم ہوا کہ وسائل بذوات فاضلہ نہ شرک ہے اور نہ کفر و بدعت بلکہ معمولات اسلامیہ ہے اور یہ قرآن مقدس اور احادیث نبویہ اور فقہ شریف اور اکابرین دین وملت سے ثابت ہے۔

شبہ: فقہ شریف کی کتب میں بحق فلان کہنا منع ہے اور بحق فلاں الفاظ وسیلہ پر بولے جاتے ہیں فقہ شریف کے اس بحق فلاں کی ممانعت سے ثابت ہوا کہ وسیلہ فقہاء کرام کے نزدیک ناجائز ہے تو پھر تم کس طرح فقہاء کرام کی تقلید کرتے ہو اور اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے ہو یہ تو تعارض ہوا۔

جواب: فقہاء کرام کا بحق فلان سے یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وسیلہ بذوات فاضلہ ناجائز ہے بلکہ ان کا مطلب معتزلہ کا رد کرنا ہے کہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ بندے کا خالق پر حق ہے تو فقہاء نے ان کا رد کر کے فرمایا کہ بندے کا حق اللہ تعالیٰ پر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس حق کے دلانے پر مجبور کیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو اجر سے نوازے چاہے کوئی اجر نہ دے اس پر کوئی حق بندے کا نہیں ہے۔ اگر اس عقیدہ کا رد کرنا مطلوب نہ ہو تو پھر یہ بات قرآن مقدس کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و کان حقاً علینا نصر المؤمنین O کہ ہم پر مومنوں کی مددگاری حق ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ما حق اللہ علی العبد و حق العبد علی اللہ کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندے پر کیا ہے اور بندے کا حق تعالیٰ پر کیا ہے۔ اس حدیث شریف میں بھی حق کا ذکر موجود ہے تو کیا فقہاء قرآن واحادیث نبویہ سے

Marfat.com

غافل تھے۔ فقہاء کرام نے عقیدہ معتزلہ کا رد کیا ہے نہ کہ توسل کا اس لئے مختصر الوقایہ کے ابتداء میں ہے فیقول العبد المتوسل الی اللہ تعالیٰ باقوی الذریعة عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعت تو اگر فقہاء کے نزدیک یہ ناجائز یا کفر و شرک ہوتا تو فقہ کے ابتداء میں یہ کیوں فرماتے نور الانوار کے آخر میں ملاجون نے فرمایا ہے کہ یا اللہ یہ کتاب حضور انور ﷺ کی برکت سے قبول فرما۔ اس میں برکت کا لفظ موجود ہے جس کا معنی وسیلہ ہے مولانا عبدالحئی لکھنوی نے شرح الوقایہ کے حاشیہ میں وسیلہ بذوات فاضلہ درج کیا ہے ابن ماجہ نے جو حدیث عثمان بن حنیف کی لکھی ہے اس کے حاشیہ میں شیخ الحدیث عبدالغنی مجددی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ توسل بذوات فاضلہ جائز ہے۔ اگر حق کا لفظ مکروہ یا حرام ہوتا تو اکابرین کبھی بھی اپنے کلام میں ذکر نہ کرتے مثلاً شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

خدایا بحق نبی فاطمہ   کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ

اس کے علاوہ پیران عظام نے اپنے شجروں میں بحق فلاں استعمال کئے ہیں تو کیا وہ تمام کے تمام مشرک ہوئے۔

شبہ: روح المعانی نے وابتغوا الیہ الوسیلة کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد اعمال صالحہ مراد ہے نہ کہ ذوات فاضلہ تو وہ اتنے بڑے عالم فاضل تھے اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ اعمال صالحہ سے جائز ہے اور وسیلہ بذوات فاضلہ ناجائز و شرک ہے۔

جواب: صاحب روح المعانی توسل کا منکر نہیں اگر وہ توسل کے منکر ہوتے تو

Marfat.com

پھر اپنی تفسیر روح المعانی میں کیوں وسیلہ کا ذکر کرتے اور اور فالمد برات امرا کے ذیل لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کی روحوں کو طاقت دیتا ہے جس سے مرید کو شیخ ارشاد کرتے ہیں ان چیزوں سے جو ہلاک کرتی ہیں۔ بات ایسی نہیں جو منکر نے درج کی ہے بلکہ بات ایسی ہے کہ صاحب روح المعانی کا پوتا نعمان الوسی کے مراسم صدیق حسن خان بھوپالی سے تھے تو اس نے نعمان الوسی کو رشوت دے کر اس نے اپنے باپ کی تفسیر میں ردوبدل کی تو پوری تفسیر بھی اس نے مطالعہ نہیں کیا تھا بلکہ اس نے صرف وابتغوا الیہ الوسیلة کے تحت بکواس درج کیا جو کسی مفسر و محدث وفقیہ وصوفی نے نہیں کہا تھا اور اپنے باپ کے دامن پر بدنما داغ لگایا۔ یہ بات امام یوسف النبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے شواھد الحق میں درج کی ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں نعمان آفندی نے بخدا اپنے باپ کو بھی دکھ دیا اور نافرمانی سے کام لیا جب کہ اس کی تفسیر میں متفرق مقامات میں موجود ایسی نقول کو یکجا کر دیا اور جو لوگ ان سے بے خبر تھے ان کو بھی خبر کر دیا اور اس پر فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہوئے صدیق حسن خان وہابی اور اس کی جماعت کے سامنے یہ ثابت کر دیا کہ صرف میں ہی نہیں میرا باپ بھی ان کے مذہب و مشرب پر تھا اس وجہ سے میں نے مکہ مکرمہ کے بعض علماء کرام سے اس سے اور اس کے باپ علامہ الوسی کے حق میں ایسے سخت کلمات سنے کہ انہیں یہاں نقل کرنا قطعاً مناسب نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ مجھے ان دونوں اور جملہ اہل اسلام کو عفو و مغفرت نصیب فرمائے اور لطف و احسان سے کام لیتے ہوئے ہم سبھی سے درگزر او اسی کا اہل ہے وہ عبادت جو شواھد الحق میں ہے قارئین کرام کیلئے درج کیا جاتا ہے۔ وقد لعمری اذی ابا و عقبه بتلك النقول التی کان الناس عنها فی غفلة لانها مفرقة فی تفسیره فجمعها فی هذه المسائل فی کتابه هذا مفتخرا بها و مثبتا عند

Marfat.com

صـديـق حسن خان طائفة ان ابا هو ايضا على مذهبم فى ذالک و قـد سـمعت بسبب دا من بعض علماء مكة المشرفة كلا ما فظيعا فـى حـق ابيه لا استحسن نقله هنا و اسال الله لى ولهما و لجميع المسلمين العفو و الغفران وان يعاملنا بالطف والاحسان انه ولى ذالک (شواهد الحق ص ۱۵٦ مطبع مصر) قارئین کے لئے یہ گواہی کافی ہے۔
اب اگر ہم صاحب روح المعانی کے بیٹے نعمان الوسی کے ردو بدل کوتسلیم کرے تو بہت بڑے نقصان کے مرتکب ہو جائیں گے اس لئے کہ علامہ الوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر حق ونور سے بھرا ہوا ہے اس نے وسیلہ کے اثبات میں اپنی تفسیر میں جا بجا تشریح وتوضیح کی ہے آپ کی تحریر اور اسی تحریر میں زمین وآسمان کا فرق ہے اللہ تعالیٰ اس ردو بدل کرنے والے کواس کا بدلہ دے۔ ہمارے عصر کے وہابی فرقہ کے معتقدین مثلاً جواھر القرآن واحسن الکلام وکتب محمد طاہر پنج پیر کے تمام کے تمام نے علامہ الوسی کے بیٹے کے متغیر شدہ تشریح کوتمام کے تمام نے نقل کیا ہے اور تفسیر روح المعانی کا حوالہ دیتے ہیں حالانکہ ان کومعلوم نہیں کہ یہ تحریف علامہ الوسی کے بیٹے کی ہے اور یہ تحریف نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے خوشنودی کے لئے کیا گیا۔

شبہ: بحق فلان کے متعلق جو ذکر کیا گیا اس سے مجھے پوری تسلی نہیں ہوئی مزید وضاحت درکار ہے اور وہی شبہ جو مذکور ہے بدستور میرے دل میں ہے۔

جواب: دعا میں بحق فلان کے متعلق فقہا نے جو کراہت لکھا تھا اس کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ اس سے حق وجوبی مراد ہے نہ کہ وسیلہ او واسطہ مراد ہے ورنہ

Marfat.com

قرآن مقدس کی آیت میں جو ذکر ہے وکان حق علینا نصر المؤمنین ۔ مزید دوسری آیت بھی پیش خدمت ہے کذالک حق علینا ننج المؤمنین ۔یعنی اس طرح مجھ پر حق ہے کہ میں مومنوں کو نجات دو۔فقہاء نے وسیلہ کے متعلق جواز ذکر کیا ہے جو عمدۃ الرعایہ اور مختصر الوقایہ سے نقل کیا گیا شامی میں ہے الحق اذا کان بمعنی الوجوب یکرہ و اما اذا کان بمعنی الحرمۃ فلا یکرہ (طریقہ محمدیہ ص ۱۵۵) اور بزازیہ میں بھی بحرمۃ فلاں کا جواز نقل کیا ہے۔وقد جوز البزازیہ بحرمۃ فلان (الدر المنظیم ص ۱۲) حضور انور ﷺ کے چچا کی بیوی فاطمہ بنت اسد جب وفات پا گئی اور اس کے لئے قبر کھودی گئی تو حضور انور ﷺ نے قبر والوں سے فرمایا کہ پاؤں کی طرف قبر کو کشادہ کرو اور سر کی طرف پھر خود قبر میں لیٹ گئے اور دعا فرمائی کہ یا اللہ فاطمہ بنت اسد کو مغفرت نصیب فرما بحقی و بحق الانبیاء من قبلی میرے وسیلہ سے اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ سے۔اس حدیث کو شواھد الحق نے نقل کی ہے۔مشکواۃ شریف کی کتاب الصلواۃ میں ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا من احسن و ضؤهن و صلوتهن لو قتهن حق علی الله ان یغفرله و من لم یحسن ان شاء غفرله وان شاء عذبه .(مشکواۃ شریف) جس نے اچھی طرح وضو کیا اور اپنے اپنے اوقات میں نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو بخش دے اور جس نے یہ کام اچھے طریقے سے ادا نہ کی تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے بخش دے گا اور اگر چاہے تو اس کو عذاب دے گا۔نھایہ میں ہے و ذکر فیہ دلیل علی ان الحق یطلق علی کل ما کان من طریق الوجوب یکرہ و علی ما کان بطریق التفضیل. (نھایہ ج ا ص ۱۲۰) اور اس میں دلیل ذکر ہوا اس بات پر کہ حق کا اطلاق ہوتا ہے جو طریقہ وجوب سے ہو نہ کہ طریقہ فضیلت سے۔

Marfat.com

یہی مضمون البصائر لمنکر التوسل باھل المقابر میں مولانا حمد اللہ ڈاگئی فاضل مظاہر العلوم سہارنپور نے درج کیا ہے اور مولانا نادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے الدر النظیم فی حل مشکلات القرآن العظیم میں درج کیا ہے اور فقہاء نے بحق فلان کو جب ذکر کیا تو ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا اذ لیس علی اللہ حق کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق نہیں کہ وہ اپنا حق زبردستی اس سے لے لے ورنہ تفصیلی کا حق کا ذکر تو خود قرآن مقدس اور احادیث نبویہ میں درج ہے اب اگر کسی کے دل میں کج روی ہو تو اس کا کوئی علاج نہیں ورنہ مفسرین اور محدثین اور فقہاء اور صوفیاء کرام رحمھم الہ تعالیٰ نے کیوں وسیلہ کا جواز نقل کیا ہے روح البیان میں ہے ویحسن التوسل والاستغاثہ بالاولیاء و الانبیاء ولم ینکر احد حتی جاء ابن یتمیۃ فاتبدع حتی لم یقل عالم قبلہ (روح البیان ج ا ص ۹۰ طبع عثمانیہ)

وسیلہ اور استغاثہ اولیاء وانبیاء کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنا بہت بہتر ہے اور کسی نے اس سے انکار نہیں کیا تھا یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اس نے بدعت کی یہاں تک کہ اس سے قبل انکار والی بات کو کسی نے نہیں کہا تھا۔ اگر بحق فلاں سے مراد وسیلہ ہوتا تو روح البیان والے لکھتے کہ فلاں فلاں عالم نے انکار کیا تھا۔ بحر العلوم میں ہے الاستغاثہ بغیر اللہ فی کشف الشدائد محمود (تفسیر خازن ج ۳ ص ۲۱) استغاثہ اللہ کے علاوہ اپنی تکالیف میں بہتر ہے۔ یہاں تک کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ کی قبر پر دعا کرنا قبولیت کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم نہ تھا کہ بحق فلاں کہنا ناجائز ہے۔ معلوم ہوا کہ بحق فلاں سے مراد وسیلہ نہیں بلکہ بحق وجوب مراد ہے۔ بحق فلاں اگر واقعی کتاب وسنت میں مکروہ یا حرام ہوتا تو اس کی ممانعت کے متعلق کچھ نہ کچھ ذکر ضرور موجود ہوتا لیکن کتاب وسنت میں کوئی ایسی دلیل واضح

Marfat.com

نہیں جس سے ممانعت ثابت ہو مزید تحقیق ملاحظہ کیجئے حضور انور ﷺ اپنی دعا میں صحابہ کرام کو تلقین فرماتے و بحق السائلین علیک و الراغبین الیک والمقعودین بک والمتضرعین الیک و بحق کل عبد متعبد لک فی کل براء و نحراو سھل او جبل ادعوک من اشترت فاقتہ۔ اس دعاء میں بحق الفاظ درج ہیں اگر یہ شرک ہوتا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی اس کی تلقین نہیں کرتے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے بھی بحق محمد ﷺ فرمایا تو یہ بحق لفظ کہنا حضرت آدم علیہ السلام کی بھی سنت ہے اس طرح حضور علیہ السلام سے دوسری دعاء بھی مروی ہے جس میں بحق الفاظ واضح ہیں وہ دعا یہ ہے اللھم انی اسالک بحق السائلین علیک و اسئلک بحق ممشای ھذا۔ اس میں بحق السائلین الفاظ میں بحق لفظ درج ہے۔

حضرت امام سجاد عرفہ کے دن یہ دعا مانگتے تھے بحق من انتخبت من خلقک و بمن اصطفیتہ لنفسک بحق من اخترت من بریتک و من احببت لشانک بحق من وصلت طاعۃ بطاعتک و من ینطت معاد اتہ بمعاد اتک (صحیفہ سجادیہ دعٰی ۴۷)

قرآن مقدس کی کئی آیات میں حق کے الفاظ وارد ہیں کچھ آیات تو ذکر کیے گئے ہیں اب مزید ایک اور آیت حاضر خدمت ہے آیت کریمہ میں ہے وعدا علیہ حق فی التوراۃ والانجیل (توبہ آیت ۱۱) اس میں حق الفاظ وارد ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الصغیر میں ایک حدیث نقل کی ہے تو اس میں بھی بحق الفاظ درج ہیں وہ یہ ہیں حق علی اللہ عون من نکح التماس العفاف منا حرم اللہ (جامع الصغیر) ابن ماجہ شریف میں ہے کہ

Marfat.com

حضور انور ﷺ نے فرمایا ثلاثة حق علی الله عونهم الغازی فی سبیل الله والمکاتب الذی یرید الادعاء والناکح الذی یرید التعفف (ابن ماجہ) تین گروہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ان کی مدد کرے ایک مجاہد اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو دوسرا مکاتب ہے کہ اپنے مولا کے ساتھ قرار وابستہ کیا ہو کہ ادا کرنے کا ارادہ کرنے والا ہو اور دوسرا نکاح کرنے والا جس سے مراد بدامنی سے اپنے آپ کو بچانا ہو۔

نھایہ میں ابن اثیر نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ اتدری ماحق العباد علی الله کیا تم جانتے ہو کہ مخلوق کا حق اللہ تعالیٰ پر کس طرح ہے۔ حضور انور ﷺ نے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کی والدہ ماجدہ کے موت پر دعا فرمائی وہ کتب احادیث میں مروی ہے اور اس دعاء کو امام یوسف سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شواھد الحق میں نقل کیا ہے وہ دعا یہ ہے اغفرلی فاطمہ بنت اسد و وسع علیها مدخلها بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی ۔ یا اللہ فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اپنے نبی کے وسیلہ سے اور ان انبیاء کے وسیلہ سے جو مجھ سے پہلے ہیں۔ اس حدیث کو ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ میں درج کیا ہے۔

آیت کریمہ الصابرین والصادقین والقانتین والمتقین والمستغفرین بالاسجار (سورۃ آل عمران آیت ۱۷) صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے فرمانبردار اور خرچ کرنے والے اور صبح صبح کے وقت استغفار کرنے والے۔

اگر کوئی آدھی رات اٹھ کر نماز پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف عاجزی سے یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ ان مذکورہ لوگوں کے ساتھ اس کو بھی شامل کرا دے گا وہ دعا یہ

Marfat.com

ہے:

اللھم انی اسئلک بحق المستغفرین بالاسحار اغفرلی ذنوبی

یا اللہ میں صبح کے وقت استغفار کرنے والوں کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اللہ تعالیٰ اس کا توبہ قبول فرما پڑھنے والے اور مانگنے والوں پر اپنی عنایات سے نوازے گا معلوم ہوا کہ اگر کوئی حق کے الفاظ سے انکار کرے تو یہ قرآن وسنت سے انکار ہوگا اور اگر ان کا مقصد وسیلہ کے تردید کرنا ہو تو وسیلہ کے اثبات میں کتاب وسنت سے دلائل کے انبار پڑھے ہوئے ہیں ان تمام دلائل سے انکار کرنا پڑے گا اگر فقہاء کرام کا مطلب یہ ہوتا جو منکرین اپنے اثبات میں پیش کرتے ہیں تو وہ خود وسیلہ بزوات فاضلہ پر عمل نہ کرتے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں فقہاء کا مطلب پہلے ذکعر کیا گیا ہے کہ وہ معتزلہ کا رد کرنا چاہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ مخلوق کا حق اللہ تعالیٰ پر واجب ہ تو فقہاء نے فرمایا کہ نہیں اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا عطا ہوگا کوئی اس خبر نہیں کرسکتا ان منکرین کو کوئی اور پناہ گاہ نہ ملی تو انہوں نے فقہاء کرام کے آغوش میں پناہ لینے کے لئے دوڑنا شروع کرے لیکن ان کی یہ دوڑ بھی ان کے لئے کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ شبہ کرنے والے کے لئے صرف اتنا کافی ہوگا اور اس کا ذہن صاف ہوگیا ہوگا اللہ تعالیٰ حق کا توفیق دینے والا ہے اور کج روی سے پناہ میں رکھنے والا بھی وہی ذات ہے اللہ تعالیٰ ہم تمام اہل سنت و جماعت مسلک حق پر قائم ودائم رکھنے کی طاقت وتوفیق عطا فرما دیں۔

Marfat.com

کیا توسل مومنوں کے لئے باعث خیر و برکت ہے؟

کتاب کے اختتام پر صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وسیلہ مومنوں کے لئے خیر و برکت کا باعث ہوسکتا ہے۔ وسیلہ کرنے والے کو متوسل کہا جاتا ہے اور جس کی طرف وسیلہ بنایا جاتا ہے وہ متوسل ہے اور درمیان میں رابطے کا کام جو دیتا ہے اس کو وسیلہ کہا جاتا ہے۔ تو وسیلہ کرنے والا شخص اپنے آپ کو کم رتبہ والے اور گناہ گار اور عاجز تصور کرتا ہے اور جس کو وسیلہ بناتے ہیں ان کو برگزیدہ نیک پارسا اور خدا کو پہنچنے والی ہستیاں تصور کرتے ہیں اب اگر ہم یہ فرق نہ کریں تو پھر تمام مخلوق رتبوں میں ایک جیسے ہوں گے پھر اولیاء انبیاء اور دوسرے لوگوں کے درمیان فرق نہیں رہے گا۔ گناہ گار اور پارسا کے درمیان بھی کوئی فرق نہ ہوگا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو مختلف طبقوں میں بنایا ہے مخلوقات میں سے کوئی نیک لوگ ہیں مثلاً انبیاء و اولیاء اور بعض ان میں سے منکر لوگ ہیں جن کو کافر کہا جاتا ہے اور بعض ان میں منافق ہیں جو اندر سے کافر ہیں اور باہر سے مسلمان تصور کئے جاتے ہیں یہ دونوں گروہ مردود ہیں اور پہلا گروہ جو نیک پارساؤں کا ہے وہ اللہ کے دوست اور محبوب ہیں اور ان تین گروہ کے درمیان ایک اور گروہ ہے جو کافر اور منافق تو نہیں لیکن گناہ گار ضرور ہیں اب ان گناہ کاروں کے لئے وسیلہ کی ضرورت پڑتی ہے کافروں اور منافقوں کے لئے وسیلہ کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ان کو وسیلہ فائدہ دے سکتا ہے گناہ گار مسلمانوں کے لئے وسیلہ فائدہ دیتا ہے۔ اب غور یہ کرنا ہے کہ

Marfat.com

مومن کا ایمان کا مدار انبیاء پر ہے اگر نبی ہے تو تمہارا ایمان بھی ہوگا اور اگر وہ نہ رہا العیاذ باللہ تو پھر تمہارا ایمان بھی نہ ہوگا۔ اگر حضور انور ﷺ نہ ہو تو پھر ہمارے دلوں میں ایمان بھی نہ رہا۔ اگر حضور انور ﷺ نہ ہو تو پھر ہمارے دلوں میں ایمان کہاں سے آئے گا۔ بجلی کے بلب کا تعلق بجلی گھر سے تعلق رکھتا ہے اگر بجلی گھر ہے تو تمہارے گھر یا مکان دکان پر بلب روشنی دے گا اور اگر بجلی گھر نہ ہو تو پھر تمہارے گھر یا دکان کے بلبوں میں روشنی کہاں سے ائے گی۔ مثال کے طور پر اگر سورج ہو تو چاند میں روشنی ہوگی کیونکہ چاند میں خود روشنی نہیں بلکہ وہ سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے تو جب سورج نہ ہو تو پھر چاند میں روشنی کہاں سے ہوگا۔ القمر سیتفاد من الشمس کہ قمر سورج سے روشنی لیتا ہے۔ تو مومن مستقل مومن ہیں بلکہ ان کا ایمان انبیاء و ملائک اور اللہ کے ساتھ وابستہ ہے اور انبیاء علیہم السلام مستقل مومن ہیں اور پھر مومن کے علاوہ وہ صاحب ولایت اور نبوت والے ہیں۔ وہ تمام واسطے اور وسیلے ہیں خالق اور مخلوق کے درمیان اس وجہ سے حضور نور ﷺ نے فرمایا ہے کہ شفاعتی لاھل الکبار کہ میری شفاعت بڑے بڑے گناہگاروں کے لئے ہے۔ توسل کیا ہے ایک زنجیر ہے زنجیر کا ایک ٹکڑا دوسرے سے ملا ہوتا ہے خواہ وہ زنجیر کتنی ہی لمبی ہو ایک سرے سے اسے ہلاؤ تو اس کے آخر تک جس قدر کڑیاں ہیں سب میں حرکت پیدا ہوگی۔ محدثین کے نزدیک جس حدیث کی راوی تھوڑے ہوں اس حدیث کا زیادہ اعتبار کرتے ہیں مگر صوفیاء کرام کے نزدیک معاملہ بالکل برعکس ہے ادھر جتنے ہاتھ بڑھتے جائیں گے اور جتنی دور چلے جائیں گے اس کا اعتبار زیادہ اس لئے ہے کہ متبرک اور نورانی ہاتھوں کی بجلی بھی اس میں اثر کرتی جائے گی جو شخص پیران عظام کے سلسلہ میں ان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر فیضان الٰہی یا نور محمدی یا روحانی نور حاصل کرنا چاہے اور اس نور محمدی سے اپنے قلب کو

Marfat.com

نورانی بنانا چاہے وہ کسی کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قلب سیاہ کو روشن کرتا ہے بیمار کو طبیب یا حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے ایک ڈاکٹر یا حکیم آواز دیتا پھرے کہ آؤ علاج کرالو تو کیا اس دیوانے کے پاس کوئی جائے گا؟ بیمار کا فرض ہے کہ وہ طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جا کر منت زاری سے عاجزی سے ان کی خدمت میں عرض کرے کہ بیماری کا علاج کرو یہ تو ظاہری بیماریوں کا حال ہے اور روحانی بیماریوں کا حال تو اس سے کئی درجے زیادہ ہے ظاہری بیماریوں میں تو کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں ظاہری طبیبوں کے لئے لاکھوں حکیم ڈاکٹر ہر ملک میں پیدا ہیں باطنی بیماریاں پیدا کیں تو کیا ان کے علاج کے لئے کوئی ڈاکٹر یا حکیم پیدا نہیں کیا؟ جو ظاہری بیماریوں کا علاج کرے اس کو ڈاکٹر یا حکیم کہتے ہیں۔ اور جو باطنی بیماریوں کے علاج کراتے ہیں ان کو مرشد یا ھادی یا پیر کہتے ہیں۔ یہ ھادی یا مرشد اپنے مرید کو اللہ کے قرب کے لئے وسیلہ ہے اور وہ اپنے مرید کو اس راستے پر چلانے کی تاکید کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے زیادہ ریب ہو۔ اس سلسلہ میں حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان جوان کے ملفوظات میں درج ہے قارئین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔ آپ نے ایک واقعہ درج فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں لاہور کے قلعہ میں حضرت عالمگیر بادشاہ قلعہ کی دوسری چھت پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت لاہور کے جید علماء کرام بھی موجود تھے بادشاہ نے سوال کیا کہ رب کی بارگاہ میں کون سا طریقہ پہنچنے کا ہے؟ مولوی صاحبان نے گردن نیچے ڈال لی کیا بتاتے ادھر ادھر دیکھا ایک صوفی صاحب دریائے راوی کی طرف سے آرہے تھے مولوی صاحبان نے عرض کیا کہ اس سوال کا جواب وہی بزرگ دے گا بادشاہ نے کمند اندازوں کو حکم دیا کہ اوپر سے کمند کو لٹکا کر ان بزرگوں کو جب قلعہ کے نزدیک پہنچے تو اس میں بٹھا کر اوپر کو کھینچ

Marfat.com

لے نوکروں نے ایسا ہی کیا کہ جب قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو ان کو اکٹھا کر کے اوپر پہنچا دیا گیا ان سے سوال کیا گیا جو اس نے عالموں سے کیا تھا صوفی صاحب نے فوراً جواب دیا کہ بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کا یہی طریقہ ہے جس کو آپ نے استعمال کیا بادشاہ نے عرض کیا کیسے؟ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت میں آپ کی ملاقات کرنا چاہتا تو آپ کے قلعہ کے سات ڈیوڑھیاں ہیں پہلی سات ڈیوڑھی والوں سے آشنائی پیدا کرتا اور سالہا سال گزرتے پھر بھی معلوم نہیں باریابی نصیب ہوتی یا نہ اب آپ کے دل نے چاہا تو بغیر محنت و کوشش کے اپنے نوکروں کو حکم دیا انہوں نے نیچے سے کھینچ لیا اور آپ کی مجلس میں بٹھایا۔ قلعے کے دروازے میں داخل ہو کر سات ڈیوڑھیوں کو طے کرنا ہر ایک ڈیوڑھی والے کے ساتھ آشنائی پیدا کرنا اور سات ڈیوڑھیوں کو اسی طرح طے کر کے بادشاہ کے دربار میں پہنچنا شریعت ہے اور بادشاہ اگر خود کھینچ لے کمندگروں کے ذریعے سے تو اس کا نام طریقت ہے

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

پیر اور مرشد کا رشتہ پہلے سے ہے اور ازل میں جن روحوں کی ملاقات ہوئی دنیا میں بھی ملاقات و محبت ہوگی من یھد اللہ فھو المھتد و من یضلله فلن تجد له ولیا مرشدا (ع۲ص۱۵الکھف) محبت رسول پیدا نہیں ہو سکتی جب تک پیر کے ساتھ محبت نہ ہو ایمان محبت رسول کا نام ہے اگر ایمان حاصل کرنا ہے تو کسی محبت رکھنے والے سے محبت رکھو یہ محبت رکھنے والے ہی پیر ہوتے ہیں اور وسیلہ ہے اللہ تک پہنچنے کا۔ تصوف کی کتب میں ہے الرفیق ثم الطریق پہلے ساتھی تلاش کرو اس کے بعد راستہ کی تلاش کرو۔ مرشد حضور انور ﷺ کی اتباع کی تلقین کرتے ہیں اور حضور انور ﷺ کے ساتھ محبت کا درس دیتے ہیں اور جب جب

Marfat.com

رسول کسی سالک کو حاصل ہو جائے تو وہ اتباع رسول میں ڈوب جاتے ہیں اور قرآن مقدس میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ فرمادیجئے اے میرے محبوب اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت فرمائے گا اور یہی اتباع رسول وسیلہ ہے اللہ تعالیٰ کے ملنے کا کیونکہ آپ کے در میں اللہ تعالیٰ کا ملنا ہے اگر کوئی یہ در چھوڑ دے ہزار سال بھی کوشش کرے خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ پہنچنے کا پتہ بھی در مصطفی ﷺ ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ملنے کیلئے حضور انور ﷺ کی ذات ہمارے لئے وسیلہ عظمیٰ ہے کیونکہ اتباع ادا کو کہا جاتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے کس طرح عبادات کی ہم اس کو دیکھ کر اس طریقہ و انداز سے عبادات کو بجالائیں گے اگر ہم یہ کہیں کہ ہم ان کے اعمال کو دیکھیں گے تو یہ اعمال حضور انور ﷺ کے ہیں اور پہلے بتا چکا ہوں کہ اعمال ذات کے تابع ہیں اگر ذات مردود ہے تو اعمال بھی مردود ہوں گے منافقین مردود ہیں تو ان کے تمام اعمال مردود ہیں خواہ وہ نماز پڑھے روزے رکھے حج کرے اگر ذات مقبول ہے تو اس ذات کی تمام اعمال مقبول ہوں گے۔ انبیاء علیھم السلام مقبول بارگاہ الٰہیہ ہیں اس لئے ان کے تمام اعمال مقبول ہیں کوئی عمل بھی مردود نہیں اس لئے ہم حضور انور ﷺ کے تابع ہیں تو اعمال ان کا فعل ہے اس لئے وہ اعمال کو بھی قبول کرتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں ہمارا ایمان حضور انور ﷺ پر ہے کہ امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسولہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اس کے ملائک اور کتابوں پر اور رسولوں پر۔ اب ہم نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے اعمال پر ایمان لایا بلکہ ہم نے یہاں اقرار ذات کا کیا ہے جب ایمان ہم نے ان پر ایمان لایا تو یہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے ملنے کا وسیلہ بنے اگر کوئی ان میں سے کسی ایک سے انکار

Marfat.com

کرے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ یہی عظیم ہستیاں ہمارے لئے وسائل ہیں بغیر ان عظیم ہستیوں کے ہم مومن نہیں رہ سکتے اور تمام انبیاء علیہم السلام حضور انور ﷺ کے نائبین ہیں اور حضور انور ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اور پھر امت محمدیہ میں بزرگ ہستیاں ہمارے پیارے رسول معلم و مقصود کائنات ﷺ کے نائبین ہیں اس لئے ہم ان کے ساتھ ہو کر فلاح پا سکتے ہیں اور قرآن مقدس میں ہے یا ایھا الذین امنوا کونوا مع الصادقین O اے ایمان والو ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ۔ سچے لوگوں کی معیت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور یہی سچے لوگ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں ہم ان کی وجہ سے دین کی روشنی حاصل کر سکتے ہیں۔

خدا بے ان کے واسطہ سے کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

خالق کائنات تو مکان سے پاک ہے وہ تو لامکان ہے مکان اور دروازوں سے منزہ اور پاک ہے اس نے ہماری آسانی کے لئے در مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا دروازہ ٹھہرایا ہے جو اس مکان میں داخل ہوگا وہی اس مکان میں خدا کو پائے گا

خدا کا پتہ ہے در مصطفیٰ
مقام ان کا بہر خدا دیدنی ہے

اگر کوئی کسی کو اپنا وسیلہ ٹھہراتا ہے تو اس کے ساتھ محبت بھی رکھتا ہوگا اور کوئی کسی پر عاشق ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کے سوا جو کچھ ہے سب سے اعراض کر کے ہمیشہ اس کو دیکھا کرے جب اس کا چہرہ دیکھے اور اس کے ہاتھ پاؤں پوشیدہ ہوں اور ساتھ ہی خوبصورت ہو تو انہیں بھی دیکھنے کی کوشش کرے تاکہ جو جمال مشاہدہ کرے اس کے سبب سے رغبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی

Marfat.com

مداومت کرے گا تو خواہ مخواہ اس کے دل میں تھوڑی بہت رغبت پیدا ہو جائے گی
پس محبت الٰہی ومحبت رسول خدا ﷺ کا یہی حال ہے۔ محبت الٰہی کی یہی شرط ہے کہ
آدمی دنیا کی طرف سے منہ پھیرے اور اس نابکار کی محبت سے دل کو پاک کرے
اسی واسطے کہ غیر خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے دل پاک کرنا ایسا
ہے جیسے کہ کوڑے کرکٹ سے زمین کو پاک کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت طلب
کرے کیونکہ جو شخص اسے دوست نہیں رکھتا تو اس کا سبب یہ ہے کہ اسے جانتا ہی
نہیں ورنہ جمال وکمال تو بالطبع محبوب ہیں حتیٰ کہ جو شخص حضرت ابوبکر وعمر وعثمان و
علی رضی اللہ عنھم کو خوب پہچانتے ہیں تو یہ بات ناممکن ہے کہ وہ انہیں دوست نہ
رکھے اس لئے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہیں اور معرفت حاصل کرنا ایسا ہے
جیسے زمین میں تخم ریزی کرنا پھر مداومت ذکر وفکر میں مشغول ہو یہ آب پاشی کی مثل
ہے اس لئے کہ جو کوئی کسی کو زیادہ یاد کرتا ہے تو خواہ مخواہ یاد کرنے والے کو اس کے
ساتھ ایک اُنس پیدا ہو جاتی ہے اور مسلمان اصل محبت سے خالی نہیں ہوسکتا مگر جو
تفاوت ہے وہ تین سبب سے ہوتا ہے تو ایک چیز دوسری چیز کی محبت کو گھٹا دیتی ہے
دوسرا سبب یہ ہوسکتا ہے کہ معرفت میں تفاوت رکھتا ہے کہ وہ بڑا عالم ہے مگر جو عالم
ہو اور ان کے استنباطات سے باخبر ہو تو وہ اور زیادہ دوست رکھے گا کیونکہ عام کی
بہ نسبت اس کی شناخت زیادہ ہے مگر امام محمد اور امام یوسف رحمۃ اللہ علیھما جو امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سب حالات اور
علوم اور اخلاق سے باخبر تھے وہ علماء سے زیادہ انہیں دوست رکھتے تھے تو جو شخص
محبت حقیقی زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اللہ ورسول کو بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں۔
تیسرا سبب کہ ذکر وفکر سے انس حاصل ہوتا ہے اور ان اسباب سے محبت کا تفاوت
ہوتا ہے مگر جو حبیب خدا معلم ومقصود کائنات صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کو بالکل دوست

Marfat.com

نہیں رکھتا تو اس کا یہی سبب ہوسکتا ہے کہ وہ محبوب خدا کو ہرگز جانتا نہیں اس لئے جس طرح ظاہر کی خوبصورتی محبوب ہوتی ہے اس طرح باطن کی خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس معرفت محبت کا نتیجہ ہے اور معرفت کاملہ حاصل کرنے کے لئے مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ بنانے والے کے ساتھ محبت و عشق رکھنا پڑتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ صحابہ کرام کا جو عشق احادیث بنویہ میں ذکر ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے یعنی جب آپ لعاب دھن مبارک تھوکتے تو صحابہ کرام اپنے بدنوں پر ملتے اور وضو کا پانی اپنے پاس رکھتے اور بال کٹوانے کے وقت بالوں کو اپنے پاس تبرک کے لئے رکھتے آپ کا جبہ مبارک بیماروں کے لئے تبرک کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور نعلین مبارک سے بھی تبرک حاصل کرنے میں سب سے زیادہ تعلق صحابہ کرام کا تھا اور یہ باتیں صحاح ستہ میں ذکر ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور انور معلم و مقصود کائنات ﷺ تک یہ واسطے اور وسیلے چلے آئے ہیں اور پھر حضور انور ﷺ کے تابعین بزرگان دین وملت ہیں اور ان کا راستہ صراط مستقیم ہے اور ان کی معیت دین و دنیا کی فلاح کا سبب ہے اور سورۃ فاتحہ میں ان کے راستے کو انعام والوں کا راستہ بتایا ہے اور انعام والے انبیاء اور صادقین اور شہداء و صالحین ہیں اور ان کا راستہ صراط مستقیم بتایا گیا اور ان کی معیت کا حکم ہمیں دیا گیا تو معلوم ہوا کہ بغیر معیت صادقین ہمیں کچھ میسر نہ ہوگا۔ بزرگان دین وملت نے ہمیں یہی بتایا ہے اور کتاب وسنت سے ہمیں یہی درس ملا ہے ان روحانی واسطوں اور سلسلوں سے منسلک گروہوں کو قادری، چشتی، سہروردی، نقش بندی کہتے چلے آئے ہیں اور ان سلسلوں میں رہنے والے غوث، قطب، ابدال سے پہچانے جاتے ہیں اور روحانی علوم سے مسلمانوں کو سرشار کرنے والے ہیں اور مریدین کے لئے یہی حضرات

Marfat.com

باطنی اطباء ہیں باطنی بیماریوں کے علاج کرنے والے ہیں اور مریدین کو اللہ تعالیٰ کی معرفت سے سرشار کرنے والے ہیں حضرت مولانا قیوم رومی رحمۃ اللہ علیہ نے جب شمس تبریزی کے در پر چلے گئے تو پھر وہاں ایسے ڈٹے کہ پھر دوبارہ دنیا کے لھو ولعب میں مشغول نہیں ہوئے اور باطنی علوم سے ایسے سرفراز ہوئے کہ دنیا حیرت میں چلی گئی آپ نے شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے عقیدت کا اظہار ان الفاظوں سے کیا ہے:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

یعنی مولانا روم ہرگز مولوی نہیں ہے جب تک شمس تبریزی رحمۃ اللہ کا غلام نہیں ہوا اس وادی میں عشق ومحبت حقیقی کی داستانیں ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق محمد سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عق ومحبت کا درس ہوتا ہے اور اسی عشق و محبت میں وہ تمام دنیا سے الگ تھلگ ہو جاتے ہیں بس اللہ و رسول ﷺ کو خوش اور راضی کرنے میں شب وروز لگے رہتے ہیں اور طرح طرح کے طریقے اپناتے ہیں کبھی درود شریف کے ورد میں لگے رہتے ہیں کبھی تلاوت کلام پاک میں کبھی احادیث نبویہ کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس پر عمل کر کے پریکٹس کرتے ہیں کہ کسی طریقے سے اللہ اور اس کا حبیب راضی ہو جائے دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں جو دنیا کو خیر آباد کہنے والے ہوتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سب اپنے پرائے اور دنیا و مافیھا پر ترجیح دیتے ہیں اور یہ کیوں نہ ہو جب کہ اللہ کی رحمت ہر وقت ان پر برستی ہے اور اگر اس رحمت کا حصول کوئی چاہتا ہے تو پھر رحمت کی تلاش کرنا پڑتا ہے اور قرآن مقدس میں جب ہم نے جستجو کی تو قرآن مقدس کی آیت کریمہ ہمارے سامنے آئی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے اے

Marfat.com

محبوب تمہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو حضور انور ﷺ تو رحمت عالمین ہے تو عالمین میں سے اگر کوئی اس رحمت کو پانے میں کوشش کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ حضور رحمۃ للعالمین ہے اور اگر ہم اللہ تعالیٰ سے ملے گی تو حضور انور ﷺ تو واسطہ اور وسیلہ ہیں اللہ تعالیٰ سے رحمت پانے کا۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے رحمت پانے کی درخواست کرے گا تو وہ حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے کرے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور حصور انور ﷺ سے عشق محبت رکھے گا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

شراب عشق سے مخمور

نشہ محبت سے چور

عاشقان رسول ﷺ کے کارنامے کو مشاہدہ کریں تو آپ حیران ہوں گے کہ ان حضرات عشق و محبت کی مثالیں کس طرح دنیا کے سامنے پیش کی ہیں عاشق رسول ﷺ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا عشق و محبت کو ملاحظہ فرماویں مدینہ پاک میں کبھی گھوڑے پر سواری نہ کرتے اور حدود مدینہ میں بعض حضرات بھی پاخانہ کے لئے نہ بیٹھتے تفسیر روح البیان میں ہے ما کان محمد ابا احد کے تحت لکھا ہے کہ ایاز کے لڑکے کا نام محمد تھا سلطان اس کا نام ادب سے لے کر پکارتے تھے ایک بار کہا کہ اے ایاز کے لڑکے یہاں آؤ ایاز نے عرض کیا کہ حضور آج کیا قصور ہوا ہے کہ آپ نے اس کا نام نہ لیا فرمایا کہ میں اس وقت بے وضو تھا اور یہ نام پاک میں بغیر وضو کے نہیں لیتا۔

ہزار بار بشویم ذہن بہ مشک گلاب

ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

انسان تو انسان ہے اس میں جسم و جان ہے عقل و شعور ہے اپنے اور پرائے کی پہچان ہے برے اور بھلے میں امتیاز کر سکتا ہے وہ حضور انور ﷺ کے ساتھ عشق و

Marfat.com

محبت میں دیوانہ کیوں نہ ہو اس لئے کہ انسان تو چھوڑ کر نباتات کے واقعات بھی مشہور ہیں اور ان میں سے ایک واقعہ خشک ستون استن حنانہ کا ہے اور اس مشہور واقعہ کو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں نقل کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ منبر شریف کے بننے سے پہلے مسجد شریف میں کھجور کا ایک ستون تھا جس سے پشت انور لگا کر معلم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظ فرمایا کرتے تھے منبر بننے کے بعد جب آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو اس تو ان سے بڑے دردناک لہجے میں رونے کی آواز آئی:

استن حنانہ از ہجر رسول
نالہ می زد ہم چوں ارباب عقول
گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون
گفت جانم در فراقت گشت۔خون
مسندت من بودم از من تافتی
برسر منبر تو مسند ساختی

معلم کائنات ﷺ نے منبر سے نیچے تشریف لا کر فرمایا کہ تم کیوں رو رہے ہو کیا وجہ ہے تمہارے رونے کا تو کھجور کی درخت حضور انور ﷺ کے ہجران کی وجہ سے رو رہے تے جس طرح عقل مند انسان رو رہا ہے حضور انور ﷺ نے پوچھا کہ اے ستون تم کیا چاہتے ہو اس ستون نے کہا میری جان تمہارے فراق میں خون بنا آپ نے اس سے قبل تکیہ گاہ مجھے بنایا تھا اب آپ نے منبر کو تکیہ گاہ بنایا اور آپ نے مجھے اپنے شرف سے محروم کر دیا اور مجھ سے دور ہوئے آپ نے فرمایا کہ منبر کا ہونا ضروری ہے اب تم بتاؤ کہ تیری اس محبت کے بدلے میں تجھے کیا عطا کریں:

گر تو میخواہی ترا نخلے کنند

Marfat.com

شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

اگر تم چاہتے تو تجھ کر ابھی ہرا درخت بنا دیں کہ قیامت کے دن ہر طرف سے آنے والے تبرک کے طور پر تیرا میوہ کھایا کریں اور اگر چاہو تو تمہیں جنت کا درخت بنا دیں اور جنت میں پہنچا دیں ستون نے عرض کی میں وہ بات چاہتا ہوں جو ہمیشہ رہ چنانچہ اسے ستون کو مردہ آدمیوں کی طرح زمین میں دفن کیا تا کہ قیامت کے دن وہ بھی مدینہ کے مسلمانوں کے ساتھ اٹھے اور جنت میں داخل ہو۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو نقل کر کے تحریر کیا ہے کہ ایک خشک لکڑی کو دیکھے جو حضور انور ﷺ کی محبت رکھتی ہے اور آپ کی جدائی میں رونے لگتی ہے اور حضور ﷺ کی معیت چاہتی ہے پھر انسان ہو کر حضور انور ﷺ سے محبت اور عشق نہ رکھے تو اس کی برائے نام انسانیت تو لکڑی سے بھی کم ہے اب اگر منکرین معجزات اس واقعہ سے انکار کرے تو اس کے انکار کا کوی وزن نہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فلسفیوں کے شکوں کو رد کر کے فرماتے ہیں:

فلسفی کہ منکر خانہ است

از حواس اولیاء بیگانہ است

فلسفی استن خانہ سے منکر ہیں اور اولیاء کرام کے حواس سے نابلد ہیں اس وجہ سے وہ انکار کرتے ہیں۔ عارف ربانی نے کیا خوب فرمایا ہے:

محبت کے دستور ہیں نرالے

بنا لے جسے چاہے اپنا بنا لے

ہنر سیکھ لے لینے کا لینے والے

کہ نافے لئے پھر رہے ہیں غزالے

اس تمام تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ وسیلہ مصطفی ﷺ ہر مومن مسلمان کے لئے

Marfat.com

ضروری ہے اور حضور انور ﷺ سے عشق و محبت بھی دین و ایمان ہے حدیث شریف میں ہے کہ مومن نہیں تم سے یہاں تک کہ میں اس کو اس کے والد اور ولد اور تمام مخلوق سے زیادہ محبوب نہ ہو وہ مومن نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ **لایومن احد کم** میں لانفی کمال ہے ہے یعنی کامل مومن نہیں لیکن یہاں لانفی کمال کا نہیں بلکہ لا کمال نفی ہے یعنی کامل طور پر وہ ایمان سے خالی ہے جو حضور انور ﷺ سے اپنے والد اور اولاد اور تمام مخلوق سے زیادہ محبوب نہ رکھے اور حضور انور ﷺ کا مسکن اور وہ جگہ سب سے بہتر جانتا ہے اور سارے شہروں میں وہ شہر بہتر ہے جہاں محبوب خدا ﷺ کا قیام ہے یعنی مدینہ شریف:

قیامت کے دن جب ہر انسان نفسا نفسی پکارے گا اس وقت حضور انور ﷺ کا وسیلہ کام آئے گا اور حضور انور ﷺ شفاعت کبریٰ فرمائیں گے اور بڑے بڑے گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے **شفاعتی لاھل الکبار** میری شفاعت اہل کبائر کے لئے ہے اور شفاعت کبریٰ کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اور علماء و اولیاء شفاعت کریں گے قیامت کے دن حضور انور ﷺ تمام مومنوں کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں اس لے ہم پُر امید ہیں کہ اگر چہ ہم بہت روسیاہ ہیں گناہ گار ہیں لیکن شرمسار ہیں اور حضور انور ﷺ ہماری شفاعت فرمائیں گے وہ ہمارے لئے دین و دنیا میں وسیلہ ہیں ہم کس طرح حضور انور ﷺ کے وسیلہ سے انکار کریں گے انکار کرنے والا بڑا بدبخت ہوگا اور قیامت کے دن روسیاہ ہوگا جب وہ شفاعت سے منکر ہوگا تو پھر قیامت کے دن کس طرح شفاعت مصطفیٰ ﷺ کا امیدوار ہوگا۔ آخر میں فقیر دعا گو ہے کہ یا اللہ میرے اس سعی کو بارگاہ میں قبول فرما اور حضور انور ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے مستفید فرما۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین۔ ۲۰۰۳۔۱۔۲۹

Marfat.com

Marfat.com

فہرستِ کتب

جن کے بغیر کوئی لائبریری بھی مکمل نہیں ہو سکتی

فیضانِ علی	۱۵۰ روپے	نظامِ خلافت	۱۵ روپے
سیرتِ مصطفےٰ	۳۰ ؍	اعلیٰحضرت صدائے تنبیہ کی آئینے میں	۱۵ ؍
رُوحِ کائنات	۳۰ ؍	دعا بعد السنن والنوافل	۱۵ ؍
مکائدِ عثمانی	۳۰ ؍	الدرر السنیہ پشتو	۱۵ ؍
تبلیغی جماعت علماء کی نظر میں	۲۵ ؍	اظہارِ حق پشتو	۲۰ ؍
ولایت و کرامت	۲۰ ؍	شرعی پردہ	۲۰ ؍
تجلیاتِ غوثیہ	۱۵ ؍	المسئلۃ البیضا	۱۸ ؍
عشقِ رسول	۲۰ ؍	حیاتِ خضر	۹ ؍
تبلیغ	۴۰ ؍	احسن البیان	؍
تبلیغی جماعت ایک نظر	۶ ؍	اذان سے قبل و بعد درود و سلام	۲۵ ؍
۷۳ فرقے	۱۵ ؍	معجزات عقل و	
باطل فرقوں کی پہچان	۲۵ ؍	استمداد اللّٰہ کی روشنی میں	؍
سیرتِ غوث الاعظم	۱۵ ؍	انوارِ محمود	۲۰ ؍
معراجِ مصطفےٰ	۱۲ ؍	داڑھی	۱۰ ؍
تعظیمِ مصطفےٰ	۲۰ ؍	عصمتِ انبیاء	۱۵ ؍
مزاراتِ مقدسہ پر گنبد بنانا	۲۰ ؍	شاہدِ کائنات	۲۰ ؍
دعوتِ غور و فکر	۶ ؍	نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چومنا	۲۰ ؍
مسنون دعائیں مع رسالہ	۶ ؍	اولادِ غوثیہ	۱۵ ؍
دعا بعد نمازِ جنازہ	۱۰ ؍	سیف التقلید	۲۰ ؍
الصواعق الربانیہ	۱۵ ؍	الجہاد پشتو	۲۵ ؍
منع الاشارات	۱۰ ؍	ضیاء الصدور	۱۵ ؍

ملنے کا پتہ :- مکتبہ غوثیہ مدین - سوات

Marfat.com